صحبتِ اہل اللہ کی

اہمیت وافادیت

افادات وارشادات

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حکیم اختر صاحبؒ

مرتب

مفتی احمد اللہ نثار صاحب قاسمی نقشبندی مجددی

ناظم دارالعلوم رشیدیہ حیدرآباد

ناشر

دارالعلوم رشیدیہ

زیرانتظام: رشیدیہ ایجوکیشنل چیریٹیبل اینڈ ویلفیر ٹرسٹ

صحبتِ اہل اللہ کی اہمیت وافادیت

افادات وارشادات

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حکیم اختر صاحبؒ

ترتیب

مفتی احمد اللہ نثار قاسمی
ناظم دار العلوم رشیدیہ و صدر دار الافتاء والارشاد حیدرآباد

دار العلوم رشیدیہ
زیر انتظام: رشیدیہ ایجوکیشنل اینڈ چیریٹیبل ٹرسٹ

فہرس

غمِ خاطر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پروردگار عالم نے انسانیت کے رہبری ورہنمائی کے لئے بنائے ہوئے اس نظام عالم میں ہدایت ورہبری کی یہ سنت اپنائی ہے کہ آسمانی کتابیں اور صحیفے نازل کرنے کے ساتھ انبیاء ورسل کو بھیجنے کا اہتمام فرمایا، تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ بغیر آسمانی کتاب کے ہزاروں نبی دنیا میں تشریف لائے؛ مگر بغیر نبی کے کوئی کتاب تو دور کتابچہ بھی نازل نہیں کیا گیا، نیز پہلے صاحب کتاب آئے پھر کتاب نازل ہوئی، بلکہ صاحب کتاب کو بھی کتاب ایک عرصہ کے بعد عطاء کی گئی، یعنی انسان کی تربیت محض کتاب سے نہیں بلکہ کامل انسان سے ہی ہوتی ہے، بالخصوص جدید تعلیم کی نصابی کتابیں انسانوں کو ''صاحب'' تو بنا دیتا ہے، آدمی نہیں بناتا ہے، اس کے لئے روحانی اور ذہنی تصرف کے ساتھ کامل انسان درکار ہوتا ہے، اکبر الہ آبادیؒ نے کہا تھا:

کورس تو لفظ ہی سکھاتے ہیں آدمی آدمی بناتے ہیں
جستجو ہم کو آدمی کی ہے وہ کتابیں عبث منگاتے ہیں

کتابوں سے آدمی نہیں بنتا، کیونکہ عصری تعلیم میں امتیاز حق و باطل کی صفت نہیں ہے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنے ایک مکتوب میں ملا حاجی محمد لاہوریؒ کو تحریر فرماتے ہیں'' شریعت کے تین حصے ہیں علم، عمل، اخلاص: جب تک یہ تینوں اجزاء متحقق نہ ہوں شریعت متحقق نہیں ہوتی، جب شریعت متحقق ہو جاتی ہے تو حق تعالی کی رضا حاصل ہو جاتی ہے جو کہ تمام دنیاوی اور اخروی سعادتوں سے بالاتر ہے، طریقت وحقیقت جس سے کہ صوفیاء ممتاز ہوئے ہیں دونوں (شریعت کے تیسرے حصے) یعنی اخلاص کی تکمیل میں شریعت کے خادم ہیں، لہذا ان کی تحصیل صرف شریعت کی تکمیل کے لئے کی جاتی ہے، احوال و

مواجید اور علوم ومعارف جو اثناء راہ میں حاصل ہوتے ہیں وہ مقاصد میں سے نہیں، ان سب سے گزر کر مقام رضا تک پہنچنا چاہئے، جو کہ سلوک کا آخری مقام ہے، اس لئے طریقت و حقیقت کی منزلوں کو طے کرنے کا مقصد تحصیل اخلاص (احسان) کے سوا کچھ نہیں ہے'' (جلد اول مکتوب سہ وششم بحوالہ تصوف وسلوک: ۶)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں: ہماری صحبت اور ہماری تعلیم جو آداب تصوف وسلوک سے تعلق رکھتی ہے یہ حضور ﷺ سے سند متصل صحیح اور جاری کے ذریعے ملتی ہے۔

''صحبتنا وتعلمنا آداب الطريقة والسلوك متصلة الى رسول الله ﷺ بالسند الصحيح المستفيض المتصل'' (جلد اول مکتوب دو صد و بست ویکم)

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی تحریر فرماتے ہیں ''بعض جہلاء جو کہہ دیتے ہیں شریعت اور ہے اور طریقت اور ہے، محض ان کی کم فہمی ہے، طریقت بے شریعت خدا کے گھر مقبول نہیں، صفائی قلب کفار کو بھی حاصل ہوتی ہے، قلب کا حال مثل آئینہ کے ہے، آئینہ زنگ آلودہ ہے تو پیشاب سے بھی صاف ہو جاتا ہے اور گلاب سے بھی صاف ہو جاتا ہے؛ لیکن فرق نجاست وطہارت کا ہے، ولی اللہ کو پہچاننے کے لئے اتباع سنت کسوٹی ہے، جو متبع سنت ہے وہ اللہ کا دوست ہے اور اگر مبتدع ہے تو محض بے ہودہ ہے، خرق عادات تو دجال سے بھی ہوں گے'' (رجوم المذنبین: ۱۲۹)

محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا حافظ پیر ذوالفقار صاحب نقشبندی مجددی دامت برکاتہم فرماتے ہیں ''حدیث متواتر کی تعریف اور اس کے قطعی الثبوت ہونے کی دلیل میں اہل اصول لکھتے ہیں:

''الخبر المتواتر ما يكون له طريق بلا عدد معين - تكون العادة قد احالت تواطؤهم على الكذب'' (نخبة الفكر)

حدیث متواتر وہ ہے کہ اتنی بڑی تعداد نے ہر زمانے میں اس کی روایت کی ہو کہ عقل سلیم اور انسانی عادات اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہ ہوں کہ اتنے کثیر انسانوں نے غلط بیانی اور افتراء پردازی پر اتفاق کرلیا ہے اور یہ کسی سازش کا نتیجہ ہے۔

چنانچہ قرن ثانی سے لے کر اس وقت تک بلا انقطاع اور بلا استثناء ہر دور اور ہر ملک کے کثیر التعداد مخلص بندوں نے علم تصوف کو حاصل کیا۔ خود فائدہ اٹھایا اور دوسروں کو ؟ کو پہنچایا۔ یہی دلیل علم تصوف کی حقانیت کو اجاگر کرنے کیلئے کافی ہے۔

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری (تصوف سلوک: ۷)

صحبت اہل اللہ کی اہمیت پر حضرت مولانا عبدالقوی صاحب دامت برکاتہم نے اپنے رسالہ ''صحبت کاملین'' میں لکھتے ہیں ''ہندوستان کے مشہور مشائخ میں مرزا مظہر جان جاناں رحمہ اللہ تعالی سے اہل علم میں کون ناواقف ہوگا، صحبت صالحین کی افادیت و اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر'' مجھے شب قدر مل جائے تو میں اس میں اللہ تعالی سے صحبت صالحین و رفاقت کاملین کی نعمت طلب کرلوں گا''

انہی کے خلیفہ تفسیر مظہری کے مصنف، فقیہ وقت، بیہقی الہند حضرت قاضی ثناءاللہ پانی پتی اپنی معروف و متداول کتاب'' مالابدمنہ'' جس کو ہم لوگ ابتدائے درس نظامی ہی میں پڑھ چکے ہیں میں'' کتاب الحج'' کے اختتام پر کتاب الاحسان کا آغاز کرتے ہوئے فرماتے ہیں، جو کچھ ہم نے گذشتہ صفحات میں بیان کیا ہے وہ شریعت کا ظاہر اور پوست تھا، یہاں سے شریعت کے باطن اور اس کے مغز کو بیان کرتے ہیں اور معلوم ہونا چاہئے کہ مغز شریعت (کتابوں میں نہیں اللہ والوں اور خدا رسیدہ بزرگوں کی صحبت میں ملتا ہے، حقیقت یعنی مغز شریعت جسے اصطلاح میں تصوف وسلوک کہا جاتا ہے) کو شریعت سے علاحدہ نہ سمجھنا چاہئے کیونکہ ایسا سمجھا کفر و جہل ہے، آگے فرماتے ہیں بہر حال پیغمبر ﷺ کے باطنی انوار و برکات کو اہل اللہ کی صحبتوں اور خدمتوں سے حاصل کر کے اس نور مبارک سے اپنے سینوں کو

منور و تجلی کرنا چاہئے''۔

امام ابوالقاسم قشیریؒ فرماتے ہیں کہ ''ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے کہ اس کا کوئی استاذ و مربی ہو اس لئے کہ جس نے ایسا نہیں کیا وہ کبھی فلاح یاب نہیں ہوا''، شیخ ابو علی دقاق فرماتے ہیں ''خود رو پودے اکثر جلانے ہی کے کام آتے ہیں اور غارس و کاشتکار کی محنت و نگرانی میں پروان چڑھنے والے درختوں سے پھل پھول برگ و بار دستیاب ہوتے ہیں''، حضرت بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں کہ ''جس شخص کا کوئی بڑا نہ ہو شیطان اس کا بڑا بن جاتا ہے۔

شیخ اکبر ابن عربیؒ فرماتے ہیں کہ ''جس طرح علم عقائد وفقہ کیلئے علماء ظاہر کی ضرورت ہے، اسی طرح علم باطن کی تحصیل کیلئے ان علوم کے ماہر علماء کی ضرورت ہے، کوئی شخص امراض باطنہ کا علاج ماہر و تجربہ کار شیخ کے بغیر نہیں کر سکتا، خواہ اسے اخلاق و مواعظ کی ہزاروں کتب یاد ہوں، مرشد کامل کے بغیر باطنی ترقیات کی راہ میں قدم رکھنے والا ایسا ہی ہے جیسے طب کی کتابیں رٹا ہوا طبیب، کہ جب وہ اس پر بولے گا اور تقریر کرے گا تو لوگ اس کے علم کی داد دیں گے اور اگر کسی کا علاج کرے گا تو اس کی ناتجربہ کاری کو دیکھ کر اسے جاہل اناڑی قرار دیں گے۔

حضرت گنگوہیؒ جیسے فقیہ، حضرت نانوتویؒ جیسے حکیم، حضرت سہارنپوریؒ جیسے محدث، حضرت شیخ الہندؒ جیسے شارحِ حدیث اور حضرت تھانویؒ و مدنی رحمۃ اللہ علیہ جیسے جبال علم و فہم کا اپنے اپنے مشائخ کی خدمتوں اور صحبتوں میں رہنے کیلئے (باوجود اپنی تمام تر علمی و تحقیقی مصروفیات کے وقت نکالنا، ان کی نگرانی و راہنمائی میں سراپا اطاعت ہو کر ریاضت و مجاہدہ کے مراحل سے اپنے آپ کو گزارنا اور اپنے سب کمالات کو وسائل و اسباب کی نسبت سے انہیں کی نگہِ عنایت اور صرف ہمت کی برکت تصور کرنا کیا کوئی شعبدہ بازی ہے یا کسی حقیقت کی عکاسی؟ پھر کیا ہم جیسوں کیلئے جو انہی بزرگوں کی عظمت سے منسوب ہو کر اور انہی کا نام لے کر اپنا مقام و مرتبہ جتاتے پھرتے ہیں عبرت و موعظت حاصل کرنے کیلئے اس میں کوئی سبق

موجود نہیں ہے؟ اگر ہے اور یقینا ہے تو پھر کبھی ہم نے غور کیا کہ ان بڑے بڑے علماء کو جن کے پاسنگ کو بھی آج ہم نہیں پہنچ سکتے آخر کیوں اپنے اپنے زمانہ کے صاحب نسبت وحامل طریقت بزرگوں کی خدمت میں پہنچنے ،ان کے سامنے زانوئے سلوک طئے کرنے اوران کی راہنمائی میں خودکو اور خودی کو فنا کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی تھی ؟(صحبتِ کاملین :۱۴۔۱۶)

محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا حافظ پیر ذوالفقارصاحب نقشبندی مجددی دامت برکاتہم فرماتے ہیں: کسی بھی گاڑی کو منزل پر پہنچنے کیلئے دو چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے : ایک تو سڑک ٹھیک ہو، دوسرا گاڑی میں پٹرول بھرا ہوا ہو، اگر سڑک ٹھیک نہ ہوتو بھی گاڑی نہیں چل سکتی، اگر پڑول نہ ہوتو بھی گاڑی نہیں چل سکتی، دونوں چیزیں لازم وملزوم ہیں، پس انسان کی مثال گاڑی کی سی ہے،شریعت کی مثال راستے کی سی اور طریقت کی مثال پڑول کی سی ہے۔انسان اگر وصول الی اللہ کی منزل پر پہنچنا چاہے تو اسے شریعت کے راستے اور طریقت کے پڑول کی ضرورت پڑیگی؛لہذا جولوگ شریعت وطریقت میں سے کسی ایک چیز کے بھی منکر ہیں وہ اپنی گاڑی کو راستے میں ہی رکا ہوا پائیں گے ،کامیاب زندگی یہ ہے کہ انسان ”ففروا الی الله“ کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے ”تخلقوا باخلاق الله“ کے مطابق اخلاق خداوندی سے متخلق اور اوصاف محمدی ”سے متحلّی“ ہو کر زندگی گزارے ،تا کہ ”انابوا الی الله“کی جماعت میں شامل ہو کر ”لهم البشری“ کی بشارت اور ”ورضوان من الله اکبر“ کی منزل پر پہنچے۔اس کا میں نام تصوف ہے“۔(تصوف وسلوک: ۱۴)

عاجز تواس راستہ کی دھول بھی نہیں ہے ؛مگر اس اُمید پر کہ قال کی برکت سے حال درست ہو جائے اپنی طرف سے کچھ لکھنے کے بجائے شیخ العرب والعجم حضرت حکیم اختر صاحب ؒ کی کتاب ”صحبتِ اہل اللہ کی اہمیت“ جوکہ حضرت کے مختلف بیانات کے مجموعہ کی تلخیص سے یہ

سعادت حاصل کرنے کی کوشش کررہا ہے، عاجز جب سفرِ حج پر تھا تو کوئی تحریری کام ہو جائے اس نیت خیال ہوا کہ بیت اللہ کے سایہ میں صحبت اہل اللہ پر کتاب کا مطالعہ بھی ہو جائے گا، بزرگوں کا دعائیں وتوجہات بھی مل جائیں گی، اس نیت سے ''لطائف الرشید'' پر قسط وار لکھنے کے بعد اسی کو کتابی شکل میں پیش کررہا ہے، عاجز نے تلخیص کی کوشش کی ہے مگر ترتیب دینے میں کامیاب نہ ہوسکا، مکمل کتاب ''صحبت اہل اللہ کی اہمیت'' پر ہے، جسے مختلف پیرایہ میں حضرت ؒ نے بیان فرمایا ہے، اس راہ کے سالک وطالب کے لئے بہت مفید باتیں ہے، اللہ تعالی ہم سب کی نیک کوششوں کو قبول فرمالے۔

أُحِبُّ الصالِحينَ وَلَستُ مِنهُم لَعَلّي أَن أَنالَ بِهِم شَفاعَه

وَأَكرَهُ مَن تِجارَتُهُ المَعاصي وَلَو كُنّا سَواءً في البِضاعَه

احمد اللہ نثار قاسمی نقشبندی مجددی

خادم دارالعلوم رشیدیہ

۲۹ رذوالحجہ ر ۱۴۴۳ھ

صحبتِ اہل اللہ کی اہمیت پر قرآنی ہدایت اور مرادِ نبوت

"وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُم" کی تفسیر فرماتے ہوئے شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرماتے ہیں کہ "اگر صحبت ضروری نہ ہوتی تو سرورِ عالم ﷺ کو حکم دیا جاتا کہ خلوتوں میں اپنی آہ وزاریوں سے صحابہ کو اللہ تک پہنچا دیجیے۔ مگر فرمایا اے ہمارے محبوب! اپنے نفس پر تکلیف برداشت کیجیے ہم آپ کو غیروں میں بیٹھنے کا حکم نہیں دے رہے ہیں، اپنے عاشقوں میں بیٹھنے کے لیے کہہ رہے ہیں جو ہماری یاد میں لگے ہوئے ہیں، آپ بھی میرے عاشق، صحابہ بھی میرے عاشق، عاشق کو عاشقوں کی تربیت کے لیے بھیج رہا ہوں، صحبت اتنی ضروری چیز ہے کہ سرورِ عالم ﷺ کی جانِ پاک کو حکم دیا جارہا ہے کہ آپ مسجدِ نبوی میں جو صحابہ ہمیں یاد کر رہے ہیں ان کے پاس جا کر بیٹھ جایئے اور نسبت مع اللہ عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃِ جو ہم نے آپ کو عطا کی ہے اس اعلیٰ ترین درجہ کی نسبت مع اللہ کے فیضانِ نبوت سے صحابہ کو صاحبِ نسبت بنایئے، کیوں کہ ہمیں ان ہی سے آگے اسلام پھیلانا ہے۔

آپ ﷺ ایسی جماعت کے متعلق فرماتے ہیں کہ شکر ہے اس اللہ کا جس نے میری امت میں اس درجہ کے اولیاء پیدا کیے کہ ان کے پاس بیٹھنے کا اپنے رسول کو حکم دیا، آیت نازل ہوتے ہی آپ ﷺ اپنے گھر سے ان کو تلاش کرنے نکلے، صحابہ کے پاس پہنچ کر ان سے پوچھا کہ کیا کر رہے ہو؟ جواب ملا کہ ہم اللہ کو یاد کر رہے ہیں، آپ ﷺ کو یقین ہوگیا کہ "یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ" والی جماعت یہی ہے، آپ ﷺ نے پوچھا کہ تمہارا اللہ کو یاد کرنے کے سوا کوئی اور مقصد تو نہیں؟ صحابہ نے عرض کیا کہ نہیں! آپ ﷺ نے انہیں بشارت دی کہ مجھ کو تم لوگوں سے اتنی محبت ہے کہ میرا مرنا جینا تمہارے ہی ساتھ ہوگا۔

معلوم ہوا کہ عاشقوں کے پاس بیٹھنا، ان کی صحبت میں رہنا یہ مرادِ نبوت ہے، اور جس کو یہ ذوق نہ ہو وہ مرادِ نبوت سے محروم ہے، جو شخص اپنے علم پر ناز کرے اور اللہ والوں کی کوئی ضرورت محسوس نہ کرے تو ایسا شخص مرادِ نبوت اور ذوقِ نبوت سے محروم ہے، اہل اللہ کے

پاس رہنے اور صالحین کی صحبت اختیار کرنے کو اتنی بڑی نعمت سمجھنا چاہیے کہ گویا جنت آسمان سے زمین پر آ گئی۔ اس پر حکیم اختر صاحبؒ کا ایک شعر ہے؎

میسر چوں مرا صحبت بجانِ عاشقاں آید ہمیں بینم کہ جنت بر زمین از آسماں آید

حدیث کے اس مضمون کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شعر میں پیش کیا ہے؎

مری زندگی کا حاصل مری زیست کا سہارا
ترے عاشقوں میں جینا ترے عاشقوں میں مرنا
مجھے کچھ خبر نہیں تھی ترا درد کیا ہے یارب
ترے عاشقوں سے سیکھا ترے سنگِ در پہ مرنا

صحبت اہل اللہ کی اہمیت پر قرآنی ہدایت

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے ''روح المعانی'' میں اور ''بیان القرآن'' میں حضرت حکیم الامت '' **اَلحقنَا بِهِم ذُرِّيَّتَهُم وَمَا اَلَتنٰهُم مِّن عَمَلِهِم مِّن شَیءٍ** ''کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ والا بن کر دنیا سے چلا جائے اور اس کی اولاد صرف فرض، واجب، سنتِ مؤکدہ ادا کرے، زیادہ تہجد، نوافل اپنی غفلت اور سستی سے نہ کر سکے لیکن پھر بھی وہ ان ہی کے ساتھ لاحق کر دی جائے گی۔ ''**وَ مَا اَلَتنٰهُم مِّن عَمَلِهِم مِّن شَیءٍ**'' یہ محض اللہ والوں کے اعزاز و اکرام کے لیے ان کا دل خوش کرنے کے لیے ہوگا، اور ان کے عمل میں بھی کچھ کمی نہیں کی جائے گی۔ ''**لِتَسْلِيَتِهِمْ وَلِسُرُوْرِهِمْ**'' حکیم الامت تھانوی نور اللہ مرقدہٗ نے اس آیت کی تفسیر میں ایک حدیث میں ذریات کے بعد اولاد کو عطف کیا گیا ہے معطوف اور معطوف علیہ میں مغایرت ضروری ہے، اس سے معلوم ہوا کہ اولاد کے علاوہ بھی کوئی ذریت ہے تو ذریت سے مراد مطلق توابع ہیں، اس میں ان شاء اللہ شاگرد، مریدین اور احباب بھی شامل ہو جائیں گے، تلامذہ اور مریدین روحانی اولاد ہیں، یہ سب محبت اور اطاعت کا تعلق رکھتے ہیں، اس لیے ان کے بھی داخلے کی گنجایش ہے، اس بات سے بہت

خوشی ہونی چاہئے۔

صحبتِ اہل اللہ پر دلنشین قرآنی استدلال

مولانا حکیم اختر صاحبؒ فرماتے ہیں "فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ" میں "فَادْخُلِیْ" امر ہے اور امر مضارع سے بنتا ہے اور مضارع میں دو زمانہ ہوتا ہے: حال اور استقبال، تو معلوم ہوا کہ اہل اللہ کی صرف ایک دفعہ کی ملاقات پر قناعت نہ کرنا، حال میں بھی ملو اور آیندہ بھی ملتے رہنا۔ یہ نہیں کہ ان سے مل کے جاؤ اور پھر ان کو بھول جاؤ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جنت کی نعمتیں سر آنکھوں پر رکھو مگر اہل اللہ کی ملاقات پہلے کرو، کیوں کہ ان ہی کی ذریعہ تم کو جنت میں آنا ہے، اس لیے ذریعہ کو اللہ تعالیٰ نے پہلے بیان کیا، بغیر اہل اللہ کی صحبت کے گناہ نہیں چھوٹتے ہیں اور گناہ نہ چھوٹے بغیر جنت میں بھی نہیں آپاتے، اہل اللہ کا ساتھ جنت میں بھی نہ چھوڑنا، جنت کی نعمتوں میں مشغول تو ہونا مگر یاد رکھنا اللہ والوں کے پاس نعمت دینے والا ہے، داخل ہوتے ہی ان سے ملو اور پھر جنت کی نعمتوں میں مشغول ہونے کے بعد بھی ان کے پاس آتے جاتے رہو۔

"فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ" کی دوسری دلنشین تشریح: "فَادْخُلِیْ بِعِبَادِیْ" نہیں فرمایا کہ "میرے بندوں کے پاس جاؤ" بلکہ فرمایا "فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِی" "میرے بندوں میں داخل ہو جاؤ یعنی سر سے پیر تک دل اور جان اور جسم، سب لے جاؤ، دخول کی دو قسمیں ہیں: دخولِ تام اور دخولِ ناقص، تام یہ ہے کہ جسم دل اور جان سب داخل ہو جائے، ناقص یہ ہے کہ جسم داخل ہو اور دل کہیں اور ہو، اللہ تعالیٰ کے اس اندازِ بیان پر قربان ہو جائے تب بھی حق ادا نہیں ہوسکتا۔ "فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ" فرمایا، چوں کہ ظرف مظروف کو بالکل گھیر لیتا ہے، اللہ والوں کے ظرف میں تمہارے قلب اور جسم و جان کا مظروف بالکل سما جائے، خالی جسم نہ لے جاؤ، کہ بیٹھے تو ہو اللہ والوں کے پاس اور دل حوروں میں لگا ہوا ہے۔

دخولِ جنت پر پہلا انعام : ''فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ'' کے بعد ''وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ'' ہے، کہ جنت میں خالص راحت ہوگی، خالص راحت میں پہلی راحت اللہ تعالیٰ نے بیان کی کہ ''فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ'' میرے خاص بندوں میں داخل ہوجاؤ، تم کو بہت آرام ملے گا، ان کے پاس آرام جاں ہے وہ اپنے دل میں خالق کو لیے ہوئے ہیں، ان کے پاس تم کو مکمل اور بے مثل آرام ملے گا۔

☆ ہدایت کے لئے پہلے صحبت کی توفیق ملتی ہے : اللہ تعالیٰ جس کو ہدایت دینا چاہتے ہیں تو اس کے دل میں وقت کے کسی ولی کی محبت ڈال دیتے ہیں، وہ اس ولی کی صحبت میں رہ کر، اس کی عبادت، فدا کاری اور وفاداری دیکھتا ہے تو اپنی بے وفائیوں، نافرمانیوں، حرام کاریوں اور بدمعاشیوں پر نادم ہوتا ہے، اور توبہ نصیب ہوجاتی ہے، اللہ تعالیٰ کا حکم ہے: ''یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ'' مولانا رومی نے فرمایا ہے کہ

مہرِ پاکاں درمیانِ جاں نشاں دل مدہ الاّ بہ مہرِ دل خوشاں

اللہ تعالیٰ کے پاک بندوں کی محبت اپنی جان کے اندر بٹھالو اور دل کسی کو مت دو سوائے ان کے جن کے دل اللہ کی محبت سے اچھے ہوگئے ہیں۔

بخاری شریف کی پہلی حدیث کا ایک عاشقانہ نکتہ

حکیم اختر صاحبؒ فرماتے ہیں کہ ''بخاری شریف'' کی اس پہلی حدیث کے جملہ ''فَمَنْ کَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَی اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ میں فَهِجْرَتُهٗ اِلَی اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ'' فرمایا، حالاں کہ مرجع اور ضمائر قریب تھے یعنی فَهِجْرَتُهٗ اِلَیْهِمَا نہیں فرمایا، اس قریب مرجع کے باوجود آپ ﷺ نے اللہ اور رسول کا دوبارہ نام لیا، سوال یہ ہے کہ یہ دوبارہ نام کیوں لیا؟ آپ ﷺ نے صرف ضمیر پر اکتفا کیوں نہیں کیا؟ محدثین اس کی وجہ بیان فرماتے ہیں کہ جانِ مصطفوی ﷺ نے اپنا عاشقانہ ذوق ظاہر فرمایا ''اِسْتِلْذَاذًا بِتَکْرِیْرِ اِسْمِهِمَا'' یعنی جانِ نبوت نے اپنی لسانِ

نبوت سے دوبارہ اللہ اور رسول کا نام لے کر مزہ حاصل کیا، یہاں اِسۡتِلۡذَاذًا مفعول لہ بیان ہو رہا ہے، یہ متن اور یہ تشریح دلالت کرتی ہے کہ دین نام ہے عشق و محبت کا، اگر روح کو اللہ کی محبت حاصل نہ ہوئی، اہلِ عشق و محبت سے آپ نے محبت حاصل نہیں کی تو خالی علمِ دین کا جسم ملے گا، دین کی روح نہیں ملے گی۔ اہلِ روح سے دین کی روح مل گئی تو واللہ قسم کھا کر کہتا ہوں کہ پھر ان شاء اللہ! آپ کو کبھی کہیں جانے کی ضرورت نہیں ہوگی، خود اللہ تعالیٰ امیروں کو آپ کے دروازے پر بھیجے گا، اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو ذلیل نہیں کرتا، مُشک ہوگا تو عاشقانِ خوشبو آپ کے پاس خود پہنچیں گے اور جب دل میں کچھ نہیں ہوگا خالی زبان پر اللہ ہوگا، علمِ دین زبان پر ہوگا تو "ضَرَبَ زَیۡدٌ عَمۡرًوا" سے زید سے عمرو کو ہمیشہ پٹواتے رہو گے لیکن اپنے نفس کو مارنے کی توفیق نہیں ہوگی"۔

نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

اَلۡحَاقُ بِالصّٰلِحِیۡن کی کرامت

کعبہ شریف کے آس پاس کے بیت الخلاء جب مسجد الحرام کی توسیع میں توڑ پھوڑ کر کعبہ شریف میں داخل کر دیے گئے تو الحاق کی برکت سے آج اسی زمین پر ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ کا مل رہا ہے اور وہ اللہ کا گھر قرار دیا جا رہا ہے، تو جب بیت الخلاء جیسی نجس، غلیظ اور حقیر چیز بیت اللہ شریف سے ملحق ہو کر بیت اللہ کا جز بن سکتی ہے تو کیا انسان اللہ والوں سے مل کر اللہ والا نہیں بن سکتا؟ اگر بیت الخلاء الگ رہتا اور بیت اللہ سے ملحق نہ ہوتا تو ہمیشہ بیت الخلاء ہی رہتا لیکن الحاق کی برکت سے اس خراب زمین کی قیمت بڑھ گئی، اگر ہم نالائق ہیں تو لائقوں (اہل اللہ) کے ساتھ رہنے سے ہماری نالائقی کا "نا" ہٹا کر لائق بنا دیں گے، مگر شرط یہ ہے کہ بیت الخلاء کو توڑا جائے تب وہ بیت اللہ کا جز بنتا ہے، اسی طرح اگر اللہ والا بننا ہے تو پہلے اپنے نفس کی ناجائز خواہشات کی توڑ پھوڑ ضروری ہے، اگر نفس نہیں ٹوٹا تو ایسا شخص محروم کا محروم ہی رہے گا جیسے اگر بیت الخلاء کو نہ توڑا جاتا تو بیت الخلاء کا بیت الخلاء ہی

رہتا کعبۃُ اللہ کا جز نہیں بن سکتا تھا۔

صحبت کی اہمیت پر انوکھی دلیل

جب حضور ﷺ کو ہجرت کا حکم ہوا تو صحابہ کو اجازت نہیں تھی کہ نبی جائیں تو جائیں تم لوگ میرے گھر سے چپکے رہنا، کعبۃ اللہ نہ چھوڑنا، بلکہ کعبۃُ اللہ سے زیادہ رسولُ اللہ کے فیض کو اللہ نے اہمیت دی کہ جہاں میرا نبی جارہا ہے سب وہاں جائیں، ایک بھی مکہ میں نہیں رہے گا اور نہ مکہ مکرمہ فتح ہوجانے کے بعد اللہ نے اجازت دی کہ اب تو مکہ شریف فتح ہوگیا، تکلیف دہ ماحول نہیں رہا، اس لئے تم سب میرے کعبہ کے پاس ہی رہو، بلکہ میرے نبی کے قدموں میں ہی رہو، میں تم کو میرے نبی سے ملوں گا، اس سے صحبت کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے، ایک عالم نے مکہ مکرمہ میں شاہ ابرارالحق ؒ سے پوچھا کہ عصر کے بعد حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس ہوتی ہے تو میں مجلس میں حاضری دوں یا طواف کروں؟ حضرت ؒ نے فرمایا کہ اگر کسی کی آنکھ میں تکلیف ہو تو وہ پہلے ڈاکٹر کے پاس جائے گا یا تلاوت کرے گا؟ اہل اللہ کی برکت سے اللہ کی محبت پیدا ہوتی ہے اور دل رذائل سے پاک ہوتا ہے، جب صاف دل سے کعبہ جائے گا تو تجلیات صاف نظر آئیں گی، جب گھر والے سے محبت ہوگی تب گھر کے دیدار کی لذت عجیب ہوگی۔

صحبتِ اہل اللہ اثر رکھتی ہے

☆ مفتیِ بغداد علامہ سیّد محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مایۂ ناز تفسیر ’’روح المعانی‘‘ میں آیت ’’یٰاَیُّهَا الَّذِینَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ کُونُوا مَعَ الصّٰدِقِینَ ‘‘ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ’’ خَالِطُوْهُمْ لِتَکُوْنُوْا مِثْلَهُم ‘‘ اللہ والوں کے پاس اتنا رہو کہ تم بھی اُن جیسے بن جاؤ۔

☆ بخاری شریف کی حدیث ’’هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا یَشْقٰی جَلِیْسُهُمْ‘‘ اہل اللہ ایسے مقبولانِ حق ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم اور شقی نہیں رہ سکتا‘‘ کے ذیل میں

علامہ ابن حجر عسقلانی ؒ ''فتح الباری'' میں رقم طراز ہیں: ''اہل اللہ صالحین کی صحبت میں بیٹھنے والا ان ہی کے ساتھ درج ہو جاتا ہے، ان تمام نعمتوں میں جو اللہ تعالیٰ اللہ والوں کو عطا فرماتا ہے، اور یہ اہل اللہ کا اکرام ہوتا ہے، جیسے معزز مہمان کے ساتھ ان کے ادنیٰ خدّام کو بھی وہی اعلیٰ نعمتیں دی جاتی ہیں جو معزز مہمان کے لیے خاص ہوتی ہیں۔ ''اِنَّ جَلِيْسَهُمْ يَنْدَرِجُ مَعَهُمْ فِيْ جَمِيْعِ مَا يَتَفَضَّلُ اللّٰهُ بِهٖ عَلَيْهِمْ اِكْرَامًا لَهُمْ''

☆تصوف کا ضروری علم فرض کا درجہ رکھتا ہے

حکیم الامت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ'' منجیاتِ قلبیہ کی تحصیل اور مہلکاتِ قلبیہ کا ازالہ واجب ہے اور تجربہ سے اس کا طریق حضرات کاملین مکمّلین کی صحبت اور ان کی تعلیم پر عمل کرنا ثابت ہوا ہے، اس لیے بحکم مُقَدَّمَةُ الْوَاجِبِ وَاجِبٌ یہ بھی ضروری ہے اور ترکِ واجب میں والدین وغیرہ کی اطاعت نہیں کی جائے گی۔ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ۔

☆ امداد الاحکام میں تحریر فرماتے ہیں: جس طرح ہر مرد و عورت پر اپنے اپنے حالات و مشاغل کی حد تک ان کے فقہی مسائل جاننا فرض ہے، اور پورے فقہ کے مسائل میں بصیرت و مہارت پیدا کرنا، اور مفتی بننا سب پر فرض نہیں، بلکہ فرضِ کفایہ ہے، اسی طرح جو اخلاقِ حمیدہ کسی میں موجود نہیں انہیں حاصل کرنا اور جو رذائل اس کے نفس میں چھپے ہوئے ہیں ان سے بچنا، تصوف کے جتنے علم پر موقوف ہے اس کا علم حاصل کرنا فرضِ عین ہے اور پورے علمِ تصوف میں بصیرت و مہارت پیدا کرنا کہ دوسروں کی تربیت بھی کر سکے یہ فرضِ کفایہ ہے۔

اہلِ علم کے لئے صحبت اِہل اللہ کی اہمیت کی عجیب دلیل

اللہ والوں کی جوتیوں کی خاک کے ذرات بادشاہوں کے تاجوں کے موتیوں سے

افضل ہیں: صحبت اہل اللہ کے متعلق علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے ایک موقع سے ختمِ بخاری پر فارغین میں سے ایک طالب علم کو مخاطب کر کے فرمایا : آج بخاری شریف ختم ہوگئی، آج تم عالم ہو گئے، مگر ''بخاری شریف'' کی روح تب حاصل ہوگی جب چھ ماہ کسی اللہ والے کی صحبت میں رہو گے، جب تمہیں درد بھرا دل عطا ہوگا، اپنے علم پر عمل نصیب ہوگا اور علم کی حلاوت ملے گی، اور جب تم سے جو علم نکلے گا جادو بیانی کے ساتھ نکلے گا، پھر جوش میں فرمایا کہ اللہ والوں کی جوتیوں کی خاک کے ذرات بادشاہوں کے تاجوں کے موتیوں سے افضل ہیں۔

؎ نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

اہلِ علم کے لئے صحبت اہل اللہ کی اہمیت کی عجیب دلیل: علم بے شک سر آنکھوں پر ہے مگر صحبت کی قیمت بہت اہم ہے، اسکی دلیل غارِ حرا سے ہیکہ اسی غارِ حرا میں نبوت عطا ہوئی، نبوت کا آفتاب غار حرا سے طلوع ہوا، اور جس ویرانے میں اللہ مل جائے آہ! اس ویرانے کو کیا سمجھتے ہو، جس پر حکیم اختر صاحبؒ کا یہ شعر ہے۔

؎ خلوت غارِ حرا سے ہے طلوعِ خورشید کیا سمجھتے ہو تم اے دوستو ویرانوں کو

اس غارِ حرا میں ایک آیت نازل ہوئی ''اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ''اس وقت جو ایمان لائے ان کا درجہ سب سے اعلیٰ ہے ان کو '' اَلسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ'' قرار دیا گیا، اور جو تیس پارے نازل ہونے کے بعد ایمان لائے ان کو متأخرین قرار دیا گیا، مقبول تو وہ بھی ہیں لیکن درجہ میں ان سے پیچھے ہیں جو ''اِقْرَاْ'' نازل ہوتے ہی ایمان لائے، جبکہ تیس پاروں کا علم زیادہ ہے نہ کہ پانچ آیات کا، وجہ اسکی یہ ہے کہ جو پہلے ایمان لائے ان کو نبی کی صحبت زیادہ ملی، اس لیے ان کا درجہ ان سے بڑھ گیا جو تیس پاروں کے بعد ایمان لائے۔

صحبت اہل اللہ کی ضرورت پر ایک عجیب تمثیل

حکیم اختر صاحبؒ اہلِ علم کے لئے صحبتِ اہل اللہ کی اہمیت پر فرماتے ہیں کہ'' مان لو! کسی چراغ کا ظرف دس لاکھ ریال کا ہو اور اس میں تیل بھی ایک لاکھ ریال کا ہو اور اس کی

بتی بھی نہایت اعلیٰ درجہ کی پیرس سے منگائی گئی ہو لیکن یاد رکھو! روشن نہیں ہوسکتا جب تک کسی جلتے ہوئے چراغ سے متصل نہ ہوگا، اسی طرح خواہ کتنا ہی بڑا عالم ہو، علم کا سمندر ہو لیکن جب تک کسی اللہ والے، صاحبِ نسبت سے متصل نہیں ہوگا نہ خود روشن ہوگا نہ دوسروں کو روشن کر سکے گا، نہ نسبت لازمہ ملے گی نہ نسبت متعدّیہ ملے گی، اس کے علم و عمل میں فاصلے ہوں گے''۔

☆ اللہ والوں کی صحبت سے ان شاء اللہ تعالیٰ! کتنا ہی نالائق، کمینہ نفس ہو ولی اللہ بن جائے گا، ولی اللہ کی صحبت سے انسان ولی بن جاتا ہے، آج ہم کو رونا یہی ہے کہ نیک صحبتیں کم ہوگئیں اس وجہ سے ہمارے اندر بے دینی پھیلی جارہی ہے ورنہ بڑے بڑے شرابی اللہ والوں کی صحبت سے ولی اللہ بن گئے۔

صالحین کی صحبت ذریعۂ مغفرت

☆ سو قتل کے مرتکب کو نیک لوگوں کی بستی میں جانے کا حکم ہوا کہ وہاں توبہ قبول ہوجائے گی، وہ شخص صالحین کی بستی تک پہنچ بھی نہ سکا کہ راستے میں موت آگئی ''فَنَاءَ بِصَدْرِهٖ نَحْوَهَا'' مرتے وقت اپنے سینے کا رخ اس بستی کی طرف کردیا، اس ادا پر اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل فرما کر مغفرت کا فیصلہ فرمادیا، اللہ والوں کی یہ شان ہے کہ جس زمین پر وہ ''سبحان اللہ، الحمدللہ'' کہتے ہیں، اشکبار آنکھوں سے آنسو بہاتے ہیں، اس زمین کو خدا یہ عزت دیتا ہے کہ اس بستی میں سو قتل کرنے والے کی توبہ کی قبولیت کی قید لگ رہی ہے، جب کہ قادرِ مطلق، غفّار اور توّاب کی طرف سے ہر زمین پر مغفرت ممکن تھی، اس سے اللہ والوں کی عظمت اور قیمت کا اندازہ ہوتا ہے۔

علم نبوت درس سے اور نور نبوت صحبتِ اولیاء سے

قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ جنہیں شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ امام بیہقی فرماتے تھے، تفسیر مظہری کے مصنّف، حضرت مظہر جانِ جاناں کے خلیفہ ہے، فرماتے ہیں : جو کچھ کتابوں میں

پڑھتے ہو یہ علمِ نبوت ظاہری ہے، اگر چاہتے ہو کہ حضور ﷺ کا نورِ باطن بھی مل جائے تو اللہ والوں کے سینوں سے حاصل کرو" از سینۂ درویشاں باید جست"

؎ مستند راستے وہی مانے گئے جن سے ہو کر تیرے دیوانے گئے
لوٹ آئے جتنے فرزانے گئے تا بہ منزل صرف دیوانے گئے

تقویٰ عبادت سے نہیں صحبت سے نصیب ہوتا ہے

اللہ کی ناراضگی سے بچنے کے لیے معصیت سے اجتناب ضروری ہے، معصیت سے اجتناب کے لیے تقوی ضروری ہے، تقویٰ کے لیے اہل تقویٰ کی صحبت ضروری ہے، عبادت کرنا آسان ہے لیکن گناہ چھوڑنا مشکل ہے، محض عبادت سے ولی نہیں بنیں گے جب تک معصیت کا ترک نہ ہو، جب تک متقی نہیں بنیں گے ولی نہیں بنائے جائیں گے، ولایت لاکھوں حج کر لینے سے نہیں، عمرہ اور تسبیحات سے نہیں، تقوی و ترک معصیت سے ہے۔ "اِن اَولِیاَؤُہ اِلَّا المُتَّقُونَ"

حضرت خواجہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کا تقویٰ

خواجہ صاحب کے یہاں ایک مرغا تھا جو آدمیوں کو کاٹ لیتا تھا، چپڑاسی کو بھیجا کہ مرغا بیچ آؤ اور اسکا عیب خریدار کو بتا دینا، پھر سوچا کہ پتا نہیں چپڑاسی عیب بتائے گا یا نہیں، قیامت کے دن اللہ مجھ سے پوچھے گا چپڑاسی سے نہیں پوچھے گا، خود مرغا لیا لکھنؤ کے نخاس بازار میں جہاں کبوتر، چڑیاں اور پرندے فروخت ہوتے ہیں پہنچ گئے، ڈپٹی کلکٹر ہو کر فٹ پاتھ پر بیٹھ گئے، صحبتِ اہل اللہ کا کرشمہ کہ ڈپٹی کلکٹر اللہ کے خوف سے فٹ پاتھ پر بیٹھا ہوا ہے، خریدار سے کہتے کہ بھائی! اس مرغے میں عیب ہے، قیمت اتنی ہے مگر میں کم کر دوں گا، بیچ کر آ گئے، آج ان کے تذکرے عزت سے ہو رہے ہیں کہ اللہ کے نام پر اپنی عزت کی پروا نہ کی۔

؎ نہ لو نام الفت جو خود داریاں ہیں بڑی ذلتیں ہیں بڑی خواریاں ہیں
مگر عشق کی ذلت بھی عزت ہوگئی ولی فقیری بادشاہت ہوگئی

حسنِ رفاقت حسنِ عمل کا نام

☆ صراطِ مستقیم کے لیے مُنْعَمْ عَلَیْهِمْ بندوں کی رفاقت شرط ہے، ان سے تعلق قائم کرو، یہ بہترین رفیق ہیں۔ حَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیقًا۔ علامہ محمود نسفی نے تفسیر خازن میں لکھا ہے کہ یہاں حَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیقًا معنیٰ میں افعالِ تعجب کے ہے۔ یعنی ''مَا اَحْسَنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیقًا'' کیا ہی پیارے یہ رفیق ہیں، مگر اس رفاقت میں حسن جب ہے جب اتباع بھی ہو، اپنے رفیق ومربی کے مشوروں پر عمل ہو، وہ شخص حسنِ رفاقت سے محروم ہے جو شیخ کے احکام کی اتباع نہ کرے۔

سچا مرشد مل جانا نعمت ہے

اس زمانے میں جس کو اللہ تعالیٰ سچا مرشد عطا فرمادے سمجھ لو کہ اس پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے، شاہ عبدالغنیؒ فرماتے کہ ''اگر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ پوچھے کہ عبدالغنی! ہم نے تجھے حکیم الامت تھانویؒ جیسا پیر دیا تھا، تو نے اس کا کیا شکر ادا کیا؟ تو یہی کہوں گا کہ اے اللہ! اس نعمت کا شکر مجھ سے ادا نہیں ہوسکا، یہ کہہ کر رونے لگتے تھے، اصلی پیر وہ ہے جو دل کی پیرا (درد) نکال دے، یعنی اللہ سے غفلت کا کینسر اچھا کردے۔

صحبت اہل اللہ کی برکت سے زندگی کی گاڑی چلتی ہے

حکیم اختر صاحبؒ فرماتے ہیں : مکہ مکرمہ سے تین میل پہلے ایک پیٹرول پمپ پر پیٹرول لینے کے لیے ڈرائیور نے کار روکی، اتنے میں دس، بارہ ہزار گیلن پیٹرول سے لدا ہوا ٹینکر پٹرول بھروانے آیا، سبق ملا کہ پیٹھ پر لدے پٹرول سے گاڑی نہیں چلتی، پیٹ میں

موجود پٹرول سے گاڑی چلتی ہے،حصولِ علم کے بعد اپنے باطن کو صحبتِ اہل اللہ سے منور، خشیتِ الٰہی سے مجلی نہیں، محبتِ محبوب سے مصفی نہیں کیا جاتا تو وہ علم پیٹھ پر رکھے ہوئے پٹرول کی طرح ہے چاہے دس ہزار گیلن ہو، خود اس سے فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا، اگرچہ دوسروں کو فائدہ ممکن ہو، جس طرح ٹینکر چلنے کیلیے اوپر کے بجائے اندر پیٹرول ضروری ہے اسی طرح اپنے علم پر عمل کے لیے دل میں اللہ کی محبت وخشیت ضروری ہے، اور یہ پٹرول صحبت اہل اللہ سے حاصل ہوتا ہے۔

اہل اللہ کی صحبت میں کب تک رہیں؟

اس وقت تک صحبت اختیار کرو جب تک کہ تمہارا مربی جیسا اللہ والا ہے ویسے ہی تم بھی ہو جاؤ، تم بھی اس مقام پر پہنچ جاؤ جس پر تمہارا شیخ ہے، درخت کا تنہ کمزور ہے تو اس کے ساتھ ایک ڈنڈا باندھ کر زمین میں گاڑ دیتے ہیں، ڈنڈا کھڑا ہوتا ہے، لمبے درخت کو جو سیدھا جارہا ہے اس ڈنڈے کے سہارے سے وہ قائم رہتا ہے اور بڑھتا رہتا ہے یہاں تک کہ جب اس کا تنہ مضبوط ہوگیا تو اب ڈنڈا ہٹا لیتے ہیں، اسی طرح جب آدمی صاحب نِسبت ہو جاتا ہے تو شیخ کی پھر ضرورت نہیں رہتی، مگر شیخ کا شکریہ ہمیشہ ادا کرنا پڑتا ہے، جو درخت کمزور ہوتے ہیں اگر ان کو اکیلا چھوڑ دو تو جب ہوا چلے گی تو وہ زمین پر گر جائیں گے، آپ نے صبح جا کر دیکھا تو زمین پر پڑے ہوئے ہیں، تو کہو گے ''ابھی تو سجدہ کا حکم نہیں تھا ابھی تو قیام کرنا چاہیے تھا''۔ شیخ مریدین کو ابتدائی زمانے میں سہارا دیتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ کرے وہ دن آئے کہ اللہ سے ان کی نسبت بالکل قوی ہو جائے پھر ہر شخص دوسروں کو سہارا دے گا، وہ درخت بھی دوسروں کے لیے سہارا بن جاتا ہے، اس کی ایک شاخ کاٹ کر دوسرے کمزور درختوں کے لیے سہارا بنا کر لگا دیتے ہیں، یہ شاخیں اصل ہی سے ہوتی ہیں، جو درخت کبھی ایک ڈنڈے کے سہارے پر تھا وہ اتنا مضبوط ہوگیا کہ اس کی ایک شاخ کاٹ کر لگا دو تو دوسرے کمزور درخت اس سے سہارا لیں گے، صحابہ حضور ﷺ سے سہارا پا کر قوی ہوئے، ان کے صدقے میں تابعین قوی ہوئے، اور ان کے صدقے میں تبع تابعین قوی ہوئے،

وہی سلسلہ آج تک چلا آرہا ہے۔

؎ میسر چوں مرا صحبت بجانِ عاشقاں آید   بینم کہ جنت برزمین از آسماں آید

صحبت مختصر نہیں طویل ہو

ایک رنگریز سے ایک آدمی نے کہا : میری چادر رنگ دو، اس نے کہا بہتر ۷۲ گھنٹے لگیں گے، کہا: ہمیں تو کل ہی چاہئے، رنگریز نے کہا: کل دے تو دوں گا، لیکن رنگ پکا رہنے کی ضمانت نہیں دے سکتا، کپڑا رنگین رنگریز کی صحبت سے ایک عرصہ رہنے پر ہوتا ہے، دل بھی صفاتِ حمیدہ سے رنگین شیخ کی صحبت سے ہوتا ہے، جلد صحبت سے جدا ہونے والوں کا رنگ کچا رہتا ہے، ماحول سے متأثر ہوجاتے ہیں، نسبت مع اللہ پختہ ہو تو ماحول کو بدل دیتے ہیں:

؎ جہاں جاتے ہیں ہم تیرا افسانہ چھیڑ دیتے ہیں
کوئی محفل ہو تیرا رنگِ محفل دیکھ لیتے ہیں

حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو اپنے شیخ کے ساتھ چالیس دن رہ لے اس میں ایک حیاتِ ایمانی اور نسبت مع اللہ پیدا ہوجائے گی، جیسے اکیس دن مرغی کے پروں میں انڈا رہے تو اس میں جان آجاتی ہے، پھر وہ خود چھلکا توڑ کر باہر آجاتا ہے، قیام خانقاہ میں تسلسل بھی ضروری ہے، چار قسطوں میں چالیس دن پورے کرنے سے خاطر خواہ فائدہ نہیں ہوگا، اگر مرغی اور انڈے میں اکیس دن کا تسلسل نہ ہو، کبھی مرغی کو بھگا دیا یا انڈے کو مرغی کے نیچے سے نکال لیا اور دس گھنٹے کے بعد پھر رکھ دیا تو اس فصل سے اور تسلسل کی کمی سے انڈے میں جان نہیں آئے گی۔

صحبتِ اہل اللہ کے اہتمام پر دوام ضروری ہے

حکیم اختر صاحبؒ فرماتے ہیں: ”كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ“ میں ”كُوْنُوْا“ امر ہے اور امر مضارع سے بنتا ہے، مضارع میں دو زمانے ہوتے ہیں، حال اور استقبال، اور ہر

مشتق میں اپنے مصدر کی خاصیت ہوتی ہے،لہٰذا ''کُوْنُوْا'' کا مطلب یہ ہوا کہ موجودہ حال میں بھی اللہ والوں کے ساتھ رہو اور اگر ان کا انتقال ہوجائے تو دوسرا مربّی تلاش کرو،ہمیشہ اللہ والوں کے ساتھ رہو،مضارع میں تجدّد و استمرار کی شان ہوتی ہے۔

حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے اور سات سو برس پہلے مولانا رومیؒ نے فرمایا کہ شیخ اول کے انتقال کے بعد دوسرا زندہ شیخ تلاش کرو، کیوں کہ مردہ شیر سے بہتر زندہ بلی ہے، شیخ اوّل کے بعد جن لوگوں نے کسی دوسرے مربی کی صحبت اختیار نہیں کی،ان کے حالات میں زوال آگیا،آہستہ آہستہ وہ انوار و برکات ختم ہوگئے،اور وہ مصلح تو کیا رہتے صالح بھی نہ رہے۔

سکونِ دل اہلِ دل کے پاس ہے

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر اس آیت پر یقین نہ آئے:اَلَا بِذِکرِ اللّٰہِ تَطمَئِنُّ القُلُوبُ'' تو دس دن بادشاہوں کے پاس رہ لو،دس دن روما نٹک دنیاوالوں کے پاس رہ لو ،جو ہر وقت حسینوں اور ٹیڈیوں اور فلمی گانوں کے چکر میں رہتے ہیں، دس دن تاجروں کے پاس بھی ان کے ڈالروں کی گڈّیاں گنتے ہوئے رہ لو، اور دس دن کسی اللہ والے کے پاس بھی رہ لو،دل خود فیصلہ کرلے گا کہ سکون اور چین تو اللہ والوں کے پاس ہے۔

عامل نہیں کامل چاہئے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں ہمارے لیے ہر کام کے وظیفے موجود ہیں،کسی عامل کی ضرورت نہیں،البتہ کامل کی ضرورت ہے جن کی صحبتوں سے اللہ کی محبت و دین کی دولت ملتی ہے،عامل کو نہیں،کامل کو تلاش کریں۔

دیوانہ بنے بغیر کام نہیں بنتا

مولانا رومیؒ فرماتے ہیں : اللہ کا دیوانہ بنے بغیر کام نہیں بنتا،اللہ والے دنیا نہیں چھڑا

ئیں گے، ان کی برکت سے دنیا دل سے نکل کر قدموں پر ہوگی، دل میں صرف اللہ ہوگا، پھر ہفت اقلیم کی سلطنت کے بھی ہیچ لگے گی، جس دنیا سے آخرت کی طرف ایسے جانا ہے کہ لوٹ کر کبھی نہیں آنا، تو کس سے کتنا دل لگانا چاہئے؟ کار بھی ہو، کاروبار بھی ہو، دل میں یار (اللہ) بھی ہو اس مشق کے لیے صحبتِ اہل اللہ ضروری ہے۔

صحبت کا اثر کتے پر ہوا تو انسان پر کیوں نہیں!

اصحابِ کہف کی صحبت کی برکت سے کتا بھی اپنا مقام قرآن کے پاروں میں پاسکتا ہے تو انسان صحبت کی برکت سے خالق قرآن کو نہیں پاسکتا؟

صحبتِ اہل اللہ کا ایک کتے پر اثر

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں ہے کہ ایک کالا کتا کسی بزرگ کی مجلس کے پاس بیٹھا رہتا تھا، کچھ دن کے لیے غائب ہوگیا، شیخ نے کہا کہ: آج کل وہ کتا نظر نہیں آرہا ہے، اپنے شیخ کو خوش کرنے کے لیے مریدین تلاش میں لگ گئے، معلوم ہوا کہ آج کل وہ کسی کتیا کے پیچھے پھر رہا ہے، مریدین اس کو پکڑ کر لے آئے اور شیخ کو بتایا کہ آج کل یہ ایک کتیا کے چکر میں ہے، شیخ نے کہا : نالائق! تو ہماری مجلس میں بھی آتا ہے، رات دن اللہ کا تذکرہ سنتا ہے، تجھے شرم نہیں آئی کہ ایک کتیا کے چکر میں آکر تو نے میری مجلس چھوڑ دی، بس وہ کتا فوراً اٹھا اور ایک نالی میں منہ ڈال کر مر گیا، اہل اللہ کی صحبت کا اثر جانوروں پر بھی پڑتا ہے، حکیم الامت فرماتے ہیں کہ آہ! ایک کتے کو شرم آگئی مگر آج ہم انسانوں کو حیا نہیں کہ کس بے شرمی اور ڈھٹائی سے اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں۔

صحبت اہل اللہ پر عملی ترقی موقوف ہے

نسبت اور تعلق مع اللہ کا حصول، اس کا بقا اور ارتقا اہل اللہ کی صحبت پر موقوف ہے، حکیم

الامت تھانوی نوّر اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں کہ دنیا کے مفتیان کرام جس کاروبار کے جواز پر فتویٰ دیں، تو وہ بالکل جائز ہے، لیکن کاروبار کی مشغولی صحبت اہل اللہ سے محرو کر دیتی ہے تو ایسا کاروبار حرام کہوں گا، کیوں کہ آہستہ آہستہ اس کی دینی حالت کمزور ہو جائے گی، پردیس کی جس مشغولیت سے وطن کی تعمیر خطرے میں پڑ جائے، وہ کیسے جائز ہو گی؟

صحبت سے محرومی تو فرائض سے محرومی

ایک شخص نے کانپور سے حضرت تھانویؒ کو لکھا کہ میں پہلے اوّابین اور تہجد بھی پڑھتا تھا، اب تہجد قضا ہونے لگی، اوّابین بھی چھوٹنے لگی، اشراق اور چاشت سب چھوٹ گئی، پھر کچھ دن کے بعد لکھا کہ اب تو میری جماعت کی نماز بھی ختم ہو گئی، پھر لکھا کہ اب تو فرض خطرے میں ہے، حضرتؒ نے لکھا ''معلوم ہوتا ہے کہ تم کو صالحین کی صحبت میسر نہیں ہے''۔

صحبت سے صلاحیت نکھرتی ہے

شیخ کی صحبت سے صلاحیتیں نکھرتیں ہیں، حضرت حکیم الامتؒ فرماتے ہیں کہ ''مرغی کے پروں میں بطخ کا انڈہ رکھ دیجیے، بطخ مرغی سے افضل ہے کہ دریا میں بطخ تیرتی ہے اور مرغی نہیں تیر سکتی، لیکن مرغی کے پروں میں بطخ کے انڈے سے بطخ ہی نکلے گا''، حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ میں مجدد ہونے کی صلاحیت موجود تھی، حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ کی صحبت سے وہ نکھر گئی۔

صحبت سے محروم عظیم نعمت سے محروم

جس کو اللہ والوں کی صحبت حاصل نہیں وہ دنیا کے حسنہ سے محروم ہے، علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً کی تفسیر میں لکھا ہے کہ دنیا کی حسنہ میں یہ چیزیں من جملہ حسنات شامل ہیں:

۱۔اَلْعَافِیَۃُوَ الْکَفَافُ عافیت وغیر محتاجی۔
۲۔الْمَرْ اَۃُ الصَّالِحَۃُنیک بیوی۔
۳۔اَلْاَوْ لَادُ الْاَبْرَ ارُنیک اولاد۔
۴۔اَلْمَالُ الصَّالِحُحلال روزی۔ ۵
۔ثَنَاءُ الْخَلْقِمخلوق میں تعریف ونیک نامی۔
۶۔اَلْعِلْمُ وَ الْعِبَادَۃُدین کاعلم حاصل اوراس پرعمل۔
۷۔اَلصِّحَّۃُ وَ الْکِفَایَۃُصحت وکفایت شعاری۔
۸۔اَلنُّصْرَ ۃُ عَلَی الْاَعْدَاءِدشمنوں کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کی مدد۔
۹۔اَلْفَھْمُ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِکتاب اللہ کی سمجھ۔
۱۰۔صُحْبَۃُ الصَّالِحِیْنَاللہ والوں کی صحبت۔

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس طرح سورج میں گرمی اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے، اور چاند کو ٹھنڈک اللہ نے بخشی ہے، اسی طرح اللہ والوں کے اندر اللہ نے ولی سازی کی خاصیت عطا فرمائی ہے، ان کی برکت سے دوسرے لوگ بھی اللہ کے ولی بنتے ہیں، یہ ان کی ذاتی صفت نہیں ہے، بلکہ اللہ نے عطا کی ہے، جولوہا پارس پتھر کے ساتھ مل جائے، وہ فوراً سونا بن جاتا ہے۔

؎ آہن کہ بہ پارس آشنا شد فی الفور بصورتِ طلا شد

مربّی کے بغیر مربیٰ بننا دشوار ہے

دنیا میں کوئی مربّہ بغیر مربّی کے نہیں بنا، بغیر مزکّی کے مزکّٰی بن جانا ممکن ہوتا تو اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تزکیہ کی نسبت نہ کرتا ''ویز کیھم'' قرآنِ پاک کی طرف نسبت کردیتا کہ قرآن تزکیہ کے لیے کافی ہے، کعبہ تزکیہ کے لیے کافی ہے، اگر کعبہ تزکیہ کے لیے کافی تھا تو خود اپنے بت کیوں نہیں نکالے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ سے بت

نکالے،اولیاءاللہ بحیثیت نائب رسول دلوں کے بت نکالتے ہیں۔

صحبت اہل اللہ نفلی حج سے زیادہ ضروری ہے

صحبت اہل اللہ نفلی حج سے ضروری ہے: نفلی حج سے زیادہ ضروری ہے کہ صحبتِ اہل اللہ سے دل کے بت نکلوالیا جائے،حج کی تجلیات معصیت والے قلب پر متجلی نہیں ہوسکتی،اللہ تعالیٰ کی تجلیاتِ خاصہ سے متجلی ہونے کے لیے قلب کا متحمل ہونا ضروری ہے۔

؎ اے قوم بہ حج رفتہ کجائید کجائید　　معشوق ہمیں جاست بیائید بیائید

اے نفلی حج کرنے والو! تم کہاں جارہے ہو؟ تمہارا مولیٰ تو ہمارے دل میں ہے،ادھر آؤ،ادھر آؤ،پہلے کسی اللہ والے سے اللہ کو حاصل کرلو،اللہ ملنے کے بعد بیت اللہ جانے کا لطف ہی کچھ اور ہوتا ہے،دل میں اللہ نگاہوں میں بیت اللہ، اللہ والوں کی خانقاہیں درحقیقت روحانی بیوٹی پارلر ہیں جہاں روحوں کو حسین بنا کر سوارا جاتا ہے۔

خلافِ سنت زندگی بزرگی نہیں ہے

سنت کی زندگی چھوڑا ہوا کتنا ہی بزرگ لگے مگر وہ شیطان ہوتا ہے، اس کا ہوا پر اڑنا بھی استدراج ہے، مکھی بھی اڑتی ہے بیعت ہوجاؤ مکھی سے، دریا میں تنکا بھی بغیر کشتی کے بہتا ہے، تنکے کے مرید ہوجاؤ! حال تو سانپ کو بھی بہت حال آتا ہے، جب تو مڑی بجاؤ تو دیکھو کس طرح جھومتا ہے، اگر حال بزرگی کی دلیل ہے تو سانپ سے بیعت ہوجاؤ! خدا تک بہت جلدی پہنچا دے گا، مولانا شاہ محمد احمد صاحبؒ نے فرمایا: جس کے راستے کی بنیاد مدینہ پاک سے نہ ہو، درمیان میں وائرنگ نہ ملتی ہو، تو سمجھ لو وہ بجلی، وہ نور، محمد ﷺ کا نہیں ہے، کسی کے ظاہر سے دھوکا مت کھاؤ صورت بھی ملاؤ، سیرت بھی ملاؤ“۔

؎ گر ہوا پہ اڑتا ہو وہ رات دن　　ترکِ سنت جو کرے شیطان گن

شیطانی جال سے بچنے روحانی صحبت ضروری

شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ پنجرے میں جو چڑیا پھنس جاتی ہے، وہ چمن وگلشن سے محروم کردی جاتی ہے، جس طرح شکاری دھوکا دینے کے لیے پنجرے کی تیلیوں کو اور دانوں کو رنگین کردیتا ہے کہ اس کو چمن یاد نہ آئے، پھڑ پھڑانا بھول جائے، اسی طرح شیطان کی چال ہے کہ مؤمن دنیا کے رنگین دانوں میں ایسا مشغول ہوجائے کہ اس کی طبیعت میں آخرت کی طرف بڑھنے کا شوق وہ کوشش نہ رہے، شیطانی جال سے بچنے صحبت اہل اللہ ضروری ہے۔

نظر لگنا حق ہے

مولانا شاہ محمد احمد صاحبؒ وہ بزرگ ہیں جنکی ہمارے اکابر نے بہت تعریف کی ہے، شاہ عبدالغنی صاحبؒ اور شاہ ابرارالحق صاحبؒ ان سے بے حد محبت فرماتے تھے، الٰہ آباد میں ”مصنّف عبدالرزاق“ کا عربی حاشیہ اور تخریج لکھنے والے مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی آپؒ سے دعا لینے آتے تھے، حضرت مولانا علی میاں ندویؒ کو کسی نے دیکھا تو پوچھا : کیسے آئے؟ فرمایا: مولانا سے دعا لینے آیا ہوں! آپؒ ایک مرتبہ علمائے ندوہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا : شریعت نے نظر لگ جانے کو تسلیم کیا ہے ”اَلْعَیْنُ حَقٌّ“ جب بُری نظر لگ جاتی ہے تو کیا اللہ والوں کی اچھی نظر نہیں لگ سکتی؟ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے:

”فَکَیْفَ نَظْرُ الْعَارِفِیْنَ الَّذِیْ یَجْعَلُ الْکَافِرَ مُؤْمِنًا وَالْفَاسِقَ وَلِیًّا وَالْجَاهِلَ عَالِمًا وَالْکَلْبَ اِنسَانًا“

شیطان سے ملے دو سبق اور اہل دل کی نظر

مولانا مسیح اللہ خان صاحبؒ نے بڑی عمدہ بات فرمائی: شیطان مردود تو ہوا لیکن قیامت

تک کے انسانوں کو دو سبق دے گیا، یہ سبق قصداً نہیں دیے، جو خود سراپا شر ہو اس سے خیر کی توقع کہاں، اللہ تعالیٰ نے تکوینی طور پر اس کا شر انسانوں کے لیے خیر بنا دیا، جیسے زہر کھانے والے سے سبق ملتا ہے کہ ہم نہ کھائیں ورنہ مر جائیں گے، عبادت کرنے والوں کو سبق ملا کہ عبادت کا نشہ اگر تمہیں آگیا تو مجھ سے زیادہ عبادت تمہاری نہیں ہو سکتی، میں نے لاکھوں سال عبادت کی ہے، تکبر کے نشہ سے مردود ہوا ہوں، اللہ تعالیٰ نے سب کو سکھا دیا کہ پڑھو :أَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پناہ مانگتا ہوں میں اللہ کی شیطان مردود سے، یہ سبق عابدوں اور صوفیوں کو دے گیا، دوسرا سبق مولویوں کو دے گیا کہ تمہارے علم سے میرا علم زیادہ تھا لیکن مجھے مربّی و مزکّی اور شیخ نہیں ملا اس لیے میں مردود ہو چکا ہوں۔

مولانا مسیح اللہ خان صاحب جلال آبادیؒ نے فرمایا : ہم لوگوں کو تو اپنے ایک نبی ہی کا علم پورا حاصل نہیں ہے، اس کو تو تمام نبیوں کی شریعت کا علم ہے، تمام نبیوں کی کلیّات اور جزئیات سب زبانی یاد ہیں، بابا آدم سے لے کر قیامت تک کی چھٹی لی ہوئی ہے، مربّی و مزکّی نہ ہونے سے ''اَنَا'' نہیں گئی، نفس مٹتا ہے کسی شیخ کامل کی صحبت سے، شراب کا نشہ تو حرام ہے ہی، لیکن تکبر کا نشہ اس سے زیادہ حرام ہے، شراب کا نشہ چھوٹ جاتا ہے، مگر تکبر پر کوئی طعن و تشنیع کرنے والا نہیں ہوتا، اندر ہی اندر تکبر کا نشہ اسے مست رکھتا ہے، ہر بات میں وہ اپنے لیے دلیل گھڑ لیتا ہے کہ یہ غیرتِ دینی ہے اس لیے مجھے غصہ آگیا، اپنی ہر نالائقی پر قرآن و حدیث سے دلیلیں لے کر آتا ہے۔

اللہ والوں کا ہاتھ پکڑنے سے اللہ کا راستہ آسان ہو جاتا ہے، سنّت و شریعت پر عمل کرنا اور گناہوں سے بچنا آسان ہو جاتا ہے۔

کیا اس وقت اللہ والے نہیں ہیں؟

افسوس کہ آج کل یہ کہا جاتا ہے کہ اب اہل اللہ نہیں رہے، شمس الدین تبریزیؒ ، بایزید بسطامیؒ ، جنید بغدادیؒ ، عبدالقادر جیلانیؒ نہیں رہے، حکیم الامتؒ فرماتے ہیں خدا کی قسم!

اس زمانے میں بھی بایزید بسطامیؒ، شمس الدین تبریزیؒ، جلال الدین رومیؒ جنید بغدادیؒ اور بابا فرید موجود ہیں، لیکن آنکھ چاہیے دیکھنے کے لیے، طلب ہو تو آج بھی قطب وابدال نظر آجائیں گے ''کُونُوا مَعَ الصّٰدِقِینَ'' آیت قیامت تک کے لیے ہے، صالحین، متقین، کاملین کی صحبت میں خدا بیٹھنے کا حکم دے اور کاملین پیدا نہ کرے، یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ یہ کہنا کہ اب اولیاء اللہ نہیں رہے نفس کا بہت بڑا دھوکا ہے، اصل بات یہ ہے کہ شیطان نے بہکا رکھا ہے کہ تم بہت بڑے آدمی ہو، جب تک جنید بغدادیؒ تمہیں نہ ملیں تمہارا علاج ہی نہیں ہوسکتا۔☆ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''ایمان تو الحمدللہ! ہم کو حاصل ہی ہے، بس تقویٰ حاصل ہوجائے تو ہم صاحب نسبت یعنی اللہ والے ہوجائیں گے، اس کے لیے کسی صاحبِ نسبت سے تعلق قائم کیا جائے، خواجہ صاحب فرماتے ہیں:

جو آگ کی خاصیت وہ عشق کی خاصیت اِک سینہ بہ سینہ ہے اک خانہ بہ خانہ ہے

عشق الٰہی کو چھپایا نہیں جاسکتا، مولانا رومیؒ نے عرض کیا: اگر شرابی شراب کی بو کو الائچی یالونگ کھا کر چھپا بھی لے اور یہ ثابت کرے کہ میں نہیں پیتا ہوں، لیکن ظالم اپنی مست آنکھوں کو کہاں لے جائے گا؟

؎ بوئے مے را گر کسے مکنوں کند چشمِ مست خویشتن راچوں کند

صاحبِ نسبت ہونے کا پتہ کیسے چلتا ہے؟

خواجہ عزیز الحسن صاحبؒ نے حضرت حکیم الامتؒ سے پوچھا: جب کوئی اللہ والا ہوجاتا ہے اور نسبت عطا ہوجاتی ہے تو کیا اسے پتا چل جاتا ہے کہ میرے قلب میں اللہ آگیا اور میں صاحبِ نسبت ہوگیا؟ حضرت نے فرمایا کہ خواجہ صاحب! جب آپ بالغ ہوئے تھے تو کیا آپ کو پتا نہیں چلا تھا کہ میں بالغ ہوگیا ہوں یا آپ کو دوستوں سے پوچھنا پڑا تھا کہ یارو! بتاؤ نا عزیز الحسن بالغ ہوا یا نہیں؟ ایسے ہی ایک مدت اہل اللہ کے فیضانِ صحبت سے، ذکر وفکر سے، گناہوں سے بچنے سے جب روح بالغ ہوتی ہے، اللہ والی ہوجاتی ہے، درد بھرا دل

عطا ہو جاتا ہے، اور آدمی محسوس کر لیتا ہے کہ مجھے حق تعالیٰ کی معیت خاصہ عطا ہو گئی۔

خواجہ صاحب ڈپٹی کلکٹر تھے، الٰہ آباد یونیورسٹی سے بی۔ اے کیا تھا، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی چند دن کی صحبت سے اللہ کی نسبت پا گئے یہ بی۔ اے، ڈپٹی کلکٹر، انگریزی داں اہل علم کے شیخ بن رہے ہیں، مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی جامعہ اشرفیہ لاہور کے مفتی انہیں اپنا شیخ بنا کر لکھتے ہیں کہ مجھے ایسی ترکیب بتا دیجیے کہ تعلق مع اللہ نصیب ہو جائے، خواجہ صاحب جواب لکھتے ہیں کہ ''شیخ کے سامنے اپنے نفس کو مٹائے بغیر اللہ نہیں ملا کرتا''

اور یہ شعر لکھ کر بھیجا:

پیشِ مرشد ذلیل ہو جاؤ متبع بے دلیل ہو جاؤ
پھر تو سچ مچ جمیل ہو جاؤ یعنی حق کے خلیل ہو جاؤ

آئینہ بنتا ہے رگڑے لاکھ جب کھاتا ہے دل
کچھ نہ پوچھو دل بہت مشکل سے بن پاتا ہے دل

صحبت سے علم و عمل کے فاصلے کم ہو جاتے ہیں

مولانا رومیؒ فرماتے ہیں: ''جب تک میں نے شمس الدین تبریزیؒ کی صحبت اختیار نہیں کی میرے علم اور عمل میں فاصلے رہے، جب ملاقات ہوئی تو انہوں نے میری روح کو اللہ کی محبت سے گرم کر دیا''۔

حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے فرمایا کہ ہر شخص کو کسی اللہ والے سے تعلق قائم کرنا ضروری اس لیے کہ ''صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ'' یہ ''اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ'' کا بدل ہے اور بدل کی چار قسموں میں سے بدل الکل ہے، جس میں بدل ہی مقصود ہوتا ہے، تو اللہ کا راستہ ''مُنْعَمْ عَلَیْھِمْ'' کا ہاتھ پکڑنے سے طے ہوتا ہے۔

ڈاکٹر عبدالحی عارفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے:

ان سے ملنے کی ہے یہی اک راہ ملنے والوں سے راہ پیدا کر

تزکیہ مزّکی کے بغیر نہیں ہوسکتا

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک عالم صاحب نے کہا : تزکیۂ نفس کی فرضیت تو تسلیم ہے لیکن مزکّی کی کیا ضرورت ہے؟ خود کتاب پڑھ کے اپنا تزکیہ کرلیں گے، حضرت نے فرمایا: مولوی صاحب! تزکیہ فعل لازم ہے یا فعل متعدی؟ کیا فعل متعدی بھی فعل لازم کی طرح اپنے فاعل پر تمام ہوجاتا ہے؟ یا مفعول کی ضرورت ہوتی ہے؟ ☆ صحابہ کرامؓ کو بھی اپنے نفوس کے تزکیہ کے لیے مزّکی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''یُزَکِّیْهِمْ'' ہمارا نبی ان کا تزکیہ کرتے ہیں، اگر صرف تلاوتِ قرآن وتدریس بخاری سے اصلاح ہوجاتی تو نبیوں کو اللہ تعالیٰ نے کیوں پیدا کیا؟ اور تزکیہ کی نسبت نبی کی طرف کیوں کی گئی؟ ''وَیُزَکِّیْهِمْ'' آدمی آدمی بناتا ہے، کتابُ اللہ کے لیے رجالُ اللہ پیدا کیے جاتے ہیں۔

خلافت پہلے بیعت بعد میں ملی

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب کیمل پوریؒ بیعت نہیں تھے، حضرت حکیم الامت اشرف علی تھانویؒ سے اصلاح کا تعلق قائم کیا، ایک مدت بعد جب حضرت تھانویؒ نے دیکھا کہ قلب مجلّی ہوگیا ہے تو خلافت عطا فرمادی، مولانا کیمل پوریؒ نے عرض کیا حضرت! میں تو بیعت بھی نہیں ہوں اور آپ مجھے خلافت عطا فرمارہے ہیں؟ فرمایا : اصلاح نفس فرض ہے اور بیعت سنت ہے، آپ نے فرض کام کرلیا ہے، لاؤ اب بیعت بھی کرلیتے ہیں، بیعت بعد میں ہوئی اور خلافت پہلے ملی۔

حاجی صاحب سے بیعت شریعت پر چلنے کے لئے کیا ہے

حضرت مولانا گنگوہیؒ سے جب پوچھا گیا کہ "آپ تو بہت بڑے عالم ہیں، آپ حاجی امداد اللہ صاحب کے پاس کیوں گئے؟ فرمایا : مسئلہ پوچھنے نہیں گیا تھا، بلکہ مسئلہ پر عمل کرنے میں جہاں جہاں نفس غفلت اور سستی کرتا ہے حاجی صاحب کی برکت سے نفس کو مغلوب کرنے گئے، قوتِ عمل لینے کے لیے گئے، علم لینے نہیں گئے۔ صاحب نِسبت کے تھوڑے سے علم میں خدا برکت دے دیتا ہے۔ کسی صاحبِ نسبت سے استفادہ کے لیے شرط مناسبت ہے اگر مناسبت نہ ہوگی تو نفع نہ ہوگا۔

صحبتِ اہل اللہ کی عجیب مثال

ایک شخص نے لکھا کہ حضرت! کیا شیخ سے صرف خط وکتابت سے ہم ولی اللہ نہیں ہوسکتے؟ فرمایا کہ اگر بیوی لاہور میں اور شوہر کراچی میں ہے اور دونوں عمر بھر خط وکتابت کرتے رہیں تو کیا بچہ پیدا ہوگا؟ اصل میں شیخ کی خدمت میں جسم کے ساتھ حاضر رہنے سے شیخ کے قلب سے مرید کے قلب میں انوارِ یقین وانوارِ نسبت منتقل ہوتے رہتے ہیں۔

توفیق عمل صحبت سے

توفیق عمل اور عمل میں اخلاص اہل اللہ کی صحبت سے ملتا ہے، صرف علم کافی نہیں ہے،، بہت سے تاجر ڈرائی فروٹس کھلا کر تگڑا کر رہے ہیں، لیکن ظالم خود نہیں کھاتے، یہی حال ہے اس واعظ اور جامع الملفوظات کا جو اپنے علم پر عمل نہ کرے، دوسرے لوگ اس کے ملفوظات پڑھ کر اور عمل کر کے صاحب نِسبت ہورہے ہیں اور یہ خود اللہ سے محروم ہے، بدنگاہی کا گناہ ہونا معلوم ہے لیکن یہ معلوم ہونا متقی نہیں بنادیتا، بلکہ معمول ہونا متقی بناتا ہے۔

کتب بینی اور قطب بینی کا فرق

کتب بینی سے شریعت کے کمیات و مقادیر احکام شرعیہ کہ مغرب کی تین رکعات ہیں، عشاء کی چار، فجر کی دو ہیں وغیرہ، اور قطب بینی سے کیفیات احکام ملتے ہیں کس کیفیت سے نماز پڑھیں کس درد سے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہیں، حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میرے علم میں جو برکت آپ دیکھ رہے ہیں یہ خالی کتب بینی سے نہیں حاصل ہوئی، بلکہ قطب بینی سے حاصل ہوئی ہے، میں نے کتب بینی کے ساتھ قطب بینی بھی کی ہے میں نے شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی، مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی، مولانا یعقوب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی، یہ حضرات اپنے وقت کے قطب تھے۔

اولیاء اللہ کی مثال

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم! صرف نبوت کا دروازہ بند ہوا ہے، ولایت کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ وقت کے اسرافیل ہیں، جیسے اسرافیل علیہ السلام جب صور پھونکیں گے تو مردے زندہ ہو جائیں گے، اولیاء اللہ کی صحبت سے مردہ دل زندہ ہو جاتے ہیں۔

صحبتِ اہل اللہ کی مادّی مثال

جس طرح دیسی آم کو لنگڑے آم کی قلم سے لنگڑا آم بناتے ہو اسی طرح خاص بندوں کی صحبت میں اپنے دیسی دل کی قلم لگا لیں تو دیسی دل اللہ والا دل بن جائے، جس طرح لنگڑے آم کی قلم سے جب دیسی آم لنگڑا آم بن جاتا ہے تو دیسی آم کا نام بدل جاتا ہے، دام

بدل جاتا ہے، کام بدل جاتا ہے اسی طرح اللہ والوں کی صحبت کی برکت سے نافرمان دل اللہ والا دل ہوجاتا ہے، پھر اس کی قیمت اور دام اور کام کا کیا پوچھنا!

صحبت سے قیمت بڑھ جاتی ہے

جس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آفتابِ نبوت کو ایمان کی حالت میں دیکھ لیا، ابھی کوئی نماز نہیں پڑھ سکا اور شہید ہوگئے، کیا سارے عالم کے اولیاء اللہ اور تہجد گزاران، امام ابوحنیفہ اور امام بخاری، شیخ عبدالقادر جیلانی اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہم اس کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتے، یہ صحبت کا اثر ہے، کیوں کہ اس نے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ایک لمحہ کی صحبت پالی، البتہ اولیاء اللہ کی صحبت سے اولیاء اللہ پیدا ہوتے رہیں گے۔

تکبر جیسے خطرناک مرض کے علاج کے لیے خانقاہوں کی ضرورت ہے۔

حضرت مولانا محمد احمد رحمۃ اللہ علیہ صاحب کا شعر ہے:

کچھ ہونا مرا ذلت وخواری کا سبب ہے　　یہ ہے میرا اعزاز کہ میں کچھ بھی نہیں ہوں

خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہم خاک نشینوں کو نہ مسند پہ بٹھاؤ　　یہ عشق کی توہین ہے اعزاز نہیں ہے

گناہ چھوڑنے کے ڈر سے صحبت سے محروم

حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب ؒ نے فرمایا: گناہ چھوڑنے کے ڈر سے اہل اللہ کی صحبت سے گریز کرتے ہیں، جبکہ گناہ چھوڑنا نہیں پڑے گا بلکہ خود بخود چھوٹ جائے گا، اور ایسا ایمان ویقین نصیب ہوگا کہ خوشی سجدۂ شکر بجالائیں گے کہ یا اللہ! گناہوں کی غلاظت اور نجاست کی نالیوں سے آپ نے ہم کو نکال کر تقویٰ والی زندگی نصیب فرمادی۔

شاہ ابرار الحق صاحب ؒ مثال سے فرماتے ہیں: دس لاکھ کی کار خریدنے کے لیے محنت سے دن رات کمایا، خون پسینہ بہا کر روپیہ روپیہ جمع کیا، کار خریدی، آپ سے اس کی دوستی

ہو گئی ، دوستی کی برکت سے آپ کو اپنی کار میں بٹھا لے گا محنت اس نے کیا محبت اور تعلق کی وجہ سے آپ کو بھی جگہ دیا، اسی طرح مجاہدات اہل اللہ کر کے اللہ کو پا لیتے ہیں، جو لوگ اہل اللہ سے محبت و تعلق رکھتے ہیں صحبت کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان کو بھی ولایت کے بلند مقام پر پہنچا دیتے ہیں جب اللہ تعالیٰ اس کو ولایت کے لیے منتخب کر لیتے ہیں تو اعمالِ ولایت، جذباتِ ولایت، خیالاتِ ولایت، اخلاقِ ولایت خود عطا فرماتے ہیں۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”صحبتِ شیخ سے استفادہ کے لیے چار امور ضروری ہیں، ان کے بغیر فیض یاب نہ ہوسکو گے اور نفع کامل نہیں ہوگا، جن کو خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر میں بیان کر دیا:

شیخ کے ہیں چار حق رکھ ان کو یاد　　　اطلاع و اتباع و اعتقاد و انقیاد

پہلے ولایت پھر عنایت

حکومت کسی کو پہلے ڈپٹی کمشنری کے لیے منتخب کرتی ہے، اس کے بعد سرکاری بنگلہ دیتی ہے، سرکاری گاڑی دیتی ہے، سرکاری جھنڈا اس کی کار پر لگایا جاتا ہے، پولیس اس کی حفاظت کیلیے دی جاتی ہے، اسی طرح پہلے اللہ تعالیٰ آسمان پر بندے کو اپنی ولایت کے لیے منتخب فرماتے ہیں، اس انتخاب کے بعد اسکو اولیاء کرام کے اعمال، اخلاق، جذبات، لذتِ مناجات و سجدہ، مخلوق کے دل میں محبت وغیرہ تمام نعمتوں سے نوازتے ہیں۔

اپنے تمام اکابر کی تاریخ گواہ ہے، جو بھی ولی اللہ بنے ہیں کسی ولی کی صحبت سے بنے ہیں، شاذ و نادر کوئی بنا صحبت اولیاء ولی بنے ہیں، اگر ہوئے بھی ہوں تو اس میں بھی کسی ولی کی غائبانہ توجہ کا دخل ہوتا ہے۔

ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو کسی اللہ کے ولی سے دوستی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کے قلوب کو ہر وقت لطف و کرم سے دیکھتے ہیں، جن جن کی محبت ان کے دلوں میں ہوتی ہے اللہ کا کرم ان پر بھی ہو جاتا ہے۔ (آہستہ آہستہ وہ بھی ولی اللہ ہو جاتا ہے)۔

”إِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِ اَوْلِیَاءِہٖ بِاللُّطْفِ وَ الْکَرَمِ، فَمَنْ کَانَتْ مَحَبَّتُہٗ فِیْ قُلُوْبِھِمْ، یَنْظُرُ اِلَیْھِمْ بِاللُّطْفِ وَ الْکَرَ“ (؟؟؟)

صحبت اہل اللہ کے فائدے کو خواجہ صاحبؒ حکیم الامت کو خطاب کرکے فرمایا:

؎ تو نے مجھ کو کیا سے کیا شوقِ فراواں کر دیا پہلے جاں پھر جانِ جاں پھر جانِ جاناں کر دیا

حکیم الامتؒ فرماتے ہیں :

؎ نقشِ بتاں مٹا یا دکھایا جمالِ حق آنکھوں کو آنکھیں دل کو مرے دل بنا دیا

ولایت حاصل کرنے کے اعمال

ولایت حاصل کرنے کے نسخوں میں حق تعالیٰ کے انعامات کا مراقبہ، ذکر اللہ کا التزام، صحبت اہل اللہ کا اہتمام بنیادی حیثیت رکھتے ہیں، حکیم الامتؒ نے فرمایا: یہ تیسرا نسخہ دونوں نسخوں (حق تعالیٰ کے انعامات کا مراقبہ، ذکر اللہ کا التزام) کی روح ہے، سرورِ عالم ﷺ نے جہاں خدا کی محبت مانگی وہیں اللہ والوں کی محبت بھی مانگی: اے خدا! مجھے اپنی محبت بھی دے، اپنے عاشقوں کی محبت بھی دے اور ان اعمال کی محبت بھی دے جن سے تیرے عشق ومحبت کی دولت ملتی ہے۔ ”اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَ حُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَ الْعَمَلَ الَّذِیْ یُبَلِّغُنِیْ حُبَّکَ“

علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”اس حدیثِ پاک میں خدا تعالیٰ کی محبت اور اعمالِ صالحہ کی محبت کے درمیان میں اللہ والوں کی محبت مانگنے کا راز یہ ہے کہ اللہ والوں کی محبت خدا کی محبت اور اعمال کی محبت کے درمیان رابطہ قائم کر دیتی ہے، جو لوگ اللہ والوں سے محبت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اپنی محبت بھی دے دیتے ہیں اور اعمال کی توفیق بھی دے دیتے ہیں۔

ضرورتِ شیخ کی مثال

مولانا رومؒ فرماتے ہیں کہ قید خانہ کا قیدی دوسرے قیدی کو چھڑا نہیں سکتا، نہ اس کی ضمانت لے سکتا ہے، جن کے قلب وجان شہواتِ نفسانیہ کے قید وبند سے آزاد ہو چکے ہیں وہی شہوات کے گرفتار کو آزاد کر سکتے ہیں۔

؎ کے دہد زندانئے در اقتناص مرد زندانی دیگر را خلاص

خانقاہوں سے اعمال کو قبولیت ملتی ہے

حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ مدرسوں سے اور تبلیغی جماعتوں سے اعمال کا وجود ملتا ہے، اور خانقاہوں سے اعمال کا قبول ملتا ہے، حضرت مولانا الیاس صاحبؒ جب تبلیغی سفر سے واپس آتے تو اپنے بزرگوں کی خدمت میں جا کر دل کی صفائی کراتے، مخلوق میں زیادہ خلط ملط سے دل میں غبار سا آجاتا ہے، جب موٹر زیادہ چلتی ہے تو پھر انجن کی سروینگ ضروری ہے، دل جسم کا انجن ہے جس میں ریا، بڑائی آجاتی ہے۔

صحبت اہل اللہ ہر مرض کی دوا ہے

فوراً متقی بننا تو مشکل ہے، لہٰذا تم کسی صادق متقی اور ولی کے پاس رہنا شروع کر دیں، ان کی صحبت سے تمہیں خود اللہ والا بننے اور متقی بننے کا شوق پیدا ہو جائے گا، اللہ والے بننے کا سب سے آسان نسخہ کسی اللہ والے کے ساتھ رہنا ہے، شیخِ کامل کی صحبت ہر مرض کا علاج ہو جاتی ہے، جیسے شملہ پہاڑی پر رہنے سے ہی پھیپھڑے کا زخم اچھا ہو جاتا ہے، کسی اللہ والے کے ساتھ رہو تو ریا وتکبر، غفلت وشہوت وغیرہ سارے امراض اچھے ہو جائیں گے۔ ’’کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ‘‘

صحبت سے قسمت بدل جاتی ہے

ساری بیماریوں کا سبب شقاوت ہے، جو اللہ کے پیاروں کے ساتھ رہتا ہے اللہ اس کی شقاوت کو سعادت سے بدل دیتے ہیں، نصیب جاگ جاتے ہیں، بدقسمت خوش قسمت ہوجاتا ہے، جب قسمت اچھی ہوجائے گی تو کوئی روحانی بیماری کیسے رہے گی؟" لَا یَشْقٰی جَلِیْسُھُم"

خود کو بدلنے کا ارادہ بھی ضروری ہے

جو بھی اہل اللہ کی صحبت میں رہے گا آہستہ آہستہ اللہ والا بنے گا بشرطیکہ اللہ والا بننے کا ارادہ بھی کیا ہو، کیونکہ پائلٹ کالڑکا پائلٹ کے ساتھ تو رہتا ہے لیکن جہاز چلانا سیکھتا نہیں ہے، آنکھ بند کیے سوتا رہتا ہے، وہ پائلٹ نہیں بنے گا، کچھ محنت کرنا، کچھ غم اٹھانا لازم ہے، کیونکہ اللہ قیمتی ہیں، اس تک پہنچنے کی راہ اور اس راہ کے راہ بر یعنی شیخ بھی قیمتی ہے۔

صحبت اِہل اللہ سے سفر آسان ہوجاتا ہے

جو لوگ اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے اپنی خوشیوں کا خون کرتے ہیں ایسے دلوں پر اللہ تعالیٰ کی تجلیاتِ متواترہ، مسلسلہ وافرہ، بازغہ عطا نازل ہوتی ہیں اور جن کے سینے ایسے دل کے حامل ہوں ان کی شان ''ہوائی جہاز'' کی ہوجاتی ہے، جدید ایجاد نے ثابت کردیا کہ مہینوں ہونے والا سفر گھنٹوں میں ہوجاتا ہے، چند صحبتوں میں ان کے ساتھ رہنے والوں کو نسبتِ اولیائے صدیقین عطا ہوجاتی ہے، اللہ کے راستے کی جو مسافت دس سال میں طے ہوتی وہ چند گھنٹوں میں ان شاء اللہ تعالیٰ! طے ہوجائے گی، بقول حاجی امداد اللہ صاحبؒ کہ مولانا رومیؒ کو سو برس کی تہجد سے جو قرب عطا ہوتا وہ شمس الدین تبریزیؒ کی صحبت سے چند دنوں میں عطا ہوگیا۔

دخولِ جنت سے پہلے دخولِ عبدیت

امام شافعیؒ فرماتے ہیں ''جب سے مجھے یہ خبر ملی کہ جنت میں اللہ کے دوستوں سے ملاقات ہوگی مجھے جنت کا شوق بڑھ گیا اور کیوں نہ ہو؟ دوستوں کی ملاقات کو اللہ تعالیٰ نے بھی جنت سے مقدم بیان فرمایا ہے، شاہ عبد الغنی صاحبؒ فرماتے تھے کہ ''جب جنت میں داخلہ ملے گا تو اللہ تعالیٰ کا سب سے پہلے یہ حکم ہوگا کہ میرے خاص بندوں سے ملو ''فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِی'' جنت کا درجہ بعد میں ہے، پہلے اہل اللہ کا درجہ ہے۔ ''وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ''۔

حضرت پھولپوریؒ بہت بڑے عالم تھے، دیوبند کی صدر مدرّسی کے لیے حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے آپؒ کا انتخاب فرمایا تھا، فرمایا کہ ''فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ'' میں اللہ والوں کو جنت پر فضیلت دینے کا راز یہ ہے کہ جنت مکان ہے، اللہ والے اس کے مکین ہیں، اور مکین افضل ہوتا ہے مکان سے۔

اہل اللہ وصول الی اللہ کے باب ہیں

حکیم اختر صاحبؒ فرماتے ہیں'' اللہ والے اللہ کے دروازے ہیں، آپ دروازوں کے سائز نہ ناپیے، ورنہ اللہ سے محروم رہیں گے، یہ مت دیکھیے کہ حکیم الامتؒ تو چلے گئے آج کل کے مرشدین کے پاس جانے سے کیا ملے گا، اولیاء اللہ جاتے رہیں گے مگر اللہ وہی زندہ حقیقی موجود ہے جو اپنوں کے ذریعے عطا فرماتا ہے، جیسے خاندانی ڈاکٹر کا انتقال ہو جائے تو کیا اس ڈاکٹر کی قبر سے علاج کرائیں گے؟ وہ مردہ ڈاکٹر قبر سے انجکشن لگائے گا؟ یا زندہ ڈاکٹر کو تلاش کریں گے؟ تمام اکابر کا اس پر اجماع ہے کہ شیخ کے انتقال کے بعد دوسرا شیخ تلاش کرنا ضروری ہے، نیز کبھی کبھار بڑے دروازے سے ایک ہزار روپیہ ہی دیا جاتا ہے، اور چھوٹے دروازہ سے دس ہزار پونڈ دے دئے جاتے ہیں، مشائخ میں تقابل اور تفاضل مت کیجیے، بس یہ دیکھنا ہے کہ اس دروازے کا رابطہ دینے والے سے ہے یا نہیں؟ یہ اللہ کا

دروازہ ہے یا نہیں؟

اہل اللہ سے مناسبت علامت سعادت ہے،اور یہ کسی وقت ولی اللہ ہونے والا ہے،جس پر اللہ کی محبت چھا جاتی ہے،وہ جہاں جائے گا ان شاء اللہ تعالیٰ،جگر مراد آبادی فرماتے ہیں

؎ میرا کمالِ عشق بس اتنا ہے اے جگر وہ مجھ پہ چھا گئے میں زمانے پہ چھا گیا

چاند حسین کہ چاند کا خالق؟

☆ مولانا رومیؒ فرماتے ہیں کہ ...یالب ِ یارم شکر را چہ خبر.... میں جب اللہ کہتا ہوں تو اتنی مٹھاس معلوم ہوتی ہے کہ شکر ظالم کیا جانے اس مٹھاس کو۔

اے دوست شکر خوشتر یا آں کہ شکر ساز د اے دوست قمر خوشتر یا آں کہ قمر ساز د

یہ شکر زیادہ میٹھی ہے یا شکر کا پیدا کرنے والا زیادہ میٹھا ہے،یہ چاند زیادہ حسین ہے یا چاند کا بنانے والا زیادہ حسین ہے۔اللہ والے جب اللہ رب العزت کے سامنے سجدہ کرتے ہیں تو دوسو سلطنت سے زیادہ ان کو اس سجدہ میں مزے آتا ہے۔

؎ لیک ذوقِ سجدۂ پیشِ خدا خوشتر آید از دوصد ملکت ترا

تلاوت کی لذّت صحبتِ صاحب قرآن سے

مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادی؟ؒ اکابر اولیاء اللہ میں سے ہیں فرماتے ہیں کہ تلاوت میں اتنا مزہ آتا ہے کہ اگر آپ لوگوں کو مل جائے تو کپڑے پھاڑ کے جنگل بھاگ جاؤ،اور فرمایا کہ جب جنت میں حوریں آئیں گی مجھ سے ملنے کے لیے،تو میں ان سے کہوں گا کہ قرآن شریف سننا ہو تو بیٹھو،ورنہ اپنا راستہ لو۔

تاثیرِ صحبت سبق آموز واقعہ

نواب واجد علی کے یہاں لکھنؤ میں ایک مرد صاحب عورت بن کر بیگمات کی خدمت کیا

کرتے تھے، ایک دن محل سرا میں سانپ نکل آیا تو عورتوں نے کہا کہ کسی مرد کو بلاؤ، سانپ کو مارے، وہ مرد صاحب بھی کہنے لگے کسی مرد کو بلاؤ، عورتوں نے کہا کہ جناب! آپ بھی تو مرد ہیں، کہنے لگے: اچھا! واللہ! میں بھی مرد ہوں یعنی وہ اپنا مرد ہونا بھی بھول گئے، تو صحبت کا یہ اثر ہوا، جو بھی دنیا میں ولی اللہ ہوا ہے کسی ولی اللہ کی صحبت سے ہوا ہے۔

قریب جلتے ہوئے دل کے اپنا دل کر دے ۔۔۔ یہ آگ لگتی نہیں ہے لگائی جاتی ہے
جو آگ کی خاصیت وہ عشق کی خاصیت ۔۔۔ اک سینہ بہ سینہ ہے اک خانہ بہ خانہ ہے

صحبت ادنیٰ کو اعلیٰ بنا دیتی ہے

سائنس دانوں کی ٹیکنالوجی نباتِ ادنیٰ کو نباتِ اعلیٰ بناتی ہے "کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْن" کی ٹیکنالوجی انسانِ ادنیٰ کو انسانِ اعلیٰ بناتی ہے، صحیح معنوں میں اشرف المخلوقات بناتی ہے، نفس امّارہ کو نفسِ مطمئنّہ بنا دیتی ہے۔

محض دعا سے تقویٰ نصیب نہیں ہوتا

متقی بننے کی تدبیر اختیار کرے بغیر محض دعاؤں پر اکتفا کرنے سے کوئی متقی نہیں بنے گا، خواہ ہزار سال تک دعا کرتا رہے، تفسیر روح المعانی میں ہے کہ "اہل اللہ کی صحبت میں اتنا رہو کہ تم بھی اس اللہ والے جیسے بن جاؤ، جیسا وہ اللہ والا ہے تم بھی ویسے ہی بن جاؤ، اس کا تقویٰ، اس کی خشیت، اس کی محبت تمہارے اندر منتقل ہو جائے، "خَالِطُوْهُمْ لِتَكُوْنُوْا مِثْلَهُمْ" علّامہ ابن حجر عسقلانی "شرح بخاری" میں لکھتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کے دوستوں کو اپنے اولیاء کے رجسٹر میں درج کرتے ہیں، اور ان پر وہ تمام افضال و مہربانیاں فرماتے ہیں جو اپنے اولیاء پر فرماتے ہیں، بوجہ اپنے دوستوں کے اکرام کے، جیسے پیارے دوست کے دوست کا اکرام دوست کے اکرام کی طرح کیا جاتا ہے۔ "اِنَّ جَلِيْسَهُمْ يَنْدَرِجُ مَعَهُمْ فِيْ جَمِيْعِ مَا يَتَفَضَّلُ اللّٰهُ بِهٖ عَلَيْهِمَا كُرَامًا لَّهُمْ"

شیخ سے کس درجہ کا تعلق ضروری ہے

دوستی جب گاڑی ہو جاتی تو تعارف دوست کی نسبت سے کیا کاتا ہے کہ فلاں کے دوست ہیں، چنانچہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ جارہے تھے کہ ایک تابعی نے پوچھا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا : ''هٰذَا صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ'' یہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھی ہیں، یہ دلیل ہے کہ اپنے شیخ کے ساتھ اتنا رہو کہ دنیا کی زبان پر قیامت تک یہ جاری رہے کہ یہ فلاں کے صحبت یافتہ ہیں، جو جتنا زیادہ ساتھ رہتا ہے اتنا ہی گہرا دوست وفیض یافتہ بن جاتا ہے م، صحبت سے استفادہ کے لئے ضروری ہے کہ اپنی رائے فنا کر دیا جائے، شیخ کی تجویزات اور مشوروں کی اتباعِ کامل کی جائے، اللہ والوں کے ساتھ اس ارادے سے رہنا ہے کہ اللہ ہماری مراد ہو جائے اور وہ مراد مل بھی جائے، اگر اللہ والے سے صحیح تعلق نصیب ہو جائے تو ایک دن ضرور بالضرور اللہ والے بن جائیں گے۔ اللہ والوں سے جگری دوستی ہو، معمولی دوستی سے کام نہیں بنے گا، اتنی دوستی ہو کہ وہ آپ کو دوست کہہ سکیں، اور اللہ سے بھی کہہ سکیں کہ یااللہ! یہ میرا دوست ہے۔

باجماعت نماز عاشقانِ خدا سے ملنے کے لئے

عشق الٰہی کو زندہ رکھنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے جماعت کی نماز کو واجب فرمایا، تاکہ میرے عاشقوں کی ملاقات تم پر اختیاری نہ رہے بلکہ لازم رہے، جماعت کے وجوب میں یہ راز مضمر ہے کہ چاہے تم کو تنہائی کی عبادت میں بڑا سکون مل رہا ہو مگر فاسقین کے رجسٹر سے نہیں نکل سکو گے، جب تک مسجد میں جماعت سے نماز نہیں پڑھو گے مومن کامل شمار نہ ہو گے، اگر عشق تنہا زندہ رہتا تو نمازیں تنہائی میں پڑھنے کا حکم ہوتا، لیکن چوں کہ عشق کی حقیقت یہ ہے کہ عشق تنہا زندہ نہیں رہ سکتا عاشقوں میں زندہ رہتا ہے، بلکہ ترقی کرتا ہے، لہٰذا عشق کی عطا، بقاء اور ارتقاء موقوف ہے عاشقوں کی صحبت پر۔

جنت کے شوق کے لئے اہل اللہ کی صحبت کا ذوق ضروری

☆ نعمت دینے والے کا درجہ نعمت سے زیادہ ہوتا ہے،علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ "فَاذکُرُونِی اَذکُرکُم وَاشکُرُوا لِی وَ لَا تَکفُرُونِ" کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آیت میں ذکر کو شکر پر مقدم کیا اور شکر کو مؤخر کیا، کیونکہ ذکر کی حالت میں آدمی نعمت دینے والے کے ساتھ مشتغل رہتا ہے اور شکر کا حاصل ہے نعمت کے ساتھ مشغول ہونا،اور جو منعم کے ساتھ مشغول ہے وہ نعمتوں میں مشغول ہونے والے سے افضل ہے، اس لیے ذاکر شخص شاکر شخص پر مقدم ہے ۔ "فَاِنَّ حَاصِلَ الذِّکرِ اَلْاِشتِغَالُ بِالْمُنْعِمِ ، فَاِنَّ حَاصِلَ الشُّکرِ اَلْاِشْتِغَالُ بِالنِّعْمَۃِ فَالْمُشْتَغِلُ بِالْمُنْعِمِ اَفْضَلُ مِنَ لْمُشْتَغِلِ بِالنِّعْمَۃِ" حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہترین منطقی دلیل سے فرماتے تھے کہ اہل اللہ جنت کے مکین ہیں، جنت اہل اللہ کا مکان ہے اور مکین افضل ہوتا ہے مکان سے،حکیم اختر صاحبؒ فرماتے تھے کہ جنت حامل نعمت ہے اور اہل اللہ حامل منعم ہیں اور حامل منعم کا درجہ حامل نعمت سے زیادہ ہے،کہاں نعمت اور کہاں نعمت کا دینے والا! لہٰذا جن کے دل میں نعمت دینے والا متجلی ہے ان کا درجہ نعمت (جنت) سے زیادہ ہوگا،معلوم ہوا کہ اہل اللہ جنت سے افضل ہیں کیوں کہ ان کو جنت دینے والے سے نسبت ہے، جس کا حاصل یہ ہوگا کہ طالبِ خدا طالبِ جنت سے افضل ہے تو درحقیقت وہ جنت سے بھی افضل ہے،اسی لیے جنت میں مشغولی سے پہلے اللہ والوں سے ملنے کا حکم ہوا۔ "فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی "،جو لوگ اللہ والوں سے گھبراتے ہیں وہ بہت خطرے میں ہیں،ان کو ذوقِ جنت حاصل نہیں ہوگا جب تک وہ ذوقِ ذکر اور ذاکرین کی صحبت سے محروم رہیں گے۔

صحبتِ اہل اللہ کی افادیت پر شیخ عبد القادرؒ کا ملفوظ

عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : اے علماء حضرات! مدرسوں سے نکل کر فوراً

مسجد کے منبر پر مت بیٹھو، کچھ دن اللہ والوں کی صحبت میں رہ لو، اخلاص، احسان حاصل کرو، پھر ان شاء اللہ تعالیٰ! تمہارا منبر، منبر ہوگا، جب دردِ دل عطا ہو جائے گا تو منبر تمہارا ہوگا، اشکبار آنکھوں سے، تڑپتے ہوئے دل سے تمہارا بیان ہوگا، ان شاء اللہ! زلزلہ پیدا ہو جائے گا، تڑپو گے اور تڑپاؤ گے، لیکن اگر دردِ دل نہ ہوگا تو باتوں میں بھی اثر نہ ہوگا

نہیں جب چوٹ ہی کھائی تو زخمِ دل دکھاؤں کیا
نہیں جب کیف و مستی دل میں تو پھر گنگناؤں کیا

شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جس عالم نے اللہ والوں کی صحبت نہیں اٹھائی اور ان کی صحبت میں رہ کر مجاہدہ نہیں کیا اس کی گفتگو میں بھی اثر نہیں ہوتا، جب یہ خود مست نہیں تو دوسروں کو کیا مست کرے گا؟

دنیا کو قابو میں کرنے کا منتر اہل اللہ سے سیکھ لو

حکیم الامت فرماتے ہیں کہ : دنیا سانپ ہے اس کو پکڑنے کے لیے پہلے اہل اللہ سے منتر سیکھ لو، مداری منتر جانتے ہیں، وہ سانپ اپنے پٹارے میں رکھتے ہیں، سانپ کو پکڑے بھی رہتے ہیں مگر سانپ کچھ نہیں کر پاتا، جس کو دنیا کمانا ہو پہلے تقویٰ حاصل کرے، تقویٰ کا منتر حاصل ہونے کے بعد پھر دنیا کوئی نقصان نہیں پہنچائے گی، حدیث میں ہے ”**لَا بَأْسَ بِالْغِنٰى لِمَنِ اتَّقَى اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ**“ مال داری اس کو نقصان نہیں دے گی جو اللہ سے ڈرتا ہے، بادشاہت اور تخت و تاج بھی اس کے قدموں میں آجائیں تب بھی وہ اللہ کو فراموش نہیں کر سکتا۔

نقوشِ کتب پر عمل کے لیے نفوسِ قطب کی اہمیت

جس وقت ”مصنف عبد الرزاق“ کے محشی، ہندوستان کے سب سے بڑے محدث مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی صاحب نے مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے دار العلوم اعظم گڑھ میں بلایا

تو حضرت نے فرمایا

دارالعلوم دل کے پگھلنے کا نام ہے　　　دارالعلوم روح کے جلنے کا نام ہے

اگر دارالعلوم میں اللہ تعالیٰ کی محبت نہیں سکھائی جاتی، خدا کی یاد میں تڑپنا نہیں سکھایا جاتا، سرورِ عالم ﷺ کی سنت پر عمل کی مشق نہیں ہوتی، تو خالی نقوشِ کتب پڑھنے سے کتب بینی تو ہو جائے گی مگر نقوشِ کتب پر عمل کرنے کے لیے قطب بینی کی ضرورت ہوتی ہے، پھر نقوشِ کتب سے نفوسِ قطب بنتے ہیں، مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھنؤ میں علمائے ندوہ سے خطاب فرمایا کہ دیکھو! جو اللہ والے ہیں، ان کے ساتھ ساتھ چلو تو اللہ تک پہنچ جاؤ گے، پھر یہ شعر پڑھا

تنہا نہ چل سکیں گے محبت کی راہ میں　　　میں چل رہا ہوں آپ میرے ساتھ آیئے

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے علم کی برکت کا راز

حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے سہارنپور کے علماء نے پوچھا کہ آپ کے علم میں برکت کہاں سے آئی؟ کیا آپ بہت کتب بینی کرتے ہیں؟ فرمایا: نہیں اے میرے پیارے علماء حضرات! درس کی جو کتابیں آپ نے پڑھی ہیں وہی میں نے بھی پڑھی ہیں، لیکن میری ایک نعمت مستزاد ہے کہ میں نے حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ، مولانا گنگوہیؒ اور حضرت مولانا یعقوب صاحب نانوتویؒ کی قطب بینی بھی کی ہے اور اللہ تعالیٰ یہ برکت اسی قطب بینی کی وجہ سے عطا فرماتا ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر تم صاحب نِسبت ہو جاؤ گے تو تمہارے مٹکے کے علم کو سمندر اور دریا سے تعلق ہو جائے گا

خُم کہ از دریا در او راہے شود　　　پیشِ او جیحون ہا زانو زند

جس مٹکے کو سمندر سے تعلق ہو تو اس کے علم کے سامنے بڑے بڑے دریا شاگرد بن جاتے ہیں۔

☆تقویٰ سیکھنا نفلی علم وعبادات سے زیادہ ضروری

آج کل بڑے لوگ بھی نفلی حج اور عمرہ کرنے کے لیے ہر سال بیت اللہ جاتے ہیں مگر تقویٰ سیکھنے کے لیے کسی اہل اللہ کے پاس نہیں جاتے ،نفل علم کے لئے سالوں فارغ کئے جاتے ہیں ،نفل حج وعلم ضروری ہے یا تقویٰ؟ اللہ کا دوست بننا فرض ہے، حج نفل وغیرہ نفل عمل ہے ،تقویٰ سیکھنا ،گناہ سے بچنا اور اللہ کو خوش رکھنا یہ فرض عین ہے، ایک بزرگ فرماتے ہیں : اے حاجیو! کہاں جا رہے ہو؟ فرض حج کے لیے ضرور جاؤ مگر نفل حج کا زمانہ کسی اللہ والے کے پاس لگاؤ، اللہ تمھیں بیت اللہ میں نہیں ،اہل اللہ سے ملے گا ،تقویٰ فرضِ عین ہے، جب فرضِ عین حاصل ہو جائے، پھر بیت اللہ جاؤ گے تو کچھ اور مزہ پاؤ گے، جب تک گھر والے سے محبت نہ ہو گھر کا کیا مزہ ہے ،علیم سے عشق نہ علم کا کیا مزہ۔

؎ اے قوم بہ حج رفتہ کجا ئید کجا ئید معشوق ہم ایں جاست بیا ئید بیا ئید

علامہ ظفر احمد عثمانی کا علامہ سید سلیمان ؒ کو پیغام اور اسکا اثر

مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے جامعہ اشرفیہ لاہور میں ختمِ ’’بخاری شریف‘‘ کے موقع پر فرمایا : طلبائے کرام! جاؤ کچھ دن کسی صاحب نسبت ،صاحب تقویٰ کی صحبت میں رہ لو تا کہ ان کے صدقے میں تم بھی متقی بن جاؤ۔ پھر یہ شعر پڑھا؎

دردِ دل نے اور سب دردوں کا درماں کر دیا دل کو روشن کر دیا آنکھوں کو بینا کر دیا

علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے صدقے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے، ورنہ آپ ؒ تھانہ بھون کا مذاق اڑاتے تھے، ایک دن مولانا ظفر احمد عثمانی نے انہیں خط میں مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر لکھا؎

؎ قال را بگزار مردِ حال شو پیشِ مردِ کاملے پامال شو

حضرت سید سلیمان ندوی تھانہ بھون پہنچ گئے اور وہاں مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع

صاحب اور مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب کے ساتھ ایک مجلس میں حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت اٹھائی پھر فرمایا کہ آہ! ہم جس علم پر ناز کرتے تھے، آج معلوم ہوا کہ اصل علم تو اس بوریا نشین کے پاس ہے، ہمارا علم ان کے سامنے گرد ہے، پھر روتے ہوئے اشکبار آنکھوں سے یہ اشعار پڑھے

؎ جانے کس انداز سے تقریر کی　　پھر نہ پیدا شبۂ باطل ہوا
آج ہی پایا مزہ قرآن میں　　جیسے قرآن آج ہی نازل ہوا

اور جب حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مشورے سے اللہ اللہ کیا تو فرمایا

؎ نام لیتے ہی نشہ سا چھا گیا　　ذکر میں تاثیرِ دورِ جام ہے
وعدہ آنے کا شبِ آخر میں ہے　　صبح سے ہی انتظارِ شام ہے

پھر فرمایا کہ جس کی صحبت کو ہم حقیر سمجھتے تھے، جس کا ہم مذاق اڑاتے تھے اے دنیا والو! آج سید سلیمان ندوی یہ اعلان کرتا ہے کہ حکیم الامت تھانوی کی قدر کرلو

جی بھر کر دیکھ لو یہ جمالِ جہاں فروز　　پھر یہ جمالِ نور دکھایا نہ جائے گا
چاہا خدا نے تو تیری محفل کا ہر چراغ　　جلتا رہے گا یوں ہی بجھایا نہ جائے گا

شمس تبریز کے علمی مقام کا راز

ایک مرتبہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ مثنوی پڑھا رہے تھے، کسی نے پوچھا کہ مولانا رومی شمس الدین تبریزی پر کیوں فدا ہوگئے؟ حاجی صاحب نے فرمایا کہ اس لیے فدا ہوئے کہ مولانا روم سو برس کے تہجد، ذکر اور فکر سے جس مقام پر پہنچتے شمس الدین تبریزی کی صحبت کی برکت سے چند ساعت میں اس مقام پر فائز ہوگئے، جس کی کھائی اس کی گائی۔ جب یہ دولت ملتی ہے تو دنیا اور دنیا کی لذات اور سلطنت اور تخت و تاج انسان کی نگاہوں سے گر جاتے ہیں۔

تلاش کرنے سے اللہ والے اور اللہ مل جاتے ہیں

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اب اولیاء اللہ کہاں ہیں سب نقلی و بناوٹی ہیں، جبکہ حقیقی اولیاء بہت موجود ہیں، اگر ایسا ہے تو بھی اہل اللہ کی تلاش چھوڑی جائے، ایک نہ ایک دن ضرور سچے اللہ والے مل جائیں گے، اس کی مثال، اگر جوان وتندرست کو شادی کا من کرے، رشتے لگوانے والا اس سے رشتہ لگوانے کے لئے پچاس ہزار اجرت اصول کر لے، اور دھوکہ دیدے تو کیا وہ شخص ہمیشہ کے لیے کان پکڑ لے گا کہ اب شادی نہیں کرنی ہے؟ کہ جب رشتہ لگوانے والا ایسا ہو تو رشتہ کیسا ہوگا؟ اسکے بعد اگر دوست رشتے کی کوشش کا وعدہ کرے ، وہ شادی کی اُمید پر اس کو بھی دیدیگا، مگر وہ بھی کچھ رقم لیکر ناامید کردے، اسی طرح تیسرا دھوکا، چوتھا دھوکا، مگر پھر کوئی اُمید دلادے تو لیلی کی امید پر اس کے چکر میں پھر آجاتا ہے، اگر اللہ والوں کے بھیس میں کچھ دھوکہ باز مل گئے تو مولی کو پانے کیلیے سچے ولی کی تلاش نہیں چھوڑی جاسکتی، مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: دریا کی گہرائی میں، اس کی مٹی میں اور بہت سے کنکروں، پتھروں میں موتی چھپا ہوتا ہے، بار بار غوطہ لگاؤ گے تو ایک دن ان شاء اللہ موتی ہاتھ آجائے گا، اسی طرح اللہ کی تلاش میں کچھ کنکر ہاتھ لگ جاتے ہیں، اگر سچی طلب ہے تو اللہ تعالیٰ خود اللہ والوں سے ملا دیں گے اور خود بھی مل جائیں گے۔

؎ در تگِ دریا گہر باسنگ ہاست　　　　فخرہا اندر میانِ ننگ ہاست

حضرت حافظ شیرازی کا واقعہ

حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ اللہ کے والد دنیادار تھے، ان کے کل سات بیٹے تھے، حافظ شیرازیؒ اللہ کی تلاش میں جنگل میں رویا کرتے تھے، شیخ سلطان نجم الدین کبریٰؒ کو خواب میں الہام ہوا کہ حافظ شیرازی نام کا میرا بندہ جنگل میں میرے لئے بے چین ہے، اس کو میری نسبت دیدو، آپؒ ان کے والد سے ملے، انکی اولاد سے متعلق پوچھنے پر چھ اولاد ظاہر کی، حافظ

شیرازیؒ کا نام نہیں لیا، حضرت نجم الدین کبریٰؒ نے چھ لڑکوں کو دیکھا خواب میں جسے دیکھا تھا اس کی شکل کسی سے نہ ملی، ان کے والد سے پوچھا کہ ان کے علاوہ کوئی اور بیٹا نہیں ہے؟ کہنے لگے کہ ایک لڑکا ہے مگر ذرا پاگل سا ہے، جنگل میں کہیں روتا پڑا ہوگا، سلطان نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا : میں اسی دیوانے کی تو تلاش میں ہوں، تم جن لڑکوں کو اپنی اولاد سمجھتے ہو وہ باخدا نہیں، وہ اتنا قیمتی ہے کہ اللہ اس کو اپنی نسبت سے نوازنے کیلیے مجھ کو مرید کے پاس بھیجا ہے۔مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر پیاسے پانی کو تلاش کرتے ہیں تو پانی بھی اپنے پیاسوں کو تلاش کرتا ہے۔

؎ تشنگاں گرآب جویند از جہاں — آب ہم جوید بہ عالم تشنگاں

صحبت اہل اللہ سے عہدِ الست کی یاد تازہ ہو جاتی ہے

عالم ازل میں ”اَلَسۡتُ بِرَبِّکُم“ فرما کر ہم سب کی روحوں میں اللہ نے اپنی محبت کی چوٹ لگا دی، اپنی ربوبیت کی تجلی کا مشاہدہ کرا کر ہم سے محبت کا اقرار لے لیا، ہم نے بلیٰ کہہ کر اس درد کو سینے سے لگا لیا، اِس عالم میں بھی وہ چوٹ موجود ہے مگر اس کو ابھارنے کے لیے ایک مخصوص ہوا کی ضرورت ہے جیسے پہلوان کو اکھاڑے میں لگی بھاری چوٹ کیلئے پوربی یعنی مشرقی ہوا کی ضرورت ہوتی ہے، اس سے پرانی چوٹوں کا درد ابھر آتا ہے، پہلوان کہتا ہے اُف! اکھاڑے میں استاد نے گردن پر جو گھونسا مارا تھا وہ آج درد کر رہا ہے، اسی طرح اللہ والوں کے قرب کی ہوائیں، ہماری روح کی عہدِ الست کی اُس چوٹ کو ابھار دیتی ہیں، جس کی وجہ سے آدمی کے دل میں اللہ کی محبت کا درد بڑھتا جاتا ہے۔

صحبتِ اہل اللہ کی نیت کیا ہو؟

☆ جو اہلِ محبت کے ساتھ رہے گا اہلِ وفا بننے کی نیت سے، وہ جان کی بازی لگا دیتا ہے اور جو اپنی جان پر اللہ کو پانے کا غم نہیں اٹھاتا اور اپنی جان کو اللہ پر فدا نہیں کرتا اس

ظالم کو اللہ کی غذا کھا کر جان بنانا بھی جائز نہیں، کیونکہ اس کی جان غیر اللہ پر فدا ہو رہی ہے، یہ جان نالائق جان ہے، جان بنانا ان کے لیے مستحب، بلکہ فرض ہے جو اللہ پر فدا ہوتے ہیں۔

صحبتِ اہل اللہ محبت الٰہی کا راستہ

☆ سرورِ عالم ﷺ نے اللہ سے اپنی محبت مانگی، اے اللہ! مجھے اپنی اتنی محبت دے کہ آپ مجھے میری جان، میرے اہل وعیال سے زیادہ پیارے ہوں اور پیاس کی شدت میں ٹھنڈے پانی سے زیادہ پیارے ہوں۔ ''اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَّفْسِیْ وَاَھْلِیْ وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ'' مگر یہ محبت ملے گی کیسے؟ اس کا نسخہ بھی اسی حدیث کے پہلے جز میں موجود ہے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَحُبَّ عَمَلٍ یُّبَلِّغُنِیْ حُبَّکَ'' اے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں، تیرے عاشقوں کی محبت مانگتا ہوں اور اس عمل کی محبت مانگتا ہوں جو آپ کی محبت کا باعث ہو، اللہ کے نبی ﷺ نے اللہ کی محبت اور اعمالِ صالحہ کی محبت، ان دونوں محبتوں کے درمیان میں اللہ کے عاشقوں کی محبت مانگی، کیونکہ اہل اللہ کی محبت کا رابطہ اللہ کی محبت سے بھی ہے اور ان اعمالِ صالحہ کی محبت سے بھی ہے جو اللہ کی محبت کا سبب ہیں، چناں چہ علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ روئے زمین پر اللہ تک پہنچنے کا اور اللہ تعالیٰ کی محبت سیکھنے کا راستہ اللہ کے عاشقوں سے محبت کے علاوہ کوئی اور نہیں ہے، اللہ والوں کی محبت سے اللہ بھی ملے گا اور اعمالِ صالحہ بھی ملیں گے۔ ☆ جتنے رومانٹک دنیا والے حسینوں کے چکر میں ہیں، سینما دیکھتے ہیں، ننگی فلمیں دیکھتے ہیں ان سے پوچھو کہ تم چین سے ہو یا پریشان ہو؟ اور اللہ والوں سے پوچھو، جو توبہ کر کے خانقاہوں میں آگئے کہ خانقاہوں میں آکر تم کو کیا مزہ ملا؟ مولیٰ کے ملنے سے تم کو کیا مزہ ملا؟ اور لیلیٰ کے ملنے سے تم کو کیا سزا ملی؟ ایک طرف سزا ہے اور ایک طرف مزہ ہے۔

وہ ان کا رفتہ رفتہ بندۂ بے دام ہوتا ہے محبت کے اسیروں کا یہی انجام ہوتا ہے

حصولِ ولایت کے پانچ اعمال

پانچ اعمال جن سے ولایت کا اسٹرکچر (structure) اور فنشنگ (Finishing) معلوم ہوجائے گا:

۱۔اہل اللہ کی مصاحبت: روئے زمین پر جس کسی اللہ والے سے مناسبت ہو اس کی صحبت میں رہا کریں، خواتین ان کی تقاریر سنتی رہیں، ان کی کتابیں پڑھتی رہیں، مرد آنکھوں سے صحبت یافتہ ہوں گے اور عورتیں کانوں سے صحبت یافتہ ہوں گی، اس اللہ والے کا فیضِ نسبت اور دردِ دل آنکھوں اور کانوں سے دل میں اُتر جائے گا، ایک وقت آئیگا کہ حسن بصری اور رابعہ بصریہ ہوجائیں گی۔ان شاء اللہ تعالیٰ۔

۲۔ذکر اللہ پر مداومت: شیخ جو ذکر بتادے اس پر مداومت کریں، کبھی ناغہ نہ کریں، تھک جاؤ تو تعداد کم کردیں مگر ناغہ نہ کریں۔

۳۔گناہوں سے محافظت : محافظت کے معنیٰ ہیں کہ گناہ سے اپنے کو دور رکھیے اور گناہ کو بھی اپنے سے دور رکھیے، بھاگئے بھی اور بھگایئے بھی، تب محافظت ہوگی۔

۴۔اسبابِ گناہ سے مباعدت: گناہ کے اسباب سے دور رہیے اور ان کو دور رکھیے مثلاً لڑکیاں پی۔اے (P-A) نہ رکھیں ورنہ بے پیئے ہر وقت پیئے (نشہ میں) رہیں گی، دنیا کا نقصان برداشت کرلو لیکن اللہ کو ناراض نہ کرو۔

۵۔طریق سنت پر مواظبت: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سنت پر قائم رہنا، یہ شریعت وطریقت کی جان ہے، اور اللہ تعالیٰ کا پیارا بننے کا قریب ترین راستہ ہے۔

اہل اللہ کی غلامی بھی ولایت کا ذریعہ ہے

اللہ والوں کی غلامی کا صدقہ کہ اللہ والوں کی خدمت رائیگاں نہیں جاتی جیسے آپ کا ایک ہی بیٹا ہو اور آپ کو بہت پیارا ہو اور اس کی خدمت میں کوئی رہتا ہو، باپ دوسرے ملازمین

کی استعداد اور نالج (knowledge) پوچھے گا لیکن اپنے پیارے بیٹے کے خادم کی قابلیت نہیں پوچھے گا، باپ یہی کہے گا کہ جو میرا بیٹا کھائے گا وہی میرے بیٹے کا خادم بھی کھائے گا، چونکہ یہ میرے بیٹے کا جگری دوست ہے، اس لئے میں بھی اس کو اپنا دوست رکھوں گا۔

نورِ نبوت اللہ والوں کی صحبت سے حاصل ہوتا ہے

اپنے زمانے کے امام بیہقی اور مفسرِ اعظم، تفسیرِ مظہری کے مصنف قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علمِ نبوت تو مدرسوں سے اور کتابوں سے پا جاؤ گے لیکن نورِ نبوت اوراقِ کتب سے حاصل نہیں ہوسکتا کیوں کہ کسی کاغذ میں دَم نہیں ہے جو حق تعالیٰ کے نور کا حامل ہو سکے، کاغذ میں طاقت نہیں ہے کہ وہ اللہ کے نور کو برداشت کرلے، یہ اللہ والوں کے دل ہوتے ہیں جو حق تعالیٰ کے نور کو برداشت کر لیتے ہیں، عہدِ نبوت سے یہ نور سینوں سے سینوں میں، قلوب سے قلوب میں منتقل ہو رہا ہے، مدارسِ دینیہ سے تم لوگوں نے جو علمِ نبوت حاصل کیا یہ ابھی آدھا علم ہے۔ جب نورِ نبوت ملے گا تب نور کامل ہوگا اور علم پر عمل کی ہمت آئے گی۔ علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ یہ ہیں: ''علمِ ظاہر صلی اللہ علیہ وسلم از مدارسِ دینیہ بجوید، واما نورِ باطن صلی اللہ علیہ وسلم از سینۂ درویشاں باید جست۔''

اہل اللہ کے دل پر جنت کی نعمتوں کا عکس پڑتا ہے

بندے دنیا کی رنگینیوں میں غفلت میں مبتلا نہ ہو جائیں اس لیے جنت کی نعمتوں کو تفصیل سے اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ وہاں حوریں، دریا، شہد کی نہریں، دودھ کا دریا، پانی کا دریا اور حوروں کا ڈیزائن تک پیش کیا کہ ان کی آنکھیں بڑی بڑی ہوں گی کہ یہ نالائق بندے دنیا میں کسی غیر محرم عورت کے ڈیزائن کو دیکھ کر اپنے اصلی وطن کی ڈیزائن کو نہ بھول جائیں، اور جس کو جنت میں دائمی عیش ملنے والا ہے اس دائمی عیش کا عکس اور فیضان دنیا ہی میں نظر آتا ہے جیسے چڑیا ایک ہزار میل

پر ہے مگر اس کا سایہ زمین پر پڑتا ہے، جن کیلیے جنت مقدر ہے انہیں جنت کا سایہ دل پر کروڑوں میل سے پڑتا ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ والے مسکراتے رہتے ہیں، ان کے دل مطمئن رہتے ہیں، پریشان بھی ان کے پاس جاتا ہے تو کہتا ہے کہ میری پریشانی خودبخود بلاکسی دوا کے غائب ہوگئی۔

یہ دل اہلِ دل کو دیدو

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دل سوائے اہلِ دل کے کسی کو مت دو کیوں کہ اللہ والے تمہارا دل لے کر تمہیں اللہ سے ملا دیں گے، وہ اپنے ساتھ تمہارے دل کو ملا کر جب اللہ کے حضور حاضر ہوں گے تو تمہارا دل بھی حاضر ہو جائے گا، کیوں کہ آپ نے ان کے دل کے ساتھ اپنے دل کو پیوند کر دیا، جب ان کے دل میں اللہ ہوں گے تو تمہارے دل میں بھی ہوں گے، آہستہ آہستہ تم صاحبِ نسبت ہو جائیں گے، اپنے ایمان ویقین میں فرق اور عبادت کی لذت میں فرق محسوس کرو گے، جو لوگ پہلے کسی اللہ والے سے جڑے اور ہدایات پر چلتے رہے اس وقت کی حالت میں اور آج کی حالت میں صاف فرق محسوس کر رہے ہیں۔

شیخ آئینہ ہوتا ہے

حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نوّر اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں کہ کسی مرشدِ کامل سے اصلاح کرانے، شیخ سے اصلاحی تعلق قائم کرنے کو میں فرض عین قرار دیتا ہوں، عادت اللہ یہی ہے کہ بغیر شیخ کے اصلاح نہیں ہوتی، خواہ تفسیر پڑھ رہا ہو، بخاری پڑھ رہا ہو، اپنی اصلاح خود سے نہیں ہوتی، اپنا عیب خود سے نظر نہیں آتا، اپنے چہرے میں کہیں روشنائی لگ جائے تو جب تک آئینہ نہیں ہوگا روشنائی نظر نہیں آتی، بس شیخ آئینہ ہوتا ہے، وہ بتا دیتا ہے کہ تمہارا یہ راستہ خطرناک ہے، اس میں تمہارے لیے ضرر ہے، اپنی سمجھ میں اپنا مرض نہیں آتا، شیخ بتاتا ہے کہ اس میں یہ مرض ہے، وہ باطن کا ایکسرے (X-Ray) کر لیتا ہے، یہ ہو سکتا ہے کہ ہم ایک چیز کو دین سمجھیں اور وہ غیر دین ہو۔

مدرسہ بیت العلوم اعظم گڑھ کے استاذِ حدیث کی خلافت چھینی گئی تھی ،حکیم اختر صاحبؒ نے حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ ان کی خلافت کس وجہ سے چھینی گئی؟ فرمایا : انہوں نے ایک سیاسی تحریک کو امت کے لیے مفید سمجھتے ہوئے حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ" مجھے اتنا جوش آرہا ہے کہ میں اس تحریک پر جان دے دوں" حکیم الامتؒ نے تحریر فرمایا کہ" آپ کے اندر حبِّ دنیا ہے اس لئے آپ کی خلافت سلب کی جاتی ہے" خلیفہ ہیں تو اس تحریک کو دین سمجھ کر ہی فرمار ہے ہوں گے، جان کی قربانی پر انعام ملنا چاہیے، مگر بجائے انعام کے سزامل رہی ہے، اللہ والوں کی زبان سے جو بات نکلتی ہے وہ بالکل صحیح ہوتی ہے۔ ؎ قلندر آنچہ گوید دیدہ گوید

رمضان المبارک اللہ والے کے پاس گزارنے کی اہمیت

حکیم اختر صاحبؒ فرماتے ہیں" تجربہ کی بات کہتا ہوں کہ جن لوگوں نے اللہ والوں کی خدمت میں رہ کر ان کی جوتیاں اٹھائیں تو خدمت کی برکت سے اللہ نے ان کو اپنا ولی اور مخلوق کا پیارا بنادیا، اللہ تعالیٰ نے اللہ والوں کی نظر میں کرامت رکھی ہے، جب ریل کو چڑھائی پر جانا ہوتا ہے تو ایک انجن آگے اور ایک انجن پیچھے لگتا ہے، ایک پیچھے سے دھکا دیتا ہے اور ایک آگے سے کھینچتا ہے، جیسے جانور کو آگے سے سبزہ دکھایا جاتا ہے اور پیچھے سے ایک چھوٹی سی چھڑی سے آہستہ آہستہ مارا جاتا ہے، جس سے منزل تک جلد پہنچ جاتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی ہمیں دو انجن دیگا، دوزخ کا مراقبہ خوف کی چھڑی ہے اور جنت کا مراقبہ جنت کی نعمتوں کا سبزہ ہے، اعتکاف کا ماحول اور شیخ کی ہدایات جلد ترقی کا باعث ہیں، اللہ والوں کی صحبت نعمتِ مکانی ہے اور رمضان شریف نعمتِ زمانی ہے، اللہ والوں کے ساتھ رہایش اور رمضان کا مہینہ ہو، جب زمان اور مکان کے دو دو انجن لگ جاے ئیں گے تو اللہ کے قرب کا راستہ جلد طے ہوگا، اسی لیے اکثر بزرگوں نے مریدوں کو رمضان المبارک میں اپنے ہاں اکھٹا کیا۔ اکبر الہ آبادی کہتے ہیں

؎ نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

روحانی ڈاکٹر کے علاج کا انوکھا طریقہ

جس کو گناہ کرنے کی عادت پڑگئی ہو، اس کی اصلاح کے لیے روحانی ڈاکٹر موجود ہیں، ا نکے علاج کا طریقہ ایسے ہوتا ہے جیسے ایک ماں کرتی ہے کہ، دو سال ہوجانے کے بعد بچے پر ماں کا دودھ پینا حرام ہوجاتا ہے لیکن اگر کوئی بچہ پھر بھی دودھ پینے کے لیے ماں سے ضد کرے، چلاّئے تو ماں نیم کی پتی پیس کر چھاتی پر لگا لیتی ہے، جب صاحب زادہ منہ لگاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اماں کا دودھ بہت کڑوا ہے، حالاں کہ دودھ کڑوا نہیں ہے، علاج کیا گیا ہے تا کہ اس نالائق کی حرام عادت چھوٹے، ایسے ہی اللہ والے گناہوں کی چھاتیوں پر اللہ کے خوف کے نیم کی پتیاں لگا دیتے ہیں، ذکر اور ذاکرین کی صحبت سے دل میں ایسا یقین پیدا ہوجاتا ہے کہ گناہ خود بخود چھوٹ جاتے ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ والوں کے پاس اس لیے نہیں جاتے کہ گناہ اور موج ومستی کی زندگی چھوڑنا پڑے گی، حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحبؒ نے فرمایا کہ یہ لوگ بے وقوف ہیں، اللہ والوں کے پاس جانے سے گناہ چھوڑنا نہیں پڑتے، بلکہ خود بخود چھوٹ جاتے ہیں، اور چھوٹنے کے بعد وہ پچھتاتا بھی نہیں بلکہ اللہ کا شکر ادا کرتا ہے کہ دنیا میں ہی جنت کی زندگی حاصل ہوگئی۔

ملاّ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے "وَ لِمَن خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ" کی تفسیر میں فرمایا کہ صوفیاء کے نزدیک ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ اللہ والوں کو دنیا ہی میں ایک جنت ملتی ہے، یہ جنت ترکِ معصیت سے ملتی ہے اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کی حضوری "جَنَّةٌ فِي الدُّنْيَا بِالْحُضُوْرِ مَعَ الْمَوْلٰى، هي جَنَّةٌ لِتَرْكِ الْمَعْصِيَةِ" کیوں کہ گناہ میں رہنا دوزخ کی زندگی ہے، آدمی ہر وقت بے چین اور پریشان رہتا ہے، جب گناہ چھوٹ گیا تو آدمی سکون سے جیتا ہے۔

نفس کو ختم کرلو! دل زندہ ہو جائے گا

حضرت جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تھوڑی سی محنت کرلو اللہ والوں کی صحبت میں رہ کر نفس کو مٹالو، نفس کی حرام خواہشات کا خون کرنے کی مشق کرلو تو ایک جہاں تم سے زندہ ہوگا، یہ مت سمجھو کہ خواہشات مٹ جائیں گی تو ہم بھی مٹ جائیں گے، نہیں! دوستو! نفس کو مٹا کر تو دیکھو تم خود ہمیشہ کے لئے زندہ ہو جاؤ گے اور ایک جہاں تم سے زندہ ہوگا، تم خود ولی اللہ ہو جاؤ گے اور تمہاری برکت سے لاکھوں ولی اللہ پیدا ہوں گے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں۔ ؎ نفس خود را کش جہانے زندہ کن

اہل اللہ، اللہ کی محبت کے باغ ہیں

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سیب کی منڈی میں سیب مت خریدو، باغ میں چلے جاؤ، منڈی میں خراب سیب بھی ہوتے ہیں لیکن باغ میں تازہ سیب ملیں گے، باغ میں سوتے بھی رہو گے تو سیب کی خوشبو سے ہی دماغ تازہ ہو جائے گا، اللہ والے بھی اللہ کی محبت کے باغ ہوتے ہیں، اللہ والوں کے یہاں پڑے ہوئے سوتے بھی رہو تو اللہ والوں کا نور رہوا کے ذریعے تمہارے اندر جاتا رہے گا، اس لیے بڑے بڑے عبادت گزار اس مقام تک نہیں پہنچے جہاں اللہ والوں کی صحبت میں رہنے پہنچ گئے۔

اہل اللہ کی صحبت میں غیر اللہ کو نہ دیکھو

اہل اللہ کے پاس اللہ کو حاصل کرو، واللہ دنیا دار تمہاری جوتیاں اٹھانے کے لیے دوڑیں گے، انگور کے کیڑے مت بنو، انگور کا کیڑا انگور کھانے چلا تھا مگر ہرے ہرے پتے دیکھ کر دھوکے میں آگیا اور اسی کو انگور سمجھ کر ساری زندگی اسی پتے پر چپٹا رہا اور اسی پتے پر اس کا قبرستان بن گیا بالآخر انگور سے محروم رہا، اسی طرح بعضے مرید اللہ کو حاصل کرنے چلے لیکن

دنیا کی رنگینیوں میں گم ہو گئے اور اللہ سے محروم دنیا سے گئے۔

اصلی پیر اور اصلی مرید کی پہچان

شیخ العرب والعجم حضرت شاہ حکیم اختر صاحبؒ فرماتے ہیں کہ’’ اللہ تعالیٰ نے میرے قلب میں ایک عظیم الشان مضمون عطا فرمایا کہ اصلی مرید کون ہے؟ اور اصلی پیر کون ہے؟ اصلی مرید وہی ہے جس کی مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہو، اللہ کے سچے عاشقوں کی حقیقی مراد صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہوتی ہے۔ ’’یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ‘‘ یہ آیت بتاتی ہے کہ اصلی مرید وہ ہے جو اللہ کی ذات کو مراد بناتے ہیں، سب مریدین جائزہ لیں کہ قرآنِ پاک کی اس آیت کے مطابق ہم مرید ہیں یا مردود ہیں، اگر مراد اللہ کی ذات ہوتی تو غیر اللہ پر نظر نہ ڈالتے، بدنظری کرنے والا مرید غیر اللہ سے آنکھیں لڑاتا ہے تو ابھی یہ مرید کچا ہے، اس کی نسبت ابھی کچے کباب کی ہے، جو کچا کباب کھائے گا نفع کے بجائے نقصان میں رہے گا۔ اور اصلی پیر وہ ہے جو مرید کو اس کے مراد، اس کی منزلِ مراد یعنی اللہ تک رسائی کے لیے رہنمائی کرتا ہے، منزلِ مراد یعنی اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لیے خود بھی جان دے رہا ہو اور اپنے مریدوں کو بھی اللہ تک پہنچانے کے لیے جان کھپا رہا ہو، کامل راہ بر وہ ہے جو خود بھی اللہ کے راستے پر چلے اور اپنے ساتھ چلنے والوں کا بھی خیال کرے کہ میرے ساتھی کہاں ہیں؟ کہیں راستے سے بھٹک تو نہیں گئے؟ اصلی ساتھی وہی ہے جو اپنے ساتھیوں کا بھی خیال رکھے، اصلی پیری مریدی یہ ہے۔

حکیم اختر صاحبؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس حوالۂ کتب زیادہ ہے یا حوالۂ قطب، جنہوں نے قطب اور بزرگوں کی صحبت زیادہ اٹھائی ہے ان کے پاس حوالۂ کتب کم اور حوالۂ قطب زیادہ ہے اور حوالۂ کتب اور حوالۂ قطب میں فرق یہ ہے کہ حوالۂ کتب میں نورِ ولایت اور نسبتِ ولایت کا درد نہیں ہوتا، کتابیں حامل دردِ نسبت اولیاء نہیں ہیں، بلکہ قطب کے سینے اس کے حامل ہوتے ہیں، ان کی زبانوں سے میں نورِ علم بھی ہے اور مستزاد نورِ دردِ دل بھی

ہے۔مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے

کبھی طاعتوں کا سرور ہے کبھی اعترافِ قصور ہے
ہے ملک کو جس کی نہیں خبر وہ حضور میرا حضور ہے

علامہ شامی اور علامہ آلوسی کی اہل اللہ سے نسبت

علامہ آلوسیؒ سید محمود بغدادی، مفتیِ بغداد و مفسرِ قرآن مرید تھے علامہ خالد کردیؒ کے، اور مولانا خالد کردیؒ مرید اور خلیفہ تھے شاہ غلام علیؒ کے اور وہ خلیفہ تھے حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ کے، یہ ہمارے دہلی کے (نقشبندی) بزرگوں کا فیض ملکِ شام تک پہنچا ، وہاں علامہ شامیؒ ''فتاویٰ شامی'' کے مصنف فقیہ الشام بھی مرید ہوئے مولانا خالد کردیؒ کے ، اتنے بڑے بڑے علماء ہمیشہ علماء اہل اللہ سے وابستہ رہے ہیں۔کم لوگوں کو معلوم ہوگا کہ ایک عظیم مفسر دوسرا عظیم فقیہ کسی کے مرید تھے، جو علم کے سمندر تھے وہ تو اہل اللہ کے غلام بن گئے لیکن جو چار حرف پڑھ کر کہتے ہوں کہ ہمیں شیخ کی ضرورت نہیں، ہمارا علم ہماری اصلاح کے لیے کافی ہے، سمجھ لیں کہ یہ نفس کا بہت بڑا چور ہے،علم کے پندار کا بہت بڑا حجاب ہے جو کہتا ہے کہ مجھے شیخ اور مصلح کی کوئی ضرورت نہیں،آج کل مولوی بھی مرید ہونے سے گھبراتے ہیں،کہ پابند ہو جائیں گے، پابندی سے گھبراؤ مت! اللہ تعالیٰ کی محبت کی پابندی ہے،جس پابندی سے اللہ ملتا ہے''۔

☆اصلاح کے لئے کتابیں کافی نہیں ہیں

اگر قرآن شریف اصلاح کے لئے کافی ہوتا تو مفسر کو مرید بننے کی کیا ضرورت تھی ، اگر آسمانی کتابوں سے بھی اصلاح ہوسکتی تو اللہ تعالیٰ پیغمبروں کو نہ بھیجتے ،مگر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''یُزَکِّیۡھِمۡ'' قرآن کی روشنی میں تزکیہ میرا نبی کرے گا''یُزَکِّیۡھِمۡ'' کی نسبت

حضور ﷺ کی طرف ہے کہ میرا نبی صحابہ کے دلوں کا تزکیہ کرتا ہے، میرا نبی صحابہ کے دلوں کو باطل عقیدوں سے پاک کرتا ہے اور غیر اللہ میں مشغول ہونے سے پاک کرتا ہے، ان کے نفوس کو بُرے اخلاق سے پاک کرتا ہے، اور ان کے اجسام کو نجاستوں سے اور برے اعمال سے پاک کرتا ہے، یعنی حضور ﷺ نے سب کچھ سکھایا، بُرے اعمال سے جسموں کو بچانا بھی سکھایا اور نجاستوں سے پاک کرنا بھی سکھایا یہاں تک کہ استنجا کا طریقہ بھی سکھایا۔

''یُطَھِّرُ قُلُوْبَھُمْ مِنَ الْعَقَائِدِ الْبَاطِلَةِ وَمِنَ الْاِشْتِغَالِ بِغَیْرِ اللّٰہِ، وَیُطَھِّرُ نُفُوْسَ الصَّحَابَةِ مِنَ الْاَخْلَاقِ الرَّذِیْلَةِ، وَیُطَھِّرُ اَبْدَانَھُمْ مِنَ الْاَنْجَاسِ وَالْاَعْمَالِ الْقَبِیْحَةِ''

مفتی شفیع صاحبؒ کا تاریخی ملفوظ

مفتی شفیع صاحبؒ مفتی اعظم پاکستان نے لکھا ہے کہ ''تاریخ میں ان ہی علماء کے علمی کارنامے، تصانیف وغیرہ زندہ ہیں جو اہل اللہ سے وابستہ تھے، اور جو کسی اللہ والے سے وابستہ نہ ہوئے وہ کچھ دن تو چمکے اور پھر مع اپنی تصانیف کے ہمیشہ کے لیے غائب ہو گئے''۔ جعلی پیری مریدی کو ''میڈ ان ڈالڈا'' کہو یا جو چاہے کہو لیکن سچی پیری مریدی والے متبعِ سنت اہل اللہ کو بُرا کہنے والا جمہور امت سے الگ ہوگیا۔

☆ چہرہ ترجمانِ قلب ہوتا ہے

حکیم اختر صاحبؒ فرماتے ہیں کہ ''میں کہتا ہوں کہ چہرہ ترجمانِ قلب ہے، اگر قلب میں مولیٰ ہے تو چہرہ ترجمانِ تجلیاتِ مولیٰ ہے، اور اگر قلب میں معشوق یا معشوقہ ہے تو اس کا قلب ترجمانِ مقاعد الرجال یا ترجمانِ فروج النساء ہوتا ہے، کٹا پھٹا منحوس چہرہ ہوتا ہے، کٹی پھٹی بندرگاہ کی طرح، کیوں کہ بندروں جیسا کام کرتا ہے، ایسا شخص نہ تو قسمت کا سکندر ہوتا ہے اور نہ ہی اللہ کا قلندر ہوتا ہے بلکہ نفس کا بندر ہوتا ہے۔

ولایت علمیت پر نہیں، صحبت اہلِ محبت پر موقوف ہے

اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو جو تعلق خاص عطا فرماتے ہیں وہ موقوف ہے صحبت پر، علمیت کے اعلیٰ مقام والا ہو ولایت اہل اللہ کی صحبت ہی سے ملتی ہے، علمیت کے باوجود کہیں نہ کہیں نفس کی شرارت داخل ہو جائے گی، اس لیے دین کو اللہ تعالیٰ نے صحبت پر موقوف رکھا ہے، ایک لاکھ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ایک لاکھ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جیسے بھی پیدا ہو جائیں لیکن قیامت تک صحابی نہیں ہو سکتے، کیوں کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا بلب جتنے کروڑ ملین پاور کا تھا اب اس پاور کا کوئی بلب دنیا میں قیامت تک نہیں مل سکتا، اس لیے اکابر کا یہ سلسلہ رہا ہے کہ مختلف شہروں میں اور ملکوں میں جا کر کچھ دن قیام کر کے مجلسیں کرنا حقیقت میں اسی صحبت پر عمل ہے، تاریخ شاہد ہے کہ بڑے بڑے علماء جو علم کے آفتاب اور ماہتاب تھے ان حضرات نے بھی اپنے نفس کو مٹانے کے لیے اور اپنی تربیت کے لیے مربی اور شیخ کا انتخاب کیا۔

کمیتِ علمیہ اور کیفیتِ احسانیہ کا فرق

کسی عالم میں خالی یہ مت دیکھو کہ وہ بہت بڑا علم کا سمندر ہے، بلکہ یہ دیکھو کہ قلندر بھی ہے یا نہیں؟ اور قلندر وہی ہوتا ہے جو ایک زمانہ تک کسی قلندر کا غلام یا خادم رہا ہو، کتب بینی سے کوئی قلندر نہیں بنتا، قلندر بنتا ہے قلندر کی خدمت اور قطب کی صحبت سے۔

☆ بعضوں کا ایک لاکھ مرتبہ اللہ اللہ کہنا کسی درد بھرے دل کے ایک بار اللہ کہنے کے برابر نہیں ہوتا، اللہ کے خاص بندوں کا ''آہ'' کے ساتھ ایک مرتبہ اللہ کہنا سارے عالم کے اللہ کہنے سے بلند تر ہوتا ہے جیسے جہاز کے منزل تک جلد پہنچنے کی وجہ اس کی اسٹیم ہوتی ہے، کمیت نہیں، اس کی کمیت تو ریل سے بھی کمتر ہے، تو اللہ تعالیٰ کے خاص اور مقبول بندوں کی صحبت سے محبت کی اسٹیم تیز کر دی جاتی ہے، اس لیے ان کی دو رکعت دوسروں کی ایک لاکھ رکعات کے برابر ہو جاتی ہیں، لہٰذا جب اللہ والوں کے پاس بیٹھو تو کمیاتِ علمیہ کی نیت مت کرو کیفیاتِ احسانیہ کی

نیت کرو کہ ان کے سینے میں جو درد بھرا دل ہے وہ درد ہمارے سینوں میں آجائے تاکہ ہمارا سجدہ، سجدہ ہوجائے، ہماری آہ، آہ ہوجائے، ہمارے آنسو، آنسو ہوجائیں، مناجات کی لذت اور اللہ پر فدا ہونے کی کیفیت قائمہ و دائمہ ہوجائے۔

صحبتِ اہل اللہ دین کی اشاعت کا ذریعہ ہے

جس اللہ والے سے آپ کو عقیدت و محبت ہو، اس کی صحبت کو لازم پکڑلو، اس سے اصلاحی تعلق قائم کرلو، تجربہ ہے کہ کسی دینی مربی سے محبت ہوتو اس کو دیکھنے میں اتنا مزہ آتا ہے کہ مفتی محمد حسن امرتسری رحمۃ اللہ علیہ جامعہ اشرفیہ لاہور کے بانی، بہت بڑے حافظ عالم اور مفتی حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے فرماتے ہیں کہ اے میرے شیخ! اگر میں ایک نظر آپ کو دیکھ لوں اور اس کے بعد ہزار سال سجدۂ شکر میں سر رکھوں تو بھی اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا حق ادا نہیں ہوسکتا'' کیونکہ صحبتِ اہل اللہ دین کی روح ہے، اسلام پھیلا ہی نظرِ نبوت سے ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر سے دین پھیلا، اس کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم کی نظر سے دین پھیلا، اس کے بعد تابعین کی نظر سے دین پھیلا، اس کے بعد آج تک اولیاء اللہ کی نگاہوں سے دین پھیل رہا ہے اور قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

ے نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

مجالس اہل اللہ مجلسِ صحابہ کی نقل ہیں

اہل اللہ کی مجلس کے متعلق پوری امت کے اولیاء اللہ کا اجماع ہے کہ ان مجالس سے دین پھیلا ہے، یہ مجلس ان مجالس کی نقل ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے ساتھ فرمایا کرتے تھے، اب حقیقت کہاں سے لائیں گے؟ نقل ہی کو غنیمت سمجھ لیں، ورنہ یہ بھی ملنا بند ہوجائیں، اب اولیائے سابقین کہاں ملیں گے؟ جو موجود ہیں ان کو غنیمت سمجھ لیں، حکیم اختر صاحبؒ کے شیخ فرماتے تھے : ''گندم اگر بہم نہ رسد بھس غنیمت است'' گندم اگر نہ ملے تو بھوسی کی روٹی

کھالو، شیخ تو اپنی مجلس کو ایسا ہی سمجھے گا، طالبین نہ سمجھیں گے کہ میرا شیخ بھوسی ہے ورنہ مرید پھوسی ہو جائے گا، پھوسی کہتے ہیں بلی کو یعنی شیخ کو حقیر سمجھنے والا محروم ہو جائے گا۔

☆ شیخ کی عظمت کیسی ہونی چاہئے

حضرت حاجی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ شیخ تو یہی سمجھے کہ میں کچھ نہیں ہوں، مگر مریدین سمجھیں کہ روئے زمین پر میرے لیے ان سے بہتر کوئی مربی نہیں، یہ عقیدہ لازم ہے ورنہ نقصان ہوگا، مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر ایک مجلس میں ہمارے پیر حاجی امداد اللہ صاحب تشریف فرما ہوں اور اسی مجلس میں امام غزالیؒ، جنید بغدادیؒ، بابا فرید الدین عطارؒ، شیخ عبد القادر جیلانیؒ ہوں تو میں کسی کی طرف رخ نہیں کروں گا، اپنے حاجی صاحب کو دیکھتا رہوں گا، مرید کو یہ محبت ہونی چاہیے، آج کل تو ایسا ہے کہ اولیاء اللہ تو درکنار دنیادار کو دیکھ کر شیخ کو بھول جاتے ہیں۔

☆ ایک بے مراد مرید کا واقعہ

حکیم اختر صاحبؒ فرماتے ہیں کہ "ایک صاحب اپنے شیخ سے ملنے آئے، اتنے میں ایک نواب صاحب بھی آگئے، تو شیخ صاحب کو بھول کر نواب صاحب سے باتیں کرنے لگ گئے، شیخ صاحب ہنسے اور مجھ سے فرمایا: اس مخلص کو دیکھا؟ آیا تھا ہم سے ملنے اور ایک نواب آگیا تو نواب کی طرف منہ کیے ہوئے ہے ہماری طرف پیٹھ کیے ہوئے بیٹھا ہے، اگر شیخ سے صحیح عقیدت اور محبت ہے تو چاہے بادشاہ اور وزیر اعظم بھی آجائے تو اس کو خاطر میں بھی نہیں لائے گا کہ ہمارا بادشاہ تو ہمارا شیخ ہے، اللہ کا شکر ہے جب میرے شیخ پاکستان آتے ہیں تو میں اعلان کر دیتا ہوں کہ میرا بادشاہ، میرا وزیر اعظم آرہا ہے، سب کام بند کرو اور شیخ کے استقبال اور خدمت کی فکر کرو"۔

☆ ناجنسوں کی صحبت پر علامہ آلوسیؒ کی تنبیہ

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو اللہ والوں کے فیض اور ان کی برکتوں کا انکار کر رہا ہو شیخ پر لازم ہے کہ اپنے مریدوں کو اس سے ملنے بھی نہ دے، منکرین تصوف اور منکرین فیضانِ اولیاء کی ملاقات کو بھی علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ منع کر رہے ہیں "فَنَهَى الْمَشَايِخُ الْمُرِيْدِيْنَ مِنْ مُّوَالَاتِ الْمُنْكِرِيْنَ" کیونکہ تمہارے قلب میں اپنے بزرگوں کی عظمت نہیں رہے گی اور جب اپنے بزرگوں کی عظمت بھی گئی تو ہمارے پاس کچھ نہیں رہے گا، ہم نِل (Nil) ہو جائیں گے۔

حضرت تھانویؒ کا اپنے کمالات کو شیخ کی طرف منسوب کرنا

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا تخلص ہی "آہ" رکھا تھا، حضرت کا ایک شعر ہے۔

تمہاری کیا حقیقت تھی میاں آہ　　　یہ سب امداد کے لطف و کرم تھے

حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تمام علمی و عملی کمالات کی نسبت اپنے شیخ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کی، مطلب یہ کہ مجدد زمانہ، ڈیڑھ ہزار کتابوں کے مصنف، بڑے بڑے علماء کے شیخ نے اپنی نفی کر کے اپنے کمالات کو اپنے شیخ کی طرف منسوب کیا، یہی چیز انسان کو عجب و کبر سے اور اپنے کو بڑا سمجھنے سے محفوظ رکھتی ہے، اور جس کا شیخ نہ ہو تو وہ اپنی طرف نسبت کرتا ہے کہ میں نے یہ کیا، میں نے وہ کیا اور جہاں "میں میں" ہو وہیں انسان ذلیل ہو جاتا ہے، یہی "میں" والی بیماری شیطان کو تھی جس نے "أَنَا" کہا تھا، اسی انانیت کو ختم کرنے کے لیے بڑے بڑے علماء نے بھی اللہ والوں کو اپنا شیخ بنایا۔

بغیر شیخ کے اصلاح دشوار ہے

حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب جلال آبادی رحمۃ اللہ علیہ لاہور میں تین دن کے اصلاحی مجلس و اجتماع میں فرمایا تھا کہ بغیر شیخ کے اصلاح نہیں ہوتی، نہ عبادت سے ہوتی ہے نہ علم سے ہوتی ہے، شراب چھوڑنا آسان ہے کیوں کہ خاندان، محلے والے، برادری بھی بائیکاٹ کیے ہوئے ہے کہ یہ شرابی ہے، کبھی مخلوق کے ڈر سے یا خاندانی شرافت اور بدنامی کے خوف سے آدمی ظاہری گناہ چھوڑ دیتا ہے لیکن تکبر اور اپنے کو بڑا سمجھنے کا نشہ شراب سے زیادہ حرام ہے، اس کا پتا خود اس کو نہیں ہوتا وہ تو اہل اللہ کو پتا چلتا ہے کہ اس کے اندر بڑائی کا نشہ کتنا ہے، کیوں کہ شرابی اپنے کو حقیر سمجھتا ہے، اس کو کبھی شراب سے توبہ نصیب ہوسکتی ہے لیکن تکبر والا مریض جب تک اہل اللہ کی صحبت نہیں پاتا اسے اپنے مرض کا بھی پتا نہیں چلتا، وہ اپنے ہر قدم کو بالکل صحیح سمجھتا ہے، جتنا بھی ظلم کرے، جھوٹ بولے، کسی کی پٹائی کردے، کسی کے مال پر قبضہ کرلے سب جائز، لہٰذا تکبر کا نشہ شراب کے نشہ سے زیادہ خطرناک ہے۔

راہ بر کے بغیر راستہ طے نہیں ہوسکتا

کسی اللہ والے کی رہبری کے بغیر ذکر کرنے سے اللہ کے نام کا مزہ پا کر بعض وقت ضرورت سے زیادہ ذکر کرلیتے ہیں، جیسے ڈاکٹر کے بغیر آدھا سیر دودھ کے بجائے ڈیڑھ کلو پی جائے تو دست لگ جائیں گے، جیسے کار کتنی ہی عمدہ ہو مگر ڈرائیور کا ہونا ضروری ہے، شیخ مثل ڈرائیور کے ہوتا ہے، اپنے مرید کی رفتار دیکھتا رہتا ہے، ایک صاحب کے ایک عزیز کو ایم۔ بی۔ بی۔ ایس کا سالانہ امتحان دینا ہے، زیادہ ذکر، وظیفہ اور تلاوت کرتے کرتے اس کا دماغی توازن غیر معتدل ہوگیا، نعرے مارنے لگا، اور ایک مرتبہ امام صاحب کے مصلیٰ پر بیٹھ کر کہنے لگا کہ اب میں نماز پڑھاؤں گا، جو لوگ بغیر مشایخ کے اس راہ میں سفر کرتے

ہیں ان کا یہی حشر ہوتا ہے، زیادہ وظیفے پڑھ کر ان کی پاگل پن کی باتوں سے سارا گھر ان سے پریشان رہتا ہے، دین اس کا نام تھوڑی ہے کہ ہر وقت غصے اور چڑچڑاہٹ میں رہو اور دین کو ایسا دکھاؤ کہ معلوم ہوتا ہے جیسے دین ایک بھیڑیا ہے، ایسے لوگوں کی وجہ سے دین سے نفرت پھیلتی ہے، لوگ ان کو مجذوب سمجھتے ہیں حالاں کہ یہ مجذوب نہیں پاگل ہیں۔

☆ شیخ کے پاس معصیت سے بچنے کی روحانی غذا ملتی ہے

شیخ کے ہاں یہ روحانی غذا دی جاتی ہے تا کہ اپنے سب سے بڑے دشمن کا مقابلہ کرنے کے قابل بنیں، نفس کے غلام نہ بنیں، خلافِ شریعت میں کسی کی پرواہ نہ کریں۔

سارا جہاں خلاف ہو پروا نہ چاہیے — پیشِ نظر تو مرضی جانانہ چاہیے
پھر اس نظر سے جانچ کے تو کر یہ فیصلہ — کیا کیا تو کرنا چاہیے کیا کیا نہ چاہیے

جو رشتہ دار منہ پھلائیں کہ آپ ہمارے مووی (Movie) والے شادی بیاہ میں نہیں آتے تو ان سے کہہ سکیں کہ ''وہاں سب سے بڑے سرکار کے ناراض ہونے کا خطرہ ہے جن کا ہم مقابلہ نہیں کر سکتے، تمہارا مقابلہ کر سکتے ہیں، بس اللہ خوش ہو جائے چاہے تم ناراض ہو جاؤ کچھ فکر نہیں، اللہ نے چاہا تو تم ہی آؤ گے ایک دن دعائیں کرانے۔

اہل اللہ کے دل میں خالق جنت ہوتا ہے

حکیم اختر صاحبؒ فرماتے ہیں کہ ''اللہ والوں کے دل میں خالق جنت ہوتا ہے، اس لیے ان کے پاس بیٹھ کے دیکھ لو، تجارت کا بھوت دماغ سے نکل جائے گی، بادشاہت کے تاج وتخت نیلام ہوتے نظر آئیں گے، اور سورج اور چاند کی روشنی میں لوڈ شیڈنگ معلوم ہوگی، ساری لیلاؤں کا نمک بھول جاؤ گے، کسی اللہ والے کے پاس کچھ دن رہ کے دیکھ لو، اگر کوئی اللہ والا نہ ملے تو ان کے غلاموں کے پاس رہ لو جس میں اختر بھی شامل ہے، اللہ کا راستہ بہت مشکل ہے مگر سچا اللہ والا شیخ مل جائے تو اللہ کا راستہ صرف آسان نہیں بلکہ مزے

دار ہو جاتا ہے۔

؎ مانا کہ میرگلشن جنت تو دور ہے — عارف ہے دل میں خالق جنت لیے ہوئے

اللہ والوں کی عظمت دراصل اللہ تعالیٰ کی عظمت کی دلیل ہے

آدمی کتنی ہی کتب بینی کر لے، ایک لاکھ کتابیں پڑھ لے، دس دس گھنٹے تقریر کر لے، ساری کائنات میں ٹی وی، اخبارات میں اس کی شہرت ہو جائے لیکن اس کا سینہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے درد سے آشنا نہیں ہو سکتا جب تک وہ کسی اہل اللہ کی جوتیاں نہیں اٹھائے گا، کیوں کہ کتابوں سے مقادیرِ اعمال عطا ہوتے ہیں مثلاً مغرب کی تین رکعات، فجر کی دو رکعات، اور اہل اللہ کی صحبت، ان کے ساتھ حسنِ ظن، ان سے محبت، عقیدت اور عظمت سے کیفیاتِ اعمال عطا ہوتی ہیں، جو اللہ والوں کی عظمت نہیں کرتا دراصل یہ اللہ تعالیٰ کی عظمت میں کوتاہ ہے، کیوں کہ اللہ والوں کی عزت و عظمت و تعظیم و تکریم کرنا دراصل اللہ تعالیٰ ہی کی تعظیم و تکریم ہے، اسی لیے اُن لوگوں کو زیادہ فیض ہوا ہے جنہوں نے اپنے مربی سے زیادہ تعلق قائم کیا۔

ایمان کے تحفظ کے لیے صحبت اِہل اللہ ضروری ہے

امام فخرالدین رازی کے انتقال کے وقت شیطان توحید پر اشکال قائم کرنے لگا، امام فخرالدین رازی نے توحید پر ننانوے (۹۹) دلائل دیے لیکن شیطان نے ان کے سارے دلائل کو اپنے دلائل سے رد کر دیا، آخر کار ان کے شیخ ''سلطان نجم الدین کبریٰ'' کو اللہ تعالیٰ نے ان کی حالت سے مطلع فرما دیا، وہ اس وقت وضو کر رہے تھے، انہوں نے وضو کا لوٹا پھینک کر فرمایا: فخرالدین رازی! شیطان سے بحث مت کر، اس سے کہہ دے کہ میں بلا دلیل اللہ کو ایک مانتا ہوں، اللہ تعالیٰ نے شیخ کی آواز امام رازی تک پہنچا دی اور انہوں نے شیطان سے کہا کہ میں بے دلیل خدا کو ایک مانتا ہوں، تب خاتمہ ایمان پر ہوا، شیخ کا تعلق اور شیخ کی دُعا کبھی نہ کبھی کام آتی ہے، اللہ تعالیٰ نے شیطان سے اپنی پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے۔

اس سے بحث کرنے کو نہیں فرمایا۔

شرک فی الطریق کیا ہے؟

اکابر نے صحبتِ شیخ کا ہمیشہ اہتمام کیا ہے، اسی لیے اپنے مشایخ کے انتقال کے بعد فوراً دوسرے شیخ کا انتخاب کیا تاکہ سر پر بڑے کا سایہ رہے، کیوں کہ مقصود اللہ کی ذات ہے، شیخ ذریعۂ مقصود ہے، شیخ کو اتنا زیادہ مقصود بنا لینا کہ ان کے بعد کسی سے دل ہی نہیں لگتا'' یہ شرک فی الطریق'' ہے، یہ شخص اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں شخصیت کو ترجیح دے رہا ہے، اللہ تعالیٰ نے ''كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ'' فرمایا، ''كُوْنُوْا'' امر ہے اور امر مضارع سے بنتا ہے جس میں تجدد استمراری کی شان ہے، جس سے ثابت ہوا کہ معیتِ صادقین میں استمرار ہو، ہمیشہ صادقین کے ساتھ رہو، کوئی زمانہ ایسا نہ ہو کہ معیت صادقین تمہیں حاصل نہ ہو اور جب شیخ کا انتقال ہوگیا تو فوراً دوسرا شیخ تلاش کرلو، کیوں کہ مردہ شیخ سے اصلاح نہیں ہوتی، زندہ شیخ سے ہوتی ہے، جس طرح مردہ ڈاکٹر سے علاج نہیں ہوتا، اولیاء اپنے مقابر میں باحیات ہوتے ہیں مگر وہ حیات زندہ کے اصلاح کے لئے کافی نہیں ہوتی، جیسے جنین ماں کے پیٹ میں زندہ ہوتا ہے مگر وہ زندگی دنیوی احکام کے لئے کافی نہیں ہوتی۔

شیخ سے استفادہ کے لئے صحبت کافی ہے بیان ضروری نہیں

بعض لوگ اہل اللہ کی صحبت کے لیے بیان کو ضروری سمجھتے ہیں، پوچھتے ہیں کہ بیان ہوگا یا نہیں؟ یاد رکھیں! ملاقات اور صحبت کے لیے بیان لازم نہیں ہے، کہیں صحبت کے لیے بیان لازم نہیں ہے، اگر ایک شخص حالتِ ایمان میں نبی کو دیکھ لے اور آپ ﷺ کچھ نہ فرمائیں تو صحابی ہوا یا نہیں؟ صحبت کے لیے بولنا ضروری نہیں خاموشی سے بھی فائدہ ہوتا ہے، یہ پوچھنا کہ آج بیان ہوگا یا نہیں؟ یہ دلیل ہے کہ سالک لذّتِ دیدار ولذتِ ملاقات سے نا آشنا ہے، کیا خالی ملاقات نعمت نہیں؟ یہ عاشق تقریر ہے اگر عاشق مقرر ہوتا تو یہ نہ پوچھتا بلکہ

کہتا کہ ملاقات ہوجائے گی یا نہیں؟ بس ملاقات ہوجائے یہی کافی ہے اور جنہوں نے اللہ والوں کی جوتیوں میں اپنے نفس کو مٹایا، خدائے تعالیٰ نے ان کی تقریر وتحریر میں بلکہ ہر بات میں اثر رکھ دیا، مولانا گنگوہی، مولانا قاسم نانوتوی اور حکیم الامت کو کیا ہوگیا تھا کہ حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گئے؟ حالاں کہ یہ خود بہت بڑے عالم تھے۔

اللہ والوں کی صحبت درحقیقت اللہ کی معیت ہے

جس کو تمنا ہو کہ میں اللہ کے پاس بیٹھ جاؤں، وہ کسی ولی اللہ کے پاس بیٹھ جائے، اہل اللہ ہر وقت ذکر میں مشغول رہتے ہیں، کبھی قلباً، کبھی قالباً، کبھی دل میں، کبھی جسم سے اور کبھی زبان سے، لہٰذا وہ اللہ کے جلیس ہیں کیوں کہ حدیثِ قدسی ہے ''اَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِیْ'' مجھے جو لوگ یاد کرتے ہیں میں ان کا ہم نشین ہوتا ہوں، ایسے لوگوں کے پاس جو بیٹھے گا تو اللہ کے ہم نشین کا ہم نشین، اللہ کا ہم نشین ہوگا، مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر تم چاہتے ہو کہ تم کچھ دیر خدا کے پاس بیٹھو تو وہ کسی ولی اللہ کے پاس بیٹھ جائے۔

؎ ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا   گو نشیند با حضور اولیاء

اہل اللہ سے ملاقات پر فرشتوں کی اہم دعا

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جب کوئی اللہ کے لیے کسی سے ملنے جاتا ہے تو ستّر ہزار فرشتے اس کیلیے دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ! اس کے تمام گناہوں کو معاف فرمادے، ستّر ہزار فرشتے دعائے مغفرت کریں یہ معمولی نعمت ہے؟ جب اس اللہ والے سے ملاقات کے لئے جائے تو یہ نعمت بدرجۂ اولیٰ حاصل ہوتی ہے، نیز ملاقات پر یہ دعا کرتے ہیں: یا اللہ! اس نے آپ کی وجہ سے آپ کے اس پیارے بندے سے ملاقات کی، لہٰذا آپ اس کو اپنے سے ملا لیجیے۔ ''رَبَّنَا اِنَّہٗ وَصَلَ فِیْکَ فَصِلْہُ'' یہی وجہ ہے کہ جو اللہ والوں سے اللہ کے لیے ملتے رہتا ہے بہت جلد اللہ والا ہوجاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا راستہ

اللہ تعالیٰ سے مصافحہ اور ملاقات کی کوئی صورت نہیں سوائے اس کے کہ کسی اللہ والے کے ہاتھ پر مرید ہو جائیں، شیخ کا ہاتھ اپنے شیخ کے ہاتھ میں ہے اور اس کا اپنے شیخ کے ہاتھ میں یہ سلسلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک تک پہنچتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ'' صحابہ! تم جو میرے نبی کے ہاتھ پر بیعت ہو رہے ہو، اس کو نبی کا ہاتھ مت سمجھو، وہ اللہ کا ہاتھ ہے، اس طرح اللہ کا مصافحہ ہوا، لیکن شرط یہ ہے کہ وہ صحیح معنوں میں اللہ والا ہو، متبع سنت و متبعِ شریعت ہو، سلسلۂ بزرگان کا صحبت یافتہ و اجازت یافتہ ہو۔

چراغ سے چراغ جلتے ہیں

دنیا میں جتنے ولی ہوئے ہیں سب کسی نہ کسی ولی کی محبت سے ولی ہوئے ہیں، کوئی چراغ دنیا میں نہیں جلتا مگر دوسرے چراغ سے، اگر کوئی چراغ بہت ہی قیمتی سونے کا بلکہ جواہرات وموتی کا ہو، کروڑ روپے کا ایک چراغ ہو لیکن اس کے پاس دوسرا جلتا ہوا چراغ نہ ہو تو وہ جل نہیں سکتا، وہ اپنے تیل وبتّی کی قیمت کے باوجود ظلمت اور اندھیرے میں رہے گا، خود بھی اندھیروں میں رہے گا اور دوسروں کو بھی اندھیروں میں رکھے گا، معمولی چراغ سے بھی لگا دو، جل جائے گا اسی طرح جو کسی ولی اللہ کی محبت میں، اللہ کی محبت کے چراغ والوں کے پاس بیٹھ جائے گا تو اسکا چراغ بھی اِن کے چراغ سے محبت کی روشنی پالے گا۔

اکابر کا اپنے کو مشائخ کے سامنے مٹانے کی چند جھلکیاں

جو اللہ والا ہوتا ہے وہ دعویٰ نہیں کرتا کہ میں اللہ والا ہوں اگر وہ کہتا ہے کہ میں اللہ والا ہوں تو پھر سمجھ لو کہ وہ اللہ والا نہیں ہے، مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے ؎

کچھ ہونا مرا ذلت وخواری کا سبب ہے یہ ہے مرا اعزاز کہ میں کچھ بھی نہیں ہوں

☆ مولانا اسماعیل شہیدؒ کا واقعہ

بعض لوگ چاہتے ہیں کہ جب شیخ کے یہاں جاؤں تو تکیہ، مسند ملے، واہ واہ ہو، کہا جائے کہ آگے تشریف لایئے، حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''یہ عاشق نہیں ہیں''، عاشق تو مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے شیخ سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں جہاں لوگ جوتے اتارتے تھے وہاں بیٹھتے تھے اور جب نیند آتی تھی تو اپنے شیخ سید احمد شہید کا جوتا اپنے سر کے نیچے رکھ کر سو جاتے تھے، جو اپنے کو اتنا مٹاتا ہے وہی اللہ والا ہوتا ہے، خواجہ صاحب کا شعر ہے:

ہم خاک نشینوں کو نہ مسند پہ بٹھاؤ یہ عشق کی توہین ہے اعزاز نہیں ہے

حضرت گنگوہیؒ کا واقعہ: حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر روٹی رکھی اور روٹی کے اوپر آلو کی ترکاری رکھ دی، دسترخوان بھی نہیں بچھایا اور پلیٹ بھی نہیں دی، جیسے کسی بھیک منگے کو دیا جاتا ہے، قطب العالم مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حاجی صاحب مجھے کن انکھیوں سے دیکھ رہے تھے کہ آیا اس کو کچھ تکلیف ہو رہی ہے یا نہیں یعنی یہ اپنی توہین سمجھ رہا ہے یا مست ہو رہا ہے؟ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ پر وجد طاری ہو گیا کہ شکر ہے کہ آج میرے شیخ نے میرے ساتھ وہ معاملہ کیا جو عشق میں ہونا چاہیے۔

اکابرین امت کی جھلیاں

حکیم اختر صاحبؒ فرماتے ہیں ''مولانا رومی نے شرم نہیں کی کہ میں ''بخاری'' پڑھاتا ہوں، معقول اور منقول کا جامع بڑا عالم ہوں، میں کیوں کسی اللہ والے کی جوتیاں اٹھاؤں۔

مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو حیاء نہیں آئی، مولانا رشید احمد گنگوہی کو حیاء نہیں آئی، حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نور اللہ مرقدہٗ کو حیاء نہیں آئی حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کی جوتیاں اٹھاتے ہوئے۔

☆ آج جو ''شرح جامی'' اور '' کنز الدقائق'' پڑھ لیتا ہے وہ بھی اللہ والوں کو خاطر میں نہیں لاتا، یہی وجہ ہے کہ قربانی کی کھال کے پیچھے ان کو گالیاں مل رہی ہیں، مولانا قاسم صاحب نانوتوی قربانی کی کھال لینے گئے تھے؟ مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کسی کے دروازے پر گئے تھے؟ آج بھی مفتی محمد تقی عثمانی صاحب، مفتی رفیع عثمانی صاحب حدیث وفقہ کے اساتذہ نے اپنی اصلاح کے لیے ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی جوتیاں اٹھائی ہیں، نفس مٹتا ہی اسی سے ہے، نفس کے مٹنے کی بجز اس کے کوئی شکل نہیں، جن علماء نے اللہ والوں کی جوتیاں اٹھائیں اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی عزت دی کہ امیروں کو ان کے دروازے پر بھیجا وہ کسی کے دروازے پر نہیں گئے۔

اولیاء اللہ کی صحبت سے تربیت پانے کی مثال

روغن گلاب بنانے کے لئے کچھ دن تل کو گلاب کے پھول کی صحبت میں رکھتے ہیں، کچھ راتیں گلاب کی صحبت سے تل خوشبو دار ہوجاتا ہے، پھر وہ روغن گل کہلاتا ہے تل کا تیل نہیں کہلاتا، جو تل گلاب کے پھول کی خوشبو اپنے اندر بسالے تو اس کا نام ''روغن گل'' گلاب کے پھول کا تیل ہوجاتا ہے، خاصیت بدل جاتی، قیمت بدل جاتی ہے، اب اگر کوئی اس کو تل کا تیل کہے گا تو اس پر عدالت میں ہتکِ عزت کا مقدمہ دائر ہوگا کہ میں نے تو گلاب کے پھولوں میں رہ کر مجاہدہ کیا ہے لہٰذا اب میرا نام روغن گل ہے، اب میں تلّی کا تیل نہیں ہوں

روغن گل روغن کنجد نہ ماند

ایسے ہی عام انسان اللہ والوں کی صحبت کی برکت سے نام، خاصیت اور قیمت بھی بلند ہوجاتی ہے، اب اسکا شمار اللہ کے خاص بندوں میں شمار ہوتا ہے، اخلاصِ نیت سے تو ان شاء اللہ وہ دن بھی آئے گا کہ دل گواہی دے گا

تو نے مجھ کو کیا سے کیا شوقِ فراواں کر دیا پہلے جاں پھر جانِ جاں پھر جانِ جاناں کر دیا

اور یہ بھی کہے گا کہ

تمنا ہے کہ اب کوئی جگہ ایسی کہیں ہوتی　　اکیلے بیٹھے رہتے یاد ان کی دل نشیں ہوتی

مشائخ نائبین نوح علیہ السلام ہوتے ہیں

جب طوفانِ نوح آیا تو حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے کا حکم ہوا، جو لوگ ان کی کشتی میں بیٹھ گئے وہ طوفان سے بچ گئے، جنہوں نے مذاق اُڑایا کہ جب اتنا طوفان آئے گا تو یہ کشتی کیا کرے گی؟ یہ نہیں سوچا کہ کشتی چلانے والا کیسا ہے؟ کشتی کو تو دیکھا کہ لکڑی کی ہے لیکن کشتی چلانے والے کو نہ دیکھا کہ وہ پیغمبر اور نبی ہے، لہٰذا جو ظالم کشتی میں نہیں بیٹھے وہ ڈوب گئے اور جو لوگ کشتی میں بیٹھ گئے بچ گئے، مولانا روم مثنوی میں فرماتے ہیں کہ اس زمانے میں بھی نائبِ حضرتِ نوح یعنی اللہ والوں کی کشتیاں موجود ہیں　　بیا! در کشتیٔ بابا نشیں

ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت پیارا شعر اپنی مجلس میں سنایا کرتے تھے کہ اللہ سے ملنے کا ایک ہی راستہ ہے

ان سے ملنے کی ہے یہی ایک راہ　　ملنے والوں سے راہ پیدا کر

ایک اور شعر میں فرماتے ہیں

ان ہی کو وہ ملتے ہیں جن کو طلب ہے　　وہی ڈھونڈتے ہیں جو ہیں پانے والے

صحبتِ صالحین کے تصور سے بھی دل میں نور پیدا ہوتا ہے

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ والوں کی مجلس اور ان کی صحبت سے اور ان کے تذکرہ سے تو نور پیدا ہوتا ہی ہے، میں ترقی کر کے کہتا ہوں کہ ان کا خیال بھی دل میں آجائے تو نور پیدا ہو جاتا ہے۔

☆اہل اللہ کی صحبت میں اللہ سے دعا مانگنا مستحب ہے

ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ''مشکوٰۃ'' کی شرح ''مرقاۃ'' میں لکھتے ہیں کہ :صالحین کے پاس دعا مانگنا مستحب ہے۔ ''فَاِنَّ الدُّعَاءَ یُسْتَحَبُّ عِنْدَ حُضُوْرِ الصَّالِحِیْنَ'' کتنی پیاری وجہ بیان کی کہ :اللہ والوں کے تذکرہ سے رحمت نازل ہوتی ہے، چہ جائے جہاں خود اللہ والے موجود ہوں، وہاں کتنی رحمتیں نازل ہوتی ہوں گی۔ ''فَاِنَّ الرَّحْمَةَ تَنْزِلُ عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِیْنَ، فَضْلًا عِنْدَ وُجُوْدِهِمْ''

ہر زمانے میں شمس الدین تبریزی ہوتے ہیں

حکیم اختر صاحب ؒ فرماتے ہیں کہ :اگر مجنون و مجذوب شمس الدین تبریزی کی صحبت نے مولانا رومی کو ولی اللہ بنایا تھا تو وہ ہی مجنون بھی بہت بڑا ولی اللہ تھا، افسوس کہ ہم کو کوئی شمس الدین تبریزی نہ ملا جو اس کے عشقِ لیلیٰ کو عشقِ مولیٰ سے تبدیل کر دیتا لیکن میں آپ سے عرض کرتا ہوں ہ ہر زمانے میں شمس الدین تبریزی ہوتے ہیں مگر پہچاننے کے لیے نظر ہونی چاہیے، جو دنیا والوں کے عشقِ لیلیٰ کو عشقِ مولیٰ سے تبدیل کر دیتا ہے، کیوں کہ محبت کا مادّہ سب میں ہے، جس پٹرول سے کار مسجد تک آتی اسی پٹرول سے فلم ٹھیٹر بھی جا سکتی ہے، محبت بری نہیں بلکہ اس کا رخ غلط ہے، اس روخ کو صحیح کرنے والا ہی وقت کا تبریزی ہوتا ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کے اخلاص کا کارنامہ

اخلاص صرف صحبت اہل اللہ سے نصیب ہوتا ہے، اللہ والوں کی صحبت سے بندہ بڑی سے بڑی عبادت کر کے بھی نہیں اِتراتا، قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر لکھی ،فقہ حنفی کی مشہور تفسیر ،مگر نام ''تفسیر ثنائی'' نہیں رکھا، نام رکھا ''تفسیر مظہری'' اپنا نام بھی نہیں آنے

دیا، اپنی تفسیر کا نام اپنے شیخ ''حضرت مظہر جانِ جاناں'' کے نام پر رکھ دیا، آج دنیا ان کی اس تواضع کی مدّاح ہے، یہی تواضع تو ملتی ہے اللہ والوں سے اور سارے عالم کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے، بڑے سے بڑے عہدے پر ہو کر بھی اپنے کو کچھ نہیں سمجھتے۔

قیامت ہے ترے عاشق کا مجبورِ بیاں رہنا سراپا داستاں ہوتے ہوئے بے داستاں رہنا

یعنی سب کچھ سینے میں لیے ہیں اور زبان خاموش ہے، کہ ہمارے پاس کچھ نہیں ہے۔

☆ شقاوت سے بچنے کا راستہ صحبت اولیاء ہے

حدیث میں شقاوت سے پناہ مانگی گئی ہے ''وَدَرْکِ الشَّقَآءِ'' اگر شقاوت سے بچنا ہو تو اللہ والوں کے جلیس بن جاؤ، کیونکہ حدیث میں ہے ''لَا یَشْقٰی بِہِمْ جَلِیْسُہُمْ'' بدبختی و بدنصیبی سے بچنے کا منصوص راستہ صحبتِ اہل اللہ ہے، اور یہ حفاظت حالاً و استقبالاً ہے، کیوں کہ ''لَا یَشْقٰی'' مضارع ہے، مستقبل کی بدنصیبی سے بھی اس میں حفاظت کی ضمانت ہے، شقاوت سے فی الحال بھی محفوظ اور آیندہ بھی محفوظ رہو گے۔

اہل اللہ کی صحبت سے دین کا فہم نصیب ہوتا ہے

ایک مَن علم کے لیے دس مَن عقل و فہم کی ضرورت ہوتی ہے، علم کے ساتھ اللہ والوں کی صحبتوں سے دین کی سمجھ بھی حاصل کرنی چاہیے، محض علم سے ذہن میں وہ ذکاوت اور نورانیت نہیں آتی جو اہل اللہ کی صحبت سے آتی ہے:

☆ حضرت ابن مسعودؓ کی فہم کا واقعہ

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کا خطبہ کھڑے ہو کر پڑھتے تھے یا بیٹھ کر؟ تو آپؓ نے فرمایا: کیا تم نے یہ آیت تلاوت نہیں کی: وَ اِذَا رَاَوا تِجَارَۃً اَو لَھوَاِ انفَضُّوا اِلَیھَا وَ

تَرَکُوکَ قَآئِمًا کہ میرے نبی کو "قَائِمْ "یعنی کھڑا ہوا چھوڑ گئے، حضور ﷺ کھڑے ہوکر جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے، ابھی صحابہ کی مکمل تربیت نہیں ہوئی تھی، قانون نہیں جانتے تھے کہ خطبہ چھوڑ کر جانا ناجائز ہے، مگر اس وقت شدید قحط تھا، سوچا کہ اگر ہم نہیں جائیں گے تو غلّہ ختم ہوجائے گا، اگرچہ سب نہیں گئے تھے، بارہ صحابہ رہ گئے تھے، علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ اگر یہ بارہ صحابی بھی نہ رہتے تو اللہ کے غضب کی آگ برس جاتی، ان کے طفیل سب بچ گئے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیت سے ثابت کیا کہ نبی کریم ﷺ خطبہ کھڑے ہوکر فرماتے تھے، معلوم ہوا کہ جمعہ کا خطبہ کھڑے ہوکر دینا قرآن سے ثابت ہے۔

☆ حضرت عمرؓ کی فہم کا واقعہ

حضرت حسن بصریؒ سے ایک شخص نے کہا کہ میری شادی کے لیے دعا کریں، حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ استغفار کیا کرو، کسی نے پوچھا کہ حضرت! استغفار سے شادی کا کیا تعلق ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ نوح میں وعدہ فرمایا ہے: اِستَغفِرُوا رَبَّکُم اِنَّہٗ کَانَ غَفَّارًا، یُرسِلِ السَّمَآءَ عَلَیکُم مِدرَارًا وَّ یُمدِدکُم بِاَموَالٍ وَ بَنِینَ وَ یَجعَل لَّکُم جَنّٰتٍ وَّ یَجعَل لَّکُم اَنھٰرًا "تم اپنے رب سے استغفار کرو، وہ بڑے غفور اور رحیم ہیں، آسمان سے بارش نازل ہوگی، قحط دور ہوگا اور مال و اولاد بھی دیں گے، باغات بھی دیں گے اور نہریں بھی دیں گے" اس نے کہا حضرت! اس میں ایسا تو کوئی ذکر نہیں ہے کہ شادی بھی ہوگی، حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ تم بڑے عجیب آدمی ہو، کیا اولاد کا وعدہ نہیں ہے؟ جب اولاد دیں گے تو بیوی کے بغیر دیں گے؟ اولاد کا وعدہ ہے تو اس کا مطلب ہے کہ شادی ہوگی تب ہی تو اولاد ملے گی، یہ تَفَقُّہ اور علم میں برکت اہل اللہ کی صحبتوں سے حاصل ہوتی ہے، لوگ یہ آیتیں پڑھتے رہتے ہیں لیکن کسی کا ذہن اس طرف نہیں گیا کہ استغفار کرنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے شادی ہونے اور بیوی ملنے کا بھی اعلان ہے۔

صحبتِ اہل اللہ سے تقدیر بدلتی دیکھی ہے

حضرت ڈاکٹر عبد الحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حکیم اختر صاحب ؒ سے فرمایا: میں تمہیں میرے پیر (حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ) کی ایک بات بتاتا ہوں، کسی نے حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ پارس میں یہ خاصیت کیوں ہے کہ لوہا اس سے چھوتے ہی سونا بن جاتا ہے؟ فرمایا: صحبت کی وجہ سے! مشاہدہ کرلو، کیسے کیسے شرابی، کبابی صحبت کی برکت سے اللہ والے بن گئے۔

☆ عبدالحفیظ جونپوری ؒ کا واقعہ

اللہ والوں کی صحبت سے تقدیریں بدل جاتی ہیں، بہت ہی مبارک بندہ ہے وہ جو اللہ والوں سے تعلق کرلے، جو اللہ کے دوستوں سے دوستی کرلے، اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ یہ ہماروں کا ہمارا ہے، ہمارے دوستوں کا دوست ہے، لہٰذا اس پر بھی فضل فرما دیتے ہیں اور اس کو بھی اپنا بنالیتے ہیں، جون پور کے ایک شاعر جن کا نام عبدالحفیظ تھا شراب پیتے تھے، یہ سن کر تھانہ بھون گئے کہ وہاں انسان، انسان بنتے ہیں شاید یہ شرابی بھی انسان بن جائے، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوگئے اور بیعت بھی کیسے ہوئے کہ خانقاہ تھانہ بھون میں چند دن قیام سے داڑھی جو تھوڑی سی بڑھ گئی تھی وہ بیعت ہونے سے پہلے منڈوالی اور حضرت تھانوی سے درخواست کی کہ حضرت! مجھے بیعت کرلیجیے! حضرت نے فرمایا کہ جب بیعت ہی ہونا تھا تو اللہ کا نور جو چہرے پر آگیا تھا اس کو کیوں صاف کیا؟ عرض کیا کہ حضرت! آپ حکیم الامت ہیں میں مریض الامت ہوں، مریض کو چاہیے کہ حکیم کے سامنے اپنا سارا مرض پیش کردے تاکہ نسخہ اسی طاقت سے لکھا جائے، یہ عمل تو بظاہر صحیح نہیں تھا، لیکن چوں کہ نیت اچھی تھی اس لیے حضرت نے اس پر گرفت نہیں فرمائی، پھر خود ہی عرض کیا کہ اب کبھی داڑھی پر اُسترا نہیں لگاؤں گا، بیعت کے بعد جون پور آگئے، ایک سال کے بعد حضرت وعظ کے سلسلے میں جونپور

تشریف لے گئے دیکھا کہ ایک بڑے میاں ایک مشت داڑھی رکھے ہوئے ملاقات کی، فرمایا کہ یہ بڑے میاں کون ہیں؟ عرض کیا گیا کہ یہ وہی بڑے میاں ہیں جو تھانہ بھون میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کئے تھے، حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان کا خاتمہ بڑا اچھا ہوا، تین دن تک گھر میں روتے رہے، اللہ کا خوف طاری ہوگیا، کمرے میں اِدھر سے اُدھر ایک دیوار سے دوسری دیوار تک تڑپ کے جاتے تھے اور روتے تھے، اسی طرح رو رو کے جان دے دی اور اس خوف کی حالت میں اللہ کے پاس چلے گئے اور آپؒ اپنے دیوان سے یہ اشعار پڑھا کرتے تھے ۔

مِری کھل کر سیہ کاری تو دیکھو | اور ان کی شانِ ستاری تو دیکھو
گڑا جاتا ہوں جیتے جی زمیں میں | گناہوں کی گراں باری تو دیکھو
ہوا بیعت حفیظ اشرف علی سے | باایں غفلت یہ ہشیاری تو دیکھو

صحبت یافتہ اور غیر صحبت یافتہ کا فرق

حضرت حکیم الامت نے فرمایا کہ اہل اللہ کا صحبت یافتہ ایک عالم میرے پاس لاؤ اور ایک عالم ایسا لاؤ جو اللہ والوں کا صحبت یافتہ نہ ہو، دونوں بہت بڑے عالم ہوں مگر مجھے نہ بتایا جائے اور مجھے پانچ منٹ کا وقت دیا جائے، میں بتادوں گا کہ یہ عالم اللہ والوں کا تربیت یافتہ ہے اور یہ عالم تربیت یافتہ نہیں ہے، میں اس کے اندازِ گفتگو سے، اس کے چہرے اور کندھوں کے نشیب وفراز سے اور الفاظ کے استعمال سے اور آنکھوں اور چہرے سے بتادوں گا کہ یہ شخص اللہ والوں کا صحبت یافتہ ہے یا نہیں؟

☆صحبتِ اہل اللہ وغیرہ صحبت یافتہ کے علم میں فرق

اہل اللہ کی صحبت وخدمت وتربیت کی برکت سے جو عالم اللہ والا ہوجاتا ہے اس کے علم میں اور غیر تربیت یافتہ عالم کے علم میں جو فرق ہوتا ہے اسے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں :ایک حوض کھود دیے اور اس میں پانی بھر دیجیے اور پھر پانی نکالنا شروع کر دیجیے کب تک چلے گا؟ آخر ایک دن ختم ہو جائے گا، اور اگر اتنی کھدائی کی جائے کہ چشمہ جاری ہو جائے، زمین کے نیچے سے پانی نکل آئے تو اس حوض کا پانی ختم نہیں ہوگا، یہی فرق ہے صحبت یافتہ اور غیر صحبت یافتہ عالم میں، اللہ والوں کی جوتیاں اٹھانے سے، گناہوں سے بچنے سے، ذکر وفکر کے دوام سے یعنی صحبت اہل اللہ اور دوام ذکر اللہ اور تفکر فی خلق اللہ سے عطا ہوتا ہے جو علم عطا ہوتا ہے وہ چشمہ کی طرح جاری رہتا ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا جیسے پانی کا چشمہ جس سے پانی ہمیشہ نکلتا رہتا ہے، حضرت شمس الدین تبریزی کی چند دن کی صحبت کے بعد مولانا رومی پر حق تعالیٰ نے علوم کے دریا کھول دیے، مولانا رومیؒ جب صاحب نسبت ہوئے تو ساڑھے اٹھائیس ہزار اشعار اللہ نے ان کی زبان سے نکلوائے اور جس پر نظرِ عنایت کی صاحبِ نسبت ہو گیا۔

☆صحبت اہل اللہ کی برکت سے غصہ جاتا رہتا ہے

حدیث میں ہے کہ جو شخص اپنے غصہ کو روک لے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنا عذاب اس سے روک لیں گے۔ ''مَنْ كَفَّ غَضَبَهٗ كَفَّ اللّٰهُ عَنْهُ عَذَابَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ'' غصہ روکنے میں تکلیف ہوتی ہے، بندہ اللہ کے لیے یہ تکلیف اٹھاتا ہے تو اس مجاہدہ پر اتنا بڑا انعام ملتا ہے لیکن یہ مجاہدہ بھی اہل اللہ کی صحبت کی برکت سے آسان ہو جاتا ہے، حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک شخص نے لکھا کہ حضرت! مجھ میں غصہ کا مرض ہے اس کا علاج عطا فرمائیے! حضرت نے ان کو تحریر فرمایا کہ : آپ لکھنؤ میں انوار بک ڈپو کے مالک مولوی محمد حسن کاکوروی صاحب کی خدمت میں جایا کیجیے، کچھ عرصہ بعد اس شخص نے حضرت حکیم الامت کو لکھا کہ حضرت! میرا غصہ جاتا رہا، میں مولوی صاحب کی خدمت میں جاتا رہتا ہوں لیکن انہوں نے تو کبھی غصہ کے متعلق مجھے کوئی نصیحت بھی نہیں کی پھر بھی مجھے اتنا فائدہ ہوا؟ حضرت نے فرمایا : کیوں کہ مولوی صاحب حلیم الطبع ہیں ان کے دل میں صبر وحلم اور

برداشت کا مادّہ بہت ہے، ان کے قلب کی صفت حِلم آپ کے قلب میں منتقل ہوگئی، سچ ہے کہ اللہ والوں کی صحبت سے قلب میں اعمالِ صالحہ کی ایک زبردست قوت وہمت اور توفیق پیدا ہوجاتی ہے، چالیس چالیس سال سے انسان جس گناہ کو چھوڑنے کی طاقت نہ پاتا ہو اللہ والوں کے پاس چند دن رہ کرکے دیکھے کہ کیا ہوتا ہے۔

☆حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہلِ محبت کی محبت مانگی ہے

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا ہے کہ "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ حُبَّکَ وَ حُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَحُبَّ عَمَلٍ یُّقَرِّبُ اِلٰی حُبِّکَ" اے اللہ! میں آپ سے آپ کی محبت کا طالب ہوں اور اس کی محبت کا بھی جو آپ کا محب ہے اور اس عمل کی محبت کا بھی جو آپ کی محبت سے قریب تر کردے۔ یہاں عاشقانِ حق کی محبت کو ان اعمال پر مقدم کیا گیا جو حق تعالیٰ کی محبت سے قریب کرتے ہیں جس سے حبِّ شیخ کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے، کیوں کہ جس کو واصل باللہ جان کر راہ نما بنایا گیا ہو اس کی محبت جتنی بھی زیادہ ہوگی اسی قدر جلد وصول الیٰ اللہ کی ضامن ہوگی، کیونکہ اس عاشق حق کی محبت کی برکت سے اعمالِ تقرب کی محبت اور توفیق ہوگی (صغریٰ) اور اعمالِ تقرّب ذریعہ ہوگا وصول الیٰ اللہ کا (کبریٰ) تو اہل اللہ کی محبت وصول الی اللہ کا ذریعہ ہوگا۔ (نتیجہ) پس حبِّ شیخ سے بڑھ کر محبتِ حق کے حصول کے لیے کوئی عمل مؤثر نہیں۔

محبتِ شیخ تمام مقامات کی مفتاح ہے

☆ علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شیخ کی محبت ایک بے بہا شے ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کا اس سے بہتر کوئی ذریعہ نہیں۔

☆حکیم اختر صاحبؒ فرماتے ہیں : میں نے اپنے شیخ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ : مجھے آپ کی محبت بے انتہا محسوس ہوتی ہے، تو میرے شیخ نے لکھا کہ : محبتِ شیخ تمام مقامات کی مفتاح ہے، اللہ کے راستے کے تمام مقاماتِ قرب کی کنجی ہے، کنجی جتنی اچھی ہوتی

ہے اتنی ہی جلدی تالا کھلتا ہے اور کنجی جتنی خراب ہوگی تالا اتنی ہی مشکل سے کھلے گا، اللہ تعالیٰ کی محبت بقدر شیخ کی محبت کے عطا ہوتی ہے، جتنی زیادہ شیخ کی محبت ہوگی اتنی زیادہ اللہ کی محبت عطا ہوگی، اگر شیخ سے تعلق ڈھیلا ڈھالا ہوگا تو اس کے دل میں اللہ کا تعلق بھی ڈھیلا ڈھالا ہوگا، تاریخ میں ایک مثال بھی نہیں ملتی کہ شیخ سے کسی کا تعلق ڈھیلا ڈھالا رہا ہو اور اس کو اللہ کی محبت کا عظیم خزانہ مل گیا ہو۔

☆محبتِ شیخ کتنی مطلوب ہے؟

حکیم اختر صاحبؒ فرماتے ہیں کہ : پیر کی کتنی محبت ہونی چاہیے؟ فرمایا: حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''اَلْمَرْءُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِهٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُّخَالِلُ'' انسان اپنے خلیل اور گہرے دوست کے دین پر خودبخود ہوجاتا ہے، اگر شیخ سے اتنی محبت ہوجائے کہ وہ ہمارے قلب میں خلیل ہوجائے تو اس کی تمام ادائیں ہمارے اندر خودبخود آجائیں گی، وہی دردِ دل، وہی آہ و فغاں، وہی غضِ بصر، وہی تقویٰ تمہارے اندر بھی منتقل ہوجائے اور جب تک یہ ادائیں اس کے اندر نہیں آرہی ہیں تو صحبتِ شیخ اس کے لیے نفعِ کامل کا ذریعہ نہیں بن رہی ہے، سالک کی نالائقی یا عدمِ اتباع کی وجہ سے، اگر شیخ تمہارا خلیل ہوتا، اور ''عَلٰی سَبِیْلِ الخُلَّة'' شیخ کی محبت نصیب ہوتی تو شیخ کی راہ میں اور سالک کی راہ میں فرق نہ ہوتا، جب تک شیخ اور مرید کے راستے میں فرق ہے اس وقت تک اللہ تعالیٰ سے شیخ کی محبت ''عَلٰی سَبِیْلِ الخُلَّة'' مانگو، اے اللہ! شیخ کو میرے قلب میں اتنا محبوب کردے کہ وہ میرا خلیل ہوجائے، جب شیخ کی محبت خُلّت کے درجہ میں پہنچ جائے گی تو اس کے مشورے پر اتباعِ کامل کی توفیق ہوگی، یہ شرح اللہ تعالیٰ نے ابھی میرے دل کو عطا فرمائی۔

حسی نعمتوں کی طرح روحانی نعمتیں بھی مل جاتی ہیں

جیسے لوگ حضراتِ مشائخ کو بہترین غذائیں کھلانے کی کوشش کرتے ہیں تو وہیں خادموں کو بھی کھلاتے ہیں، حسّی نعمتوں کا جس طرح یہ حال ہے تو اسی طرح روحانی معاملہ

اور جنت میں بھی ان شاء اللہ تعالیٰ معاملہ ہوگا، چنانچہ اولیاء اللہ کی صحبت کا یہ انعام دنیا میں یہ ہے کہ ان کی صحبت کے فیض سے شقاوت سعادت سے تبدیل ہو جاتی ہے اور قلب میں اعمالِ صالحہ کی ہمت وتوفیق عطا ہو جاتی ہے۔

اللہ والوں سے اللہ لینے جائیں، غیر اللہ لینے نہیں!

حضرت شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ تم لوگ اللہ والوں کے پاس تب جاتے ہو، جب کوئی بیماری ہو تو دَم کرالیں، نوکری خطرہ میں ہو تو تعویذ لے لیں، فیکٹری ڈوبتی نظر آئے تو ان سے تعویذ مانگ لیں، وغیرہ، لیکن بتاؤ! جب تم مٹھائی والوں سے مٹھائی لیتے ہو، امرود والوں سے امرود لیتے ہو، کپڑے والے سے کپڑا خریدتے ہو، کبھی تم نے کپڑے والوں سے مٹھائی نہیں مانگی اور مٹھائی والوں سے کپڑا نہیں مانگا، تو تم اللہ والوں سے اللہ کو کیوں نہیں لینے جاتے ہو؟ وہاں جا کر تم غیر اللہ ہی مانگتے ہو۔

شیطان کے مکر سے بچنے کے لئے صحبتِ اہل اپنائے

جو شخص شیطان کے وساوس کا جواب دیتا رہے گا شیطان اس کو پاگل کر دے گا، چونکہ وساوِس کی انتہاء نہیں ہے، سہل طریقہ یہ ہے کہ اس کو جواب ہی نہ دیں، بس یہی کہیں کہ اللہ! تیرا شکر ہے کہ تو نے اس کا اختیار وسوسہ ڈالنے تک ہی رکھا، عمل پر مجبور کرنے کی طاقت نہ دی، دوسرا اسہل طریقہ بزرگوں کی صحبت کا اہتمام کریں، ان کی صحبتوں کی برکت سے اللہ تعالیٰ ابلیس کے تمام مکر وکید کو ختم کر دیتا ہے، کیوں کہ اہل اللہ اسم ہادی کے مظہر ہیں، اسمِ ہادی کی تجلی ان پر ہوتی ہے، ان کی صحبت کی برکت سے پاس بیٹھنے والوں پر بھی وہ تجلی پڑ جاتی ہے اور ابلیس اللہ تعالیٰ کے اسمِ مُضل کا مظہر ہے، گمراہ کرنے کی طاقت کا ظہور اس پر ہوتا ہے، اسمِ مُضل کے مقابلے میں اسم ہادی کے سائے میں آجایئے۔

صحبت اِہل اللہ کی افادیت کے لیے بنیادی شرط

نمک کی کان میں گدھا گرگیا کچھ دن بعد وہ نمک بن جاتا ہے، صحبت کا اثر ہوا، اگر ہم نالائق بھی ہیں انسانیت کے لحاظ سے پست ہیں، مگر کسی اللہ والے کے پاس کچھ دن رہ لیں تو ہمارا نالائق نفس لائق ہی نہیں بلکہ ولی اللہ ہوجائے گا، مگر ایک شرط ہے، گدھا نمک جب تک سانس لیتا رہتا ہے اس وقت تک نمک نہیں بنتا، گدھے کا گدھا ہی رہتا ہے، جب مرجاتا ہے تب نمک بنتا ہے، ایسے ہی نفس کو جب مٹادو گے تب ولی اللہ بنو گے، جب تک نفس کو زندہ رکھیں گے نالائق ہی رہیں گے، مگر مٹانا بھی اللہ والوں کی صحبت میں رہنے سے ہی نصیب ہوگا۔

منزل سے پہلے راہ بر کی تلاش کریں: مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؂

من نہ جویم زیں سپس راہِ اثیر　　　　پیر جویم پیر جویم پیر پیر

میں پہلے اللہ کا راستہ ہرگز نہیں ڈھونڈوں گا، پہلے اللہ والوں کو مرشد اور پیر کو ڈھونڈوں گا، جن کے ذریعے خدا ملتا ہے، اللہ ہماری منزل ہے مگر ہمیں راہ بر چاہیے جو ہمیں اللہ تک پہنچنے کا راستہ بتائے۔

ذکر اللہ میں شیخ کے مشورے کی ضرورت کیوں؟

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ شیخ کے مشورہ سے ذکر کرنا کیوں ضروری ہے؟ کیا اللہ کا ذکر ہمیں اللہ تک نہیں پہنچا سکتا؟ فرمایا: کام تو ذکر ہی بناتا ہے جیسے کاٹتی تو تلوار ہی ہے، مگر جب کسی کے ہاتھ میں ہوتی ہے، زمین پر پڑی ہوئی تلوار کام نہیں کرتی، لہٰذا اللہ تک پہنچانے میں کام تو ذکر ہی بنائے گا مگر شیخ کے ہاتھ میں ہاتھ ہو۔

☆ زیارتِ شیخ کا انعام

حکیم اختر صاحبؒ سے بنگلہ دیش کے ایک عالم نے پوچھا کہ: ماں باپ کو ایک نظر دیکھنے

سے حجِ مقبول کا ثواب ملتا ہے تو شیخ کو دیکھنے سے کیا ملتا ہے؟ کیسا سوال ہے اور سائل بھی عالم ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ماں باپ کو رحمت کی نظر سے دیکھنے سے ایک حجِ مقبول کا ثواب ملتا ہے یعنی خانۂ خدا کی زیارت ہوتی ہے اور شیخ کو دیکھنے سے خدا ملتا ہے، ماں باپ کو دیکھنے سے گھر کی زیارت ہوتی ہے اور شیخ کو دیکھنے سے گھر والے کی زیارت ہوتی ہے، اس کی دلیل حدیث میں ہے کہ اللہ والے وہ ہیں کہ جب ان کو دیکھا جائے تو اللہ یاد آجائے۔ ''اِذَا رُءُوْا ذُکِرَ اللّٰہُ''

☆ اہل اللہ دنیا نہیں چھڑواتے بلکہ پرسکون بنادیتے ہیں

جن رئیسوں اور مالداروں نے بھی اللہ والوں کی صحبت اٹھائی، ان کا دین دیکھ لیں مال و دولت بے شمار ہے، لیکن اللہ کی محبت غالب ہے، جگر کہتے ہیں۔

میرا کمالِ عشق بس اتنا ہے اے جگر وہ مجھ پہ چھا گئے میں زمانے پہ چھا گیا

اللہ والے آپ کی دنیا نہیں چھینیں گے بلکہ اور زیادہ پُرسکون بنادیں گے حکیم اختر صاحبؒ کا عجیب درد بھرا شعر ہے۔

جان دے دی میں نے ان کے نام پر عشق نے سوچا نہ کچھ انجام پر

اللہ تعالیٰ جان مانگیں تو جان فدا کردو، چوں کہ ہمیں اللہ والوں کی صحبت نہیں ملی، چونکہ ہم گدھوں میں رہے ہیں جو مری ہوئی بھینس تلاش کرتے ہیں، کوئی مردہ ہو اس کو کھاتے ہیں، اس لئے دنیائے مردار میں پھنسے ہوئے ہیں، ہم کو نفس کی فطرت نے یہی گندگی دکھائی، ذرا شاہی بازوں کے ساتھ رہیں، اللہ والوں کے ساتھ رہیں تو آپ کی دنیا بھی برکت والی پرسکون ہوجائے گی۔

چند دن صحبتِ اہل اللہ پالو پھر محبت اِلٰہی کی لذّت دیکھو!

کسی اللہ والے سے اللہ کی محبت کو دل میں پالیں، آپ سے بڑا دنیا میں کوئی مال دار نہیں ہوگا، خالق دو جہاں جس کے ساتھ ہو اس کی قیمت کا کیا پوچھنا ہے؟ اور ایسا مزہ ایسا مزہ

ملے گا جس کی لذت کو دنیا کی کوئی لغت بیان نہیں کرسکتی، جو سارے عالم کو شکر دے سکتا ہے، وہ خود کتنا میٹھا ہوگا؟ سارے عالم کے گنّوں میں رس کون پیدا کرنے والا، اگر خدا گنّوں میں رس نہ دے تو گنّے مچھر دانی کے ڈنڈے ہوجائیں تو جو اللہ سارے عالم کو شکر دیتا ہے اس کی مٹھاس کا کیا عالم ہوگا؟ لیکن ہمیں کیوں محسوس نہیں ہوتا؟ کیوں کہ ہمیں دنیا کی محبت کا ملیریا چڑھا ہوا ہے۔ جسے بخار ہے، قے ہورہی ہے، اسے کباب، بریانی کا مزہ آئے گا؟ چند دن کسی اللہ والے کے ساتھ رہ لو پھر دیکھو کہ اللہ کا نام لینے میں کیا مزہ آتا ہے۔

☆صحبت سے استفادہ کی حسی مثال

یک تالاب میں مچھلیاں ہیں اور دوسرا تالاب مچھلیوں سے خالی ہے، اگر خالی تالاب چاہتا ہے کہ وہ بھی مچھلیوں والا بن جائے تو مچھلیوں کے تالاب سے اپنی سرحد ملالے، جب پانی کی سرحدیں مل گئیں اور فاصلے ختم ہو گئے تو یہ تالاب بھی مچھلیوں سے محروم نہیں رہے گا، اسی طرح اللہ والوں کے دل سے اپنا دل ملا دو، ان شاء اللہ تعالیٰ! اللہ والے کا تقویٰ، خوف، خشیت، محبت اور نسبت مع اللہ خود بخود آپ کے دل میں منتقل ہوجائیں گے، تعجب ہوگا کہ یہ کیا تھا اور کیا ہوگیا، خواجہ صاحب نے بلاوجہ تھوڑی فرمایا تھا کہ

تو نے مجھ کو کیا سے کیا شوقِ فراواں کردیا
پہلے جاں پھر جانِ جاں پھر جانِ جاناں کردیا

اصلی مولوی کون ہے؟

حکیم اختر صاحبؒ فرماتے ہیں: مولوی اصلی وہی ہے جو مولیٰ والا ہو اور مولوی مولیٰ والا کب بنتا ہے؟ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

؎ مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم   تا غلامِ شمس تبریزی نہ شد

یعنی میں پہلے ملاّ رومی تھا مگر مولوی کب بنا؟ شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کی غلامی

کے صدقہ میں مولوی بنا، اللہ والوں کے پاس اللہ والا بننے کی نیت سے جائیں، اللہ تعالیٰ اگر مل گیا تو بغیر اسبابِ مزہ، دونوں جہاں کا مزہ ان شاء اللہ پائیں گے، کیوں کہ خالق لذتِ کائنات جس کے دل میں آتا ہے تو وہ تمام لذاتِ کائنات پاجاتا ہے، میرا اُردو کا شعر؎

وہ شاہِ دو جہاں جس دل میں آئے مزے دونوں جہاں سے بڑھ کے پائے

کتاب سے آدمی نہیں بنتا، بلکہ آدمی، آدمی سے بنتا ہے

اڑنے کا طریقہ کتاب میں پڑھنے سے کوئی اڑ نہیں سکتا، تیرنے کا طریقہ کتاب میں پڑھنے سے کوئی تیر نہیں سکتا، اگر کوئی کتاب لے کر دریا میں تیرنے جائے تو خود بھی ڈوبے گا اور کتاب بھی ڈوبے گی، یہی شخص اگر کسی تیرنے والے سے دوستی کرلے تو چند دن میں تیرنے لگے گا، خوب سمجھ لیں! کتاب آدمی بننے کا راستہ دکھاتی ہے لیکن آدمی، آدمی بناتا ہے، اگر یہ بات نہ ہوتی تو صرف کتبِ آسمانی نازل ہوتیں، انبیاء علیہم السلام نہ بھیجے جاتے۔ لیکن کتابُ اللہ کے ساتھ رجالُ اللہ بھیجے گئے۔ جب کتاب نازل ہوئی تو کتاب سمجھانے والے اور کتاب پر عمل کرنے والے پیدا کیے گئے، اس عالم کو دیکھ لیں جو اللہ والوں سے جُڑا ہوا نہیں ہے، اس کے علم و عمل میں کس قدر فاصلے ہوں گے۔

صحبت اہل اللہ اور علم کی مثال اجزائے بریانی سے

بریانی پکانے میں فن جاننا ضروری ہے، اجزائے بریانی کے جاننے سے فن نہیں آتا، کوئی شخص محض اجزا کے جاننے سے بریانی نہیں پکاسکتا، پکانے کا فن جاننے والا باورچی ان ہی اجزا سے بریانی پکادیتا ہے کیوں کہ وہ جانتا ہے کہ کن اجزا کو کس وقت دیگ میں ڈالنا ہے اور کتنی آنچ دینا ہے، ایک منٹ قبل تک دیگ میں کوئی خوشبو نہیں ہوتی پھر باورچی آنچ کھینچ کر دم دیتا ہے اور سارا محلہ خوشبو سے مہک جاتا ہے، اسی طرح علماء کا علم مثل اجزائے بریانی کے ہے، اس میں خوشبو نہیں آسکتی، ان کا علم مقرون بالعمل نہیں ہوسکتا جب تک کسی اللہ

والے شیخ کامل کی تربیت میں نہ ہو، محض کتابی علم جس پر عمل نہ ہو علم کہلانے کا مستحق نہیں، معلوم جب معمول بنتا ہے تب وہ علم کہلانے کا مستحق ہے، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ کا اجماع نقل کیا ہے: اللہ کی نافرمانی کرنے والا جاہل ہے۔ ''اَجْمَعَ السَّلَفُ رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالٰی عَلٰی اَنَّ مَنْ عَصَی اللهَ جَاهِلٌ'' اور عمل کی توفیق بدون شیخ کامل کی تربیت، اطلاعِ حالات اور اتباعِ تجویزات کے عادتاً ممکن نہیں، علم کی بریانی کو شیخ دم دیتا ہے تب اس کی خوشبو ایک عالم کو معطر کرتی ہے، ایک محدث نے کیا خوب کہا ہے:

اگر ملی نہ غلامی کسی خدا کے ولی کی تو علمِ درسِ نظامی کو علم ہی نہیں کہتے

مولانا گنگوہیؒ کا ارشاد

مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ حدیث پڑھنے اور پڑھانے کا مزہ جب ہے کہ استاد بھی صاحبِ نسبت ہو اور شاگرد بھی صاحبِ نسبت ہو، آج اسی دردِ دل کی کمی ہے، مدارس کی تعداد بڑھتی جارہی ہے لیکن اب طلبہ کو بھی ذوق نہیں رہا، جبکہ اہل اللہ سے محبت معمولی نعمت نہیں ہے۔

صحبتِ اہل اللہ کی اہمیت پر عجیب دلیل

تقویٰ کے دو تار ہیں: جس طرح دو تاروں سے بلب جلتے ہیں، ایک مثبت، ایک منفی، اسی طرح محبت وتقویٰ کا چراغ دل دو تاروں سے سے روشن ہوتا ہے، ایک مثبت (التزام ذکر) دوسرا منفی (شیخ کی صحبت) ذکر اور وظیفہ تو شیطان بھی بہت کرتا تھا لیکن شیخ کی صحبت میسر نہ تھی، انجام یہ ہوا کہ منفی تار نہ لگ سکا، اسلئے اس کا ''انا'' فنا نہ ہو سکا، انانیت اور تکبر اور نفس کی تمام خود بینی اور خود رائی کو شیخ کی صحبت ہی مٹاتی ہے، ولایت کے لیے ان دو اجزاء کا ہونا ضروری ہے۔

شیخ سے پہلے تقویٰ سیکھیں

جب کسی شیخ سے تعلق قائم کرو تو سب سے پہلا کام یہ کرو کہ اللہ تعالیٰ کی محبت، اللہ کا خوف اور تقویٰ سیکھو ورنہ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کے حکم میں تمہارا ''کُوْنُوْا'' بالکل بے کار ہو جائے گا، مقصد صحبتِ اہل اللہ تقویٰ اور تقویٰ پر استقامت ہے، اگر کبھی تقویٰ ہو اور کبھی لقوہ ہو، یہ استقامت نہیں ہے، تقوی کے ساتھ تقوی پر استقامت بھی مطلوب ہے۔

سب سے بڑا دشمن اور اس کا علاج

حکیم اختر صاحبؒ فرماتے ہیں کہ : ہر شخص کو اپنے نفس کو بدمعاش نمبر وَن یقین کرنا چاہیے، کیونکہ اپنے نفس کو آدمی جتنا خود جانتا ہے دوسرا نہیں جان سکتا، ہر شخص کو اپنی بدمعاشیوں کا علم ہے، اپنے بالغ ہونے کے بعد سے اب تک اپنے اعمال کو سوچے تو خود یقین آجائے گا کہ میرا نفس بدمعاش نمبر وَن ہے، اگر چہ لوگ اس کو تقدس مآبی کا لقب دے رہے ہوں، حضرت والا دامت برکاتہم بھی کہہ رہے ہوں، مگر وہ اپنے کو دامت شرارتہم سمجھے، اس کا آسان علاج اللہ والوں کی صحبت ہے، اس سے بہتر کوئی علاج نہیں۔

اخلاص صحبتِ اہل اللہ سے ملتا ہے

قطب العالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ والوں کی صحبت میں رہنا سو برس کی اخلاص کی عبادت سے افضل ہے، پھر ہنس کر فرمایا کہ مگر ایک منٹ کی اخلاص کی عبادت نصیب نہیں ہوگی جب تک اللہ والوں کی صحبت میں نہیں جاؤ گے، اخلاص ملتا ہی ہے اللہ والوں کی صحبت سے۔

فیضِ شیخ کی عجیب مثال

حکیم اختر صاحبؒ فرماتے ہیں: بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ کی تقریر میں عشق و محبت کا

رنگ ہے اور آپ کے شیخ ہردوئی کی تقریر میں دوسرا رنگ ہے، میں نے کہا کہ پاور ہاؤس سے بجلی سفید رنگ کی آتی ہے لیکن جس بلب میں جو رنگ ہوتا ہے اسی رنگ میں منتقل ہوجاتی ہے، میرے شیخ ہردوئی کے فیوض کی بجلی میرے بلب میں آ کر ہری ہوجاتی ہے کیوں کہ میرا بلب بچپن سے رنگین اور گرین ہے، مگر بجلی ہے سب شیخ ہی کا فیض، انکا کٹ آؤٹ لگا ہوا ہے ورنہ کٹ آؤٹ ہٹ جائے تو سب نور گیٹ آؤٹ ہوجائے گا، اللہ کی بارگاہ میں مقبولیت ہی ختم ہوجانے کا خطرہ رہتا ہے، ورنہ یہ سب شیخ کا فیض اور ان کی دعاؤں کا صدقہ ہوتا ہے۔

چاند تارے میرے قدموں میں بچھے جاتے ہیں
یہ بزرگوں کی دعاؤں کا اثر لگتا ہے

صحبتِ شیخ کے فیوض و برکات

حکیم اختر صاحبؒ فرماتے ہیں کہ: ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ الحمدللہ! بچپن ہی سے اللہ نے مجھے اہل اللہ کی محبت عطا فرمائی جمیں نے کسی کی پروا نہیں کی یہاں تک کہ اساتذہ بھی منع کرتے تھے شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جانے سے، گوکہ وہ مخلص تھے، کہ پیری مریدی میں کہیں اِس کی علمی استعداد کمزور نہ ہوجائے، میں نے کہا کہ میں ہر طرح سے برباد ہونے کے لیے تیار ہوں مگر اپنے قلب میں اپنے مولیٰ کو آباد کرنا چاہتا ہوں، مجھے سب کے تبصرے منظور ہیں، اللہ کا فضل ہے کہ اب وہی اساتذہ جو ہم کو منع کرتے تھے اور جنہوں نے ہمیں ''مشکوٰۃ شریف'' پڑھائی، جب میری تقریر سنی تو ٹوپی اتار کر فرمایا کہ میرے سر پر ہاتھ رکھ دو اور میری مثنوی کی شرح پڑھ کر میرے فارسی کے استاد نے پوچھا کہ کیا تم نے کہیں اور بھی فارسی پڑھی ہے؟ میں نے کہا کہ آپ نے جو فارسی پڑھائی تھی اتنی ہی پڑھی ہے، باقی سب حضرت کی کرامت و برکت ہے کہ اہلِ ایران جن کی مادری زبان فارسی ہے وہاں کے ایک بڑے عالم علامہ زاہد نیشاپوری نے خط لکھا کہ تمہاری مثنوی جو پڑھتا ہے اس کو مثنوی مولانا روم سمجھتا ہے ''ہر کہ او مثنوی اختر را بخواند او را مولانا روم پندارد۔''

مولانا یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے میرا صرف ایک شعر دیکھا کہ

اہلِ دل آنکس کہ حق را دل دہد　　　دل دہد اورا کہ دل رامی دہد

اہلِ دل وہ ہیں جو اللہ کو اپنا دل دیتے ہیں (مرنے والی لاشوں پر نہیں مرتے) جس نے ماں کے پیٹ میں دل بخشا اسی کو دل دیتے ہیں تو حضرت مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ بڑے عالم اور علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردِ رشید فوراً فرمایا: مجھے اختر میں اور مولانا روم میں کوئی فرق نہیں معلوم ہوتا یعنی کلام کے اعتبار سے، مقام کے اعتبار سے نہیں۔ ''لَافَرْقَ بَیْنَکَ وَ بَیْنَ مَوْلَانَارُوْم''

لکھنؤ کے مولانا منظور نعمانی نے مجھ سے خود فرمایا کہ اب میں کوئی کتاب نہیں پڑھتا تیری ہی مثنوی مولانا روم میرے سرہانے رکھی ہے اور میں اسی کو پڑھ رہا ہوں، اللہ کا شکر ہے بڑے بڑے علماء میری مثنوی پڑھ رہے ہیں۔

محض علمیت ولایت کا راستہ نہیں ہے

ولی اللہ ہونے کے لیے عالم ہونا شرط نہیں ہے، بقدرِ ضرورت دین ہو چاہے وہ بہشتی زیور سے حاصل کرلے یا علماء اور اہل اللہ کی صحبت سے، لیکن ایک لمحہ اللہ کو ناراض نہ کرے اور گناہوں سے بچے تو یہ شخص ولی اللہ ہے، اور اگر عالم ولی اللہ ہو تو نورٌ علی نور ہے ایک علم کا نور ہے، ایک تقویٰ کا نور، اگر ''بخاری شریف'' پڑھا رہا ہے، تفسیر جلالین پڑھا رہا ہے لیکن حسین لڑکوں پر نظر ڈالتا ہے، گناہ سے نہیں بچتا تو یہ باوجود شیخ الحدیث ہونے کے فاسق ہے، اور جو عالم نہیں ہے مگر اپنے اللہ کو ایک لمحہ ناراض نہیں کرتا تقویٰ سے رہتا ہے یہ اللہ کا ولی ہے۔

☆صحبت ہی ولایت کا راستہ ہے

اگر محض کتاب لے کر دریا میں چلے جاؤ تو کتاب بھی ڈوبے گی اور خود بھی ڈوبو گے، اور اگر تیرنے والوں کے پاس کچھ دن رہ لو تو تیرنا آجائے گا کتاب کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی، بنگلہ

دیش کے دیہاتوں میں پانچ چھ سال کا بچہ پورا دریا تیر کر پار کرلیتا ہے، کیوں کہ بنگلہ دیشی بچپن ہی سے تیراکی کا عادی بنادیتے ہیں، اہل اللہ کے صحبت یافتہ لوگ ولی اللہ ہو گئے اور غیر صحبت یافتہ عالم ولی اللہ نہیں ہوئے، جنہوں نے صحبت اختیار نہیں کی وہ عالم ہو کر بھی ولی اللہ نہیں ہوئے، اور جو عالم نہیں ہیں وہ بقدرِ ضرورت علمِ دین سیکھ کر اللہ والوں کی صحبت سے ولی اللہ ہو گئے، حضرت میاں جی نور محمد رحمۃ اللہ علیہ عالم نہیں تھے، صرف حافظ تھے، میاں جی ان کا لقب تھا، حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دعا کی کہ اے اللہ! مجھے کوئی ولی اللہ عطا فرماتا کہ میں اس سے مرید ہو جاؤں، خواب میں حضور ﷺ تشریف فرما ہیں اور حضرت میاں جی نور محمد جھنجانوی بھی حاضر ہیں، حضور ﷺ نے حاجی امداد اللہ صاحب کا ہاتھ پکڑ کر حضرت میاں جی کے ہاتھ پر رکھ دیا کہ ان سے مرید ہو جاؤ، ان کی کبھی تکبیرِ اولیٰ کبھی نہیں چھوٹی۔

☆ درسِ نظامی کے بانی کا عجیب واقعہ

جو لوگ درسِ نظامی کے بعد اہل اللہ کی صحبت کو ضروری نہیں سمجھتے، وہ اس واقعہ سے سبق لیں کہ درسِ نظامی کے بانی ملّا نظام الدین جنہوں نے فتاویٰ عالمگیری مرتب کی، ان کو بادشاہ عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ عالمگیری لکھنے کے لیے پانچ سو ۵۰۰ علماء کا افسر مقرر کیا تھا، پانچ سو علماء ان کے ماتحت تھے لیکن وہ خود جا کر بیعت ہوئے شاہ عبد الرزاق صاحب بانسوی رحمۃ اللہ علیہ سے، جن کا قرآن شریف بھی ختم نہیں ہوا تھا لیکن ان کو علمِ لدنی حاصل تھا، ملّا نظام الدین صاحب کے ان سے بیعت ہونے پر لکھنؤ کے پانچ سو علماء نے مذاق اڑایا کہ اتنے بڑے عالم ہو کر ایک غیر عالم سے بیعت ہو گئے؟ فرمایا کہ: ہم کتاب اللہ جانتے ہیں وہ اللہ کو جانتے ہیں، علماء نہیں مانے، حضرت نظام الدین شاہ عبد الرزاق صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت! لکھنؤ کے علماء مجھ پر اعتراض کر رہے ہیں، میری عزت کے لیے ان کو آپ کی تقریر سنوانا چاہتا ہوں، حضرت دو رکعت پڑھ کر بہت روئے کہ یا اللہ! اتنے بڑے عالم کی عزت کا مسئلہ ہے، مجھے بیان کرنے کی سعادت نصیب فرمادے، جس کا قرآن بھی ختم نہ ہوا ہو، وہ لکھنؤ تشریف لے گئے، پانچ سو علماء کے محضر

میں تقریر شروع کی ’’بخاری شریف‘‘ کی حدیث بیان کی، منطق وفلسفہ کے مسائل اور شیخ بوعلی سینا کی تحقیقات بیان کی، ایسے دقیق مضامین بیان کیے کہ شروع میں تو علماء کچھ کچھ سمجھے لیکن بعد میں بے ہوش ہوگئے، جب ہوش میں آئے تو حضرت نے جوش میں فرمایا کہ اے علماء! آپ لوگوں نے الف باء تاء چھوٹے چھوٹے حرفوں میں پڑھا ہے اور اپنے ہاتھ کو دراز کر کے فرمایا کہ ہم کو اللہ نے اتنے بڑے حروف میں پڑھایا ہے۔

صحبتِ اہل اللہ اور سائنسی تحقیق

حضرت مولانا ابرار الحق صاحبؒ فرماتے تھے کہ: اگر کوئی شخص رات کی رانی کے نیچے چار پائی بچھا کر سو جائے، صبح جب اٹھے گا تو دماغ تازہ ملے گا، اسی طرح اولیاء اللہ کی خانقاہوں میں اگر کوئی سو بھی جائے تہجد بھی نہ پڑھے تو بھی قلب میں نور پہنچ جائے گا، سائنس دانوں کے نزدیک تو انسانوں کی سانس میں کاربن ڈائی آکسائیڈ ہوتی ہے، لیکن انبیاء علیہم السلام کی سانس میں اور اولیاء اللہ کی انس میں صرف کاربن ڈائی آکسائیڈ نہیں ہوتی، بلکہ انفاسِ نبوت صحابہ ساز ہوتے ہیں اور انفاسِ اولیاء، اولیاء ساز ہوتے ہیں، کیوں کہ ان کے قلب میں اللہ کا نور بھرا ہوتا ہے، جلے بھنے دل سے جو سانس نکلتی ہے اس میں وہ انوار شامل ہوتے ہیں جو دوسرے دلوں میں نفوذ کر جاتے ہیں اور صحبتِ اہل اللہ کے باوجود جو لوگ سلوک میں دیر کرتے ہیں، وصول الی اللہ نصیب نہیں ہو رہا ہے تو وہ کسی نہ کسی گناہ میں مبتلا ہیں۔

انسانی طبیعت کی خاصیت اور صالحین کی صحبت

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی طبیعت میں صفات و اخلاق کا عکس حاصل کرنے کا مادّہ اور خاصیت رکھی ہے، اللہ تعالیٰ نے جانوروں میں یہ صلاحیت نہیں رکھی، کسی سور کو ہرن کے ساتھ رکھو تو اس کی عادت تبدیل نہیں ہوگی، کسی مکھی کو پروانے کے ساتھ رکھو تو اس کی خصلت تبدیل نہیں ہوگی، کیوں کہ انہیں ولی اللہ نہیں بنانا تھا

اور انسان کو ولی اللہ بنانا تھا، ولی اللہ کی صحبت سے انسان ولی اللہ بن جاتا ہے، جو سالک اللہ اللہ کرتے ہیں ان میں شیخ کا فیض جذب کرنے کی زیادہ صلاحیت ہوتی ہے۔

صحبتِ اہل اللہ شیطان کی چال سے حفاظت

اہل اللہ کا راستہ عجیب راستہ ہے، جو پہلے اللہ والے پر فدا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اپنی ذات پر فدا ہونے کے قابل بناتے ہیں، صحابہ کرام نے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جان فدا کئے، تب صحابہ اللہ پر فدا ہوئے۔

صحبتِ اہل اللہ سے احسانی کیفیت ملتی ہے

اللہ والوں کی صحبت کی برکتوں سے احسانی کیفیت ملتی ہے، ایک لاکھ کتابیں پڑھ لیں، یا پڑھا لیں لیکن عبادت میں مزہ اور درد نہیں آئے گا جب تک کسی اللہ والے کی صحبت نہ اٹھائیں گے، حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ والوں کی صحبت سے ایسا درد، وایسا ایمان ویقین ملے گا کہ تمہاری دو رکعت نماز ایک لاکھ رکعات سے بڑھ جائے گی۔

صحبتِ اہل اللہ دوری کا نقصان

صحبتِ اہل اللہ سے دور رہنے پر شیطان ان کو الو بنا کر تکبر اور بڑائی دل میں ڈال دیتا ہے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک دیہاتی روزانہ تہجد پڑھتا تھا مگر اللہ والوں کی صحبت میں نہیں جاتا تھا اپنی تہجد پر اس کو ناز پیدا ہوگیا، ایک دن ایک جاہل اس کی چھت پر چڑھ گیا، جب یہ تہجد پڑھ چکا تو اس نے کہا : میں تمہارا رب ہوں تم تہجد پڑھتے پڑھتے بڑھے ہو گئے اب مجھے رحم آرہا ہے، میں نے تمہاری تہجد معاف کر دی، دوسرے دن سے اس نے تہجد چھوڑ دیا، اگر یہ اللہ والوں کی صحبت میں ہوتا تو سمجھ جاتا کہ یہ کوئی شیطان ہے۔

شیخ کی عظمت کا ثمرہ

اللہ تعالیٰ نے حضرت مظہر جانِ جاناں کو اتنی عزت دی کہ ان کے خلیفہ شاہ غلام علی صاحب کے ہاتھ پر مولانا خالد کردی شام سے دہلی آکر بیعت ہوئے اور پیر کا اتنا ادب کیا کہ شاہ ولی اللہ کے بیٹے شاہ عبدالعزیز دہلوی ان سے ملاقات کے لیے گئے تو مولانا خالد کردی نے ملاقات نہیں کی اور خانقاہ کے اندر سے پرچہ بھیجا کہ میں آج کل اپنے پیر کے پاس چلّہ لگا رہا ہوں، میں اس دوران کسی سے نہیں ملوں گا چاہے وہ کتنے ہی بڑے عالم شیخ ہوں، ایک چلہ اپنے پیر ہی کو دیکھوں گا، چالیس دن پورے کرنے کے بعد اپنے نفس کو مٹا کر میں خود آپ کی غلامی اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا، اس کا سلسلہ یہ ملا کہ علامہ آلوسی سید محمود بغدادی تفسیر روح المعانی والے (روح المعانی کے متعلق علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ عربی زبان میں تفسیر روح المعانی کے مقابلے میں کوئی تفسیر نہیں ہے) اور علامہ شامی فقیہ شام جا کر مولانا خالد کُردی سے مرید ہوئے۔

صحبتِ اہل اللہ کی برکت سے شیطان سے حفاظت

شیخ کی صحبت میں وہ علوم نصیب ہوتے ہیں کہ سو برس کی عبادت سے بھی حاصل نہیں ہوتے،، بہت سے لوگ جن کا کوئی شیخ نہیں تھا کافر ہو کر مر گئے، شیطان نے ان کو کفر میں مبتلا کر کے مردود بنا کر دنیا سے رخصت کر دیا، جو لوگ شیخ کی صحبت میں رہتے ہیں ان کو شیطان مردود نہیں کر سکتا، ایک شخص نے حکیم الامت کو لکھا کہ میں کافر ہو رہا ہوں کیوں کہ ہر وقت مجھ کو کفریہ خیالات آرہے ہیں، مجھے ڈر ہے کہ میرا خاتمہ خراب نہ ہو جائے، حضرت نے ان کو لکھا کہ جب آپ کو کفر کا وسوسہ آتا ہے اُس وقت آپ کو خوشی ہوتی ہے یا تکلیف؟ انہوں نے لکھا کہ اتنی تکلیف ہوتی ہے کہ جی چاہتا ہے کہ کاش! میں پیدا ہی نہ ہوا ہوتا، حضرت نے لکھا کہ اطمینان رکھیے آپ مومن کامل ہیں، اسی وجہ سے تو آپ کو کفر کے وسوسہ سے تکلیف ہوتی ہے، کسی کافر کو

اپنے کفر سے کوئی تکلیف، کوئی صدمہ اور غم نہیں ہوتا، اگر ان کو تکلیف ہوتی تو مسلمان نہ ہوجاتے؟ یہ کوئی معمولی علم ہے؟ اگر اس شخص کا کوئی شیخ نہ ہوتا تو یہ خود کو کافر سمجھ کر ہلاک ہوجاتا۔

دیندار بننے کے لیے آسان نسخہ

بیس نمازیوں میں ایک بے نمازی کو رکھ دو تو نمازی بن جائے گا، اللہ والا بنانے میں نیک صحبت سے بڑھ کر کوئی چیز مؤثر نہیں، نیک بننے کا یہی ایک آسان راستہ ہے۔ ''کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ''۔ جس کی توبہ بار بار ٹوٹ جاتی ہو، جلد جلد گناہوں سے منہ کالا کرلیتا ہو اس کا علاج یہی ہے کہ وہ اہل اللہ کی صحبت میں ایک معتد بہ مدت تک رہے۔ ان شاء اللہ! پھر اس کو ایسی توبہ نصیب ہوجائے گی جو نہ ٹوٹے۔

الشیخ شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ کپڑا ملتا ہے کپڑے والوں سے، امرود ملتا ہے امرود والوں سے، کباب ملتا ہے کباب والوں سے اور اللہ ملتا ہے اللہ والوں سے۔

شیخ فضل ورحمتِ الٰہیہ کا واسطہ ہے

جب بجلی کے تاروں کی وائرنگ صحیح ہوتی ہے تو بجلی آجاتی ہے، تار واسطہ ہوتا ہے بجلی کا۔ اسی طرح اہل اللہ سے تعلق صحیح ہونا واسطہ بن جاتا ہے رحمت وفضل کی بجلی آنے کا۔ نظر تو فضل پر ہو مگر واسطہ کی قدر بھی ضروری ہے۔

صحبتِ اہل اللہ کی برکات

حکیم اختر صاحبؒ فرماتے ہیں کہ: بدونِ استحقاق مجھ پر یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور میرے بزرگوں کی کرامت ہے، ورنہ اختر چالیس سال تک پانچ منٹ تقریر نہیں کرسکتا تھا، جب میری تقریر مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سنی تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو دل

بھی دیا اور زبان بھی دی، اور چالیس سال تک جو تم کو بولنا نصیب نہیں ہوا وہ مشا بہت ہے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی، چالیس سال تک اللہ نے ان کو بے زبان رکھا اور اس کے بعد زبان عطا فرمائی، شیخ عبدالقادر جیلانی ؒ نے لکھا ہے کہ : تقریر جلدی مت کرو، پہلے کسی اللہ والے کی صحبت میں رہ کر اپنے دل کا مٹکا بھرلو، جب جام بھر کر چھلکنے لگے تو امت کو چھلکتا ہوا مال دو۔

اہل اللہ سے دوری کا نقصان

آج اہل اللہ سے اہلِ علم بہت دور رہنے کی وجہ سے امت میں ان کی عظمت نہیں رہی، جس کو دیکھو کہتا ہے: ارے میاں! مولویوں کو چھوڑو، گولی مارو، جس کو نسبت کا نور مل گیا اس کا حال یہ ہے کہ

زمانہ بڑے غور سے سن رہا تھا ہم ہی تھک گئے داستاں کہتے کہتے

آج اختر کو جو نصیب ہے وہ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی غلامی کا صدقہ ہے، شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی غلامی کا صدقہ ہے، شاہ ابرارالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی غلامی کا صدقہ ہے۔

صحبتِ شیخ خاموش عبادت ہے

۱۱/محرم الحرام ۱۴۲۰ھ مطابق ۲۸/اپریل ۱۹۹۹ء بروز چہارشنبہ بعد نمازِ فجر بمقام جامعہ اشرف المدارس سندھ بلوچ سوسائٹی کراچی کی سیر کے بعد حضرت حکیم اختر صاحب ؒ نے مدرسہ جدید سندھ بلوچ سوسائٹی کے میدان میں چٹائی بچھوا کر وہیں پر استراحت فرمائی، ایک گھنٹہ بعد حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ: ہم لوگ اتنی دیر سے یہاں بیٹھے ہیں، نادان آدمی کہے گا کہ ان صوفیوں کا عجب حال ہے، نہ ذکر کر رہے ہیں نہ تلاوت، خاموش بیٹھے ہوئے وقت ضایع کر رہے ہیں، لیکن اس کو خبر نہیں کہ یہ ''کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ'' کی عبادت کر رہے

ہیں۔ ''کُوْنُوْا''امر ہے، یہ تعمیل امر کر رہے ہیں، فرشتہ ان کے اعمال نامے میں ''کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ'' کا ثواب لکھ رہا ہے، کُوْنُوْا میں کسی عبادت کا حکم نہیں ہے، اس میں خاموش صحبت کی بے زبانی بھی قبول ہے۔

☆ شیخ نہیں تو مشیر تو بنالو!

قلب کو اگر غیر اللہ سے پاک کرنا ہے تو کسی کو اپنا شیخ بنالو، شاہ عبدالغنیؒ فرماتے تھے کہ: اگر پیر بناتے ہوئے شرم آتی ہے تو مشیر ہی بنالو، اہل اللہ سے مشورہ ہی لے لو، سبحان اللہ! کیا بات فرمائی جیسے دنیا کے لیے مشیر بناتے ہو ویسے آخرت کے لئے مشیر بنالو، ایک دن پیر کی ایسی محبت ملے گی کہ خود ہی مرید ہو جاؤ گے۔

مربی بنانے میں دیر کرنا سخت نقصان دہ ہے

مولانا رومی فرماتے ہیں کہ جس آدمی پر غسل واجب ہے، وہ دریا کے کنارے کھڑا کہہ رہا ہے کہ اے دریا! میں ناپاک ہوں تیرے اندر کیسے آؤں؟ مجھے شرم آتی ہے کہ تو پاک ہے اور میں ناپاک، تیری شانِ عزت اور عظمت رُکاوٹ ڈالتی ہے، دریا نے ہنس کر کہا کہ ارے بے وقوف! اگر میرے اندر نہیں آیا تو قیامت تک ناپاک رہے گا، میرے اندر تجھ جیسے ہزاروں نہا کر پاک ہو جاتے ہیں اور مسجدوں میں جا کر امامت کرتے ہیں، گناہوں کی وجہ سے خانقاہوں میں جانے اور اللہ کو یاد کرنے میں دیر مت کرو چاہے ہزاروں گناہ کی عادت ہو، جلدی سے اللہ والوں کے دریائے فیض اور دریائے طاقتِ روحانی کے پاس چلے جاؤ، ان شاء اللہ! پاک ہو کر نکلو گے۔

صحبتِ شیخ سے گناہ خود بخود چھوٹ جاتے ہیں

اللہ والوں کے پاس جا کر گناہ چھوڑنے نہیں پڑتے خود چھوٹ جاتے ہیں، اس کی

مثال، ایک آدمی دس ہزار روپے رشوت لے کر چلا، اچانک اس کے ایک دوست نے آ کر کان میں بتایا کہ پولیس تمہیں پکڑنے آ رہی ہے، اس رشوت لینے والے نے اِدھر اُدھر دیکھا، قریب ہی گٹر کے ڈھکن کھلے تھے، غریب ملک میں چرسی گٹر کے ڈھکن چرا کر بیچ دیتے ہیں، اس نے پہلے تو ڈھکن چور کو دعا دی اور جلدی سے دس ہزار روپے گٹر میں پھینک دیے، جب پولیس نے جیب کی تلاشی لی کہ ہم کو انفارمیشن ملی ہے کہ تم نے دس ہزار روپے رشوت لی ہے، اس نے کہا صاحب! دیکھ لیجیے میں نے کوئی رشوت نہیں لی، دونوں ہاتھ اٹھا دیے، جب کچھ نہ نکلا تو پولیس نے کہا کہ معاف کریں! ہمیں غلط اطلاع ملی تھی، اس آدمی نے رشوت کے دس ہزار روپے پولیس کے ڈر اور جیل کی سزا کے ڈر سے خود چھوڑ دیے یا چھڑانے پڑے؟ اور چھوڑ کر خوشی ہوئی یا غم ہوا؟ اسی طرح جب اللہ والوں کی صحبت سے دوزخ، جنت، میدانِ محشر اور اللہ پر یقین و ایمان پیدا ہوجائے گا تو گناہ چھوڑنے نہیں پڑیں گے خود چھوڑ دو گے۔

روح کی نشوونما کے لیے دو حرارتوں کی ضرورت

جیسے درخت کے ہرے بھرے ہونے کے لیے دو حرارتوں کی ضرورت ہوتی ہے: ایک داخلی دوسری خارجی، داخلی حرارت کے لیے درخت کی جڑوں میں کھاد دی جاتی ہے جس سے یہ حرارت درخت کے رگ و ریشہ میں دوڑ جاتی ہے اور درخت کو خارجی حرارت آفتاب کی شعاعوں سے پہنچتی ہے، یہ دونوں حرارتیں درخت کی نشوونما کے لیے ضروری ہیں، اگر دونوں حرارتوں میں سے کوئی ایک حرارت بھی درخت کو نہ ملے تو درخت سوکھ جاتا ہے، اگر آفتاب کی خارجی حرارت ملے لیکن کھاد نہ دی جائے تو بھی درخت ہرا بھرا نہ ہوسکے گا، اس طرح کتنی ہی قیمتی کھاد ڈال دی جائے لیکن اس درخت کو آفتاب سے خارجی حرارت حاصل نہ ہو سکے تو بھی درخت پھل پھول نہیں سکتا، جن کھیتوں کے کنارے درخت ہوتے ہیں ان درختوں کے سائے میں پودے پیدا نہیں ہوتے، اگر ہوتے بھی ہیں تو ان میں پھل نہیں آتا

، کیوں کہ خارجی حرارت ان پودوں کو نہیں مل رہی، اسی طرح روح کی نشوونما کے لیے بھی دو حرارتوں کی ضرورت ہوتی ہے : ایک شیخ کی صحبت کی خارجی حرارت اور دوسری ذکر اللہ اور ''اِجْتِنَاب عَنِ الْمَعَاصِیْ'' کی داخلی حرارت، جس شخص کو یہ دونوں حرارتیں نصیب ہو جائیں اس کی روح کا درخت اللہ کی محبت سے سدابہار ہو جاتا ہے۔

حکیم اختر صاحب کا اہل اللہ سے نسبت کا سبب

حکیم اختر صاحبؒ فرماتے ہیں : میرا اللہ والوں سے تعلق شروع کرنے کا سبب صرف ایک جملہ بنا، جب کہ میں بالغ بھی نہیں ہوا تھا، میں بزرگوں کی گود میں بالغ ہوا ہوں، وہ جملہ یہ تھا کہ اللہ جس کو اپنا ولی بنانا چاہتا ہے اس زمانے کے کسی ولی سے اس کی دوستی کرا دیتا ہے اور وہ ان کے پاس آنا جانا شروع کر دیتا ہے، پھر آہستہ آہستہ وہ اس ولی کی صحبت سے ولی ہو جاتا ہے، اس لیے ایک ولی اللہ جب دنیا سے جاتا ہے تو ہزاروں کو ولی بنا کر جاتا ہے ورنہ آج روئے زمین پر ایک ولی اللہ بھی نہ ملتا، اللہ کا دستور یہی ہے کہ ایک ولی کی صحبت سے لاکھوں ولی بنا دیتا ہے۔

اہل اللہ کی نظر کی برکت

بالاکوٹ کے مجاہدوں کے قافلہ کو دیکھنے راستے میں ایک شخص راستہ میں کھڑا تھا، اس قافلہ میں سید احمد شہید اور مولانا اسماعیل شہید جیسے اولیاء تھے، سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ حسبِ عادت نیچے دیکھ کر چل رہے تھے، اچانک جو نظر اٹھی تو آپ کی نظر اس شخص کی نظر سے ٹکرائی، ایک ہی نظر میں اللہ نے اس کو کیا دے دیا کہ جب وہ مسجد میں داخل ہوتا تھا تو مسجد میں نورانیت چھا جاتی تھی، حکیم الامت کے استاذ حضرت مولانا یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ معلوم کرو کہ یہ کون آتا ہے؟ جس کے آنے سے مسجد روشن ہو جاتی ہے، جب حضرت نے ان سے سبب پوچھا کہ آپ ایسا کیا عمل کرتے ہیں؟ وہ رونے لگے کہ

حضرت! میرے پاس کوئی عمل نہیں ہے، بس بالاکوٹ جہاد کے لیے جب حضرت سید صاحب کا قافلہ جارہا تھا میں بھی راستہ میں کھڑا دیکھ رہا تھا تو سید احمد شہید کی نظر سے میری نظر مل گئی اس کے بعد سے یہ کیفیت پیدا ہوگئی۔

حضرت شاہ عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ تفسیر موضح القرآن کے مصنف شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے بیٹے مسجد فتح پوری دہلی میں کئی گھنٹے عبادت کے بعد نکلے تو ایک کتا سامنے بیٹھا تھا اس پر نظر پڑگئی، ان کے دل کا نور آنکھوں سے اس کتے پر پڑ گیا، حکیم الامت ؒ فرماتے ہیں کہ جہاں جہاں وہ کتا جاتا تھا دہلی کے سارے کتے اس کے پاس ادب سے بیٹھ جاتے تھے، وہ کتوں کا پیر بن گیا، اس پر حکیم الامت نے ٹھنڈی سانس بھری اور فرمایا کہ آہ! جن کی نگاہوں سے جانور بھی محروم نہیں رہتے تو انسان کیسے محروم رہے گا۔

شاہ ابرار الحق صاحب نے حکیم الامت کے انتقال کے بعد خواجہ صاحب کو پیر بنایا اور جب خواجہ صاحب کا انتقال ہوا تو مولانا عبد الرحمٰن صاحب کیمل پوری جو مفتی احمد الرحمٰن صاحب کے والد اور حکیم الامت کے خلیفہ تھے ان سے فوراً رجوع کیا تاکہ سر پر اپنے بڑوں کا سایہ رہے اور جب ان کا انتقال ہوا تو مولانا شاہ عبد الغنی صاحب کو اپنا مربی بنالیا جب کہ حضرت والا خود بھی حکیم الامت کے خلیفہ ہیں، اللہ مرتے دم تک بزرگوں کا سایہ ہم کو نصیب فرمائے، آمین۔

اس پر حکیم اختر صاحب فرماتے ہیں:

میری زندگی کا حاصل مری زیست کا سہارا
ترے عاشقوں میں جینا ترے عاشقوں میں مرنا
مجھے کچھ خبر نہیں تھی تیرا درد کیا ہے یارب
ترے عاشقوں سے سیکھا ترے سنگِ در میں مرنا

صحبتِ شیخ سے نفس کو فنائیت نصیب ہوتی ہے

شیخ کے پاس اپنی سمجھ اور عقل کو تیز کرنے سے اللہ نہیں ملے گا بلکہ اپنے نفس کو مٹا کر خود بالکل مٹ جائیں کہ ہم کچھ نہیں ہیں، اتنے مٹ جائیں کہ مٹنے کا بھی احساس نہ رہے، اسی کو ''فناء الفنا'' کہتے ہیں، جیسے سونے والے کو اس کا احساس نہیں ہوتا کہ میں سو رہا ہوں، نیند تو وہ ہے کہ سونے والا غرق ہو جائے اور سونے کا احساس نہ رہے، اسی طرح مٹنا یہ ہے کہ مٹنے کا احساس بھی نہ رہے، فنائیتِ کاملہ یہ ہے کہ فنائیت کا بھی احساس نہ رہے، اللہ کا فضل ٹوٹے ہوئے دلوں پر برستا ہے مگر یہ فنائیت شیخ کی صحبت اور اس کی تربیت سے نصیب ہوتی ہے۔

فہم و خاطر تیز کردن نیست راہ   جز شکستہ می نہ گیرد فضل شاہ

جو شیخ کی ڈانٹ کھاتا ہے وہ لعل ہو جاتا ہے

حکیم الامتؒ نے فرمایا کہ: اگر شیخ ڈانٹ دے تو سمجھ لو کہ ہماری شان اس سے نہیں گھٹ گئی بلکہ شیخ کی ڈانٹ سے عزت اور بڑھ جاتی ہے، متکبر شیخ کی ڈانٹ سے ناراض ہو جاتا ہے، اپنی شان قیامت کے فیصلہ سے ہوگی، حکیم اختر صاحبؒ فرماتے ہیں: میں ایک بہت تجربہ کی بات بتاتا ہوں جس پر شیخ کی ڈانٹ پڑتی ہے اس کا ڈینٹ نکل جاتا ہے اور جو شیخ ڈانٹنے کی بات پر نہ ڈانٹے وہ شیخ نہیں خائن ہے، جب موٹر میں ٹیڑھا پن آئے گا تو مکینک کچھ تکنیک دکھا کر ہتھوڑا مارے گا تا کہ موٹر کے ٹیڑھے پن کی سیٹنگ اور فٹنگ ہو جائے، جس طرح ہتھوڑے سے موٹر کا ڈینٹ نکلتا ہے اسی طرح شیخ کی ڈانٹ سے نفس کا ڈینٹ نکلتا ہے، اللہ کا شکر ہے اختر نے اپنے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمہ اللہ کی اتنی ڈانٹ کھائی کہ میں نے ایک دن کہا کہ حضرت! جو دور دور سے آتے ہیں آپ کے پاس اور سر جھکا کے مراقبہ میں بیٹھے رہتے ہیں اور دو دن رہ کر چلے جاتے ہیں آپ ان کو بڑا پیار دیتے ہیں اور ہم دن رات رہتے ہیں ڈانٹ ہی کھاتے رہتے ہیں، یہ لوگ تو بڑے فائدے میں معلوم ہوتے ہیں، تو حضرتؒ نے فرمایا کہ جو

شیخ کی ڈانٹ کھاتا ہے وہ لعل ہو جاتا ہے۔

نسبت مع اللہ کا خدائی منشور

’’یٰاَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُو اتَّقُوا اللہَ وَ کُوْنُوْ امَعَ الصّٰدِقِیْنَ‘‘ یہ آیت دین کی بنیاد اور دین کی ابتداء سے انتہاء تک نسبت مع اللہ کے تمام درجات کا خدائی منشور ہے، اس میں عطائے نسبت بھی ہے بقائے نسبت بھی ہے ارتقائے نسبت بھی ہے، یہ سرکاری الفاظ ہیں یعنی ’’مُنَزَّلٌ مِنَ السَّمَاءِ ،مِنَ الْاِلْھَامَاتِ‘‘ سے ہیں، اللہ اپنے اولیاء کو اپنا خاص تعلق علیٰ سطح الولایت نصیب فرمادے یہ عطائے نسبت ہے، اس کو باقی بھی رکھے یہ بقائے نسبت ہے اور اس میں ترقی بھی ہوتی رہے یہ ارتقائے نسبت ہے، یہ تینوں نعمتیں اہل اللہ کی صحبت میں موجود ہیں، اس لیے یہ آیت نسبت مع اللہ کے تمام درجات و مقامات کا خدائی منشور ہے، دنیا میں کوئی شخص ولی اللہ نہیں ہوا جب تک اس نے کسی ولی کی صحبت نہ اُٹھائی ہو، جس طرح میاں بیوی کی صحبت کے بغیر کسی انسان کا ظاہری وجود نہیں ہوا، اسی طرح آج تک کسی کا روحانی وجود، ایمانی وجود، نسبت مع اللہ کا وجود اللہ والوں کی صحبت کے بغیر نہیں ہوا۔

اہلِ تبلیغ کے لئے دو کام اہم اور لازم ہیں

حکیم اختر صاحبؒ فرماتے ہیں کہ: تبلیغی جماعت سے بڑا دل خوش ہوتا ہے، تبلیغی جماعت ہمارے بزرگ حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قائم کی ہوئی ہے جو حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے اور حضرت مولانا خلیل احمد صاحب قطبِ عالم مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے جو چلتے پھرتے کتب خانہ تھے، جنہوں نے ’’ابو داوٗد شریف‘‘ کی شرح ’’بَذْلُ المجہُود‘‘ سفرِ حج کے دوران لکھی، جن کے متعلق حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے خلیل کو اللہ نے نسبتِ صحابہ عطا فرمائی ہے، حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ عالم بھی تھے اور مولانا

خلیل احمد صاحب سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ بھی تھے،اس سے ثابت ہوا کہ مدارس کا قیام بھی ضروری ہے اور خانقاہوں کا وجود بھی ضروری ہے،مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وجود اور ان کی دینی خدمات کی بنیاد ان ہی دو چیزوں پر ہے: (۱) علم کی نعمت انہوں نے مظاہر العلوم سہارن پور سے حاصل کی اور (۲) تصوف اور اللہ تعالیٰ کی محبت اور اخلاص کی نعمت مولانا خلیل احمد صاحب سہارن پوری کی صحبت سے حاصل کی،معلوم ہوا کہ تبلیغ کے لیے دو چیزیں بہت ضروری ہیں،تبلیغ کی جس محنت کا بانی ان دو صفات سے موصوف ہو تو سارے لوگوں پر لازم ہوا کہ ان دو صفات کو حاصل کریں ورنہ ان سے تبلیغ کا کام نہیں ہو سکے گا: (۱) علمِ دین کی نعمت: (علمِ دین پڑھیں یا کتابوں سے سیکھیں) (۲) کسی اللہ والے سے اصلاحی تعلق : اگر یہ دونوں باتیں اہم نہ ہوتیں تو اس جماعت کے بانی نے بھی حاصل نہ کی ہوتیں، تبلیغ کے لیے علم کی ضرورت ہے،علم نہ ہوگا تو تبلیغ کس چیز کی کریں گے،اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''یٰاَیُّھَا الرَّسُوۡلُ بَلِّغۡ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ مِنۡ رَّبِّکَ'' معلوم ہوا کہ ''مَاۤ اُنۡزِلَ'' کا علم ضروری ہے ورنہ ''غیر ماانزل'' کی تبلیغ ہوگی، اور شعبۂ تزکیہ وتصوف کی اہمیت کے متعلق بس اتنا ہی کہوں گا کہ تبلیغ کا اتنا بڑا کام اس شخص سے لیا گیا جس نے ایک عمر خانقاہ میں ایک اللہ والے کی صحبت وخدمت میں گزاری اور اپنے نفس کا تزکیہ کرایا،لوگوں کے لیے داعی الی اللہ بننے کے لیے پہلے ان کی اصلاح وتربیت اور سندِ خلافت عطا ہوئی،یہ کام کسی ایسے عالم سے کیوں نہیں لیا گیا جس نے کسی اللہ والے سے اپنے نفس کا تزکیہ نہیں کرایا؟ معلوم ہوا کہ صحیح معنوں میں اللہ والا بننے کے لیے یہ دونوں چیزیں انتہائی اہم ہیں،اہلِ تبلیغ کو اس کی طرف خاص توجہ کرنی چاہیے۔

☆ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو والد کی نصیحت

شیخ عبدالحق محدث دہلوی ''مشکوٰۃ'' کے شارح کو ان کے والد نے خط لکھا کہ ''پسرم ملّائے خشک و ناہموار نہ باشی'' اے میرے بیٹے! تو عالم بھی ہے اور محدث بھی ہے لیکن خشک

اور ناہموار ملّا نہ رہنا یعنی کندۂ تراش مت رہنا ،جا کر کسی اللہ والے سے اپنی تربیت کراو لینا۔حضرت حکیم اختر صاحب ؒ کاایک شعر ہے؎

حاصل جسے کہ آپ کی صحبت مدام ہے
دنیامیں رہ کے پھر بھی وہ جنت مقام ہے

اہل اللہ سے تعلق قیامت میں کام آئے گا

حضرت حکیم الامت تفسیر بیان القرآن میں فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ ''کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ قیامت میں کافروں کی آپس کی رشتہ داریاں ان کے کچھ کام نہیں آئیں گی، چوں کہ یہ آیت کافروں کے حق میں نازل ہوئی ہے تو اس کا عکس یہ ہوگا کہ مسلمان کا آپس میں اللہ کے لیے اللہ والوں سے تعلق قیامت کے دن فائدہ سے خالی نہیں ہوگا، جن لوگوں کو اللہ والوں سے تعلق ہے خواہ صورتاً (وہ اس اللہ والے سے بیعت ہیں) یا حقیقتاً (وہ اس اللہ والے کی اولاد ہیں) قیامت کے دن قیامت کے دن کام آئیں گے۔ان شاءاللہ!

اہل اللہ کی صحبت نیک حشر کا باعث ہے

حضرت جلال آبادی رحمۃاللہ علیہ فرماتے تھے کہ : جب ریل چلتی ہے تو فرسٹ کلاس ڈبے بھی انجن کے ساتھ جڑے ہوتے ہیں اور تھرڈ کلاس کے ڈبے بھی، جن کی سیٹوں کے اسکرو ڈھیلے، چوں چاں کی آوازیں، پورا ڈبہ ہلتا ہوا، جہاں بالکل چین نہیں ملتا،لیکن جب ریل منزل پر پہنچے گی تو تھرڈ کلاس والے ڈبے بھی فرسٹ کلاس والوں کے ساتھ منزل پر نہیں پہنچیں گے،اسی طرح بزرگوں سے تعلق کا نتیجہ ہے،کہ جہاں ان کا حشر ہوگا وہاں ہمارا بھی حشر ہوگا،بس ان سے لگے رہو،ہم تھرڈ کلاس کے ڈبے ہیں، ہمارے اسکرو ڈھیلے ہیں، سیٹیں بھی ڈھیلی ہیں (ہمارا عمل ٹھیک نہیں ہے) لیکن اگر ہمارا ڈبہ انجن سے جڑا ہوا ہے تو ان شاءاللہ!

ہم بھی منزل پر پہنچ جائیں گے،حکیم اختر صاحبؒ فرماتے ہیں: ''فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ '' اُن کونصیب ہوگا جو یہاں اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کے ساتھ رہتے ہیں اُن کی ''مَعِیَّة فِی الدُّنْیَا مَعِیَّة فِی الجنَّۃ'' میں تبدیل ہوجائے گی،اگر وہاں ساتھ رہنا ہے تو یہاں ساتھ رہنے کی کوشش کرو۔

کامل دیوانہ حق کون ہے

اللہ کے دیوانے دوسروں کو بھی اللہ کا دیوانہ بناتے ہیں، کامل دیوانہ دیوانہ ساز بھی ہوتا ہے، اگر خود اکیلا دیوانہ ہو دوسروں کو دیوانہ نہیں بناتا ہو تو ابھی کامل دیوانہ نہیں ہے،بلکہ بالغ نہیں ہے،روحانی اولاد سے محروم ہے،کامل دیوانہ ہونے کی علامت یہ ہے کہ جہاں بیٹھ جائے، جہاں گریہ وزاری کرے وہیں لوگ جمع ہوجائیں اوراللہ کے دیوانے بن جائیں،اللہ کا دیوانہ بننے کے لئے کسی دیوانے کے ساتھ ہوناضروری ہے،لیکن گدھوں کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی،یہ بات اہلِ دل،اہلِ عقل اوراہلِ قسمت کی سمجھ میں آتی ہے،کیا چھوڑا اور کیاپایاجب عمل کروگے تو پتا چلے گا کہ عورتوں اور لڑکوں کو چھوڑا اوراللہ کو پالیا۔

دل سے غیر اللہ صحبتِ اہل اللہ سے نکلتا ہے

حج وعمرہ ادا ہوگا کعبہ شریف سے مگر اصلاحِ باطن اور اصلاحِ نفس اللہ کے رسول سے ملے گی کعبہ میں تین سو ساٹھ بت نبی نے نکالا،اسی طرح غیر اللہ کے بتوں کو صحابہ کرام کے دلوں سے نکالدیا ج اللہ کے نبی کے وارث علماء عَلٰی سَبِیْلِ النِّیَابَۃ امت کے قلوب سے غیر اللہ کے بتوں کو قیامت تک نکالتے رہیں گے،چاہے وہ بت پتھر کے ہوں یا چلتے پھرتے انسانوں کے ہوں،اللہ والے ہمارے دلوں سے ان چھپے ہوئے بتوں کو نکالتے ہیں۔

لیکن

ان ہی کو وہ ملتے ہیں جن کو طلب ہے وہی ڈھونڈتے ہیں جو ہیں پانے والے

صحبتِ اہل اللہ میں تاثیر کیسے آتی ہے؟

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ اولیاء اللہ کی صحبت میں یہ تاثیر کیوں ہے کہ ان کی صحبت میں آدمی کو اللہ کی طرف جذب نصیب ہو جاتا ہے؟ فرمایا: یہ نہ پوچھو کہ مقناطیس میں کھینچنے کی قوت کیوں ہے کہ لوہے کو کھینچ لیتا ہے؟ جس طرح مقناطیس میں اللہ نے یہ تاثیر رکھی ہے اسی طرح اولیاء اللہ کی صحبت میں یہ تاثیر ہے کہ ان کی صحبت میں اللہ کی طرف جذب نصیب ہو جاتا ہے اور بغیر جذب کے کسی کو وصول الی اللہ نہیں ہو سکتا کیوں کہ غیر محدود راستہ ہماری محدود کوششوں سے کیسے طے ہو سکتا ہے؟ سلوک بھی جذب ہی سے طے ہوتا ہے۔ دراصل اللہ والے صفتِ الٰہی سے متصف ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے اخلاق میں ایک صفت ہے یہ ہے ''اَللّٰہُ یَجۡتَبِیۡۤ اِلَیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ '' اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے، اللہ والے اس صفت کے مظہر ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ان کو اپنی تجلی اجتباء کا مرکز بنا دیتے ہیں، لہٰذا جو ان کے پاس رہے گا اس کو بھی جذب مل جائے گا، وہ بھی اللہ کی طرف کھنچ جائے گا، البتہ جذب کسی کو جلد اور کسی کو دیر سے ملتا ہے، سوکھی لکڑی جلد جل جاتی ہے اور گیلی لکڑی دھواں دیتی رہتی ہے دیر سے جلتی ہے، جو لوگ گناہوں کی زندگی گزار چکے ہیں اور گناہوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں اُن کو اللہ والا ہونے میں وقت لگے گا، اس میں شیخ کا قصور نہیں ہے، طالب کا اپنا قصور ہے، جو مریض بد پرہیزی کرے گا اس کا مرض کیسے اچھا ہوگا؟ ڈاکٹر لاکھ اچھی دوا دے لیکن اگر مریض چھپ کر بد پرہیزی کرتا ہے تو شفا کیسے ہوگی؟ پہلے گناہ چھوڑو پھر اللہ کو پاؤ گے، گناہ چھوڑنا شرط ہے ''اِنۡ اَوۡلِیَآؤُہٗۤ اِلَّا الۡمُتَّقُوۡنَ '' ہے کہ متقی بندے ہی اس کے ولی ہیں جو گناہوں سے بچتے ہیں، جو لوگ اللہ کا ارادہ ہی نہیں کرتے، ٹھان رکھا ہے کہ گناہ نہیں چھوڑنا ہے اُن پر اللہ والوں کے جذب کی لہریں اثر انداز نہیں ہوتیں، اس کی مثال ایسی ہے جس کو بجلی کا کرنٹ لگا ہو تو جو اس کے پاس جاتا ہے اس کو بھی کرنٹ لگ جاتا ہے لیکن جو کرنٹ سے بچنا چاہتے ہیں وہ لکڑی کی کھڑاؤں پہن کر جاتے ہیں جس سے بجلی ان کو نہیں کھینچتی، اسی طرح جو گناہوں کی لکڑی پر پیر رکھے ہوئے ہیں اللہ والوں کی جذب کی

بجلی ان کو نہیں لگتی اور وہ محروم رہتے ہیں، دنیا کی کرنٹ ہلاک کرتی ہے اور اللہ کے جذب کی کرنٹ حیات دیتی ہے، اللہ تعالیٰ کے مجذوب حیاتِ جاوداں پا جاتے ہیں۔

تاثیرِ صحبتِ اہل اللہ محتاجِ دلیل نہیں

حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا تھانوی ؒ فرماتے ہیں کہ اللہ والوں کی صحبت میں بالخاصہ اثر ہے جیسے مقناطیس میں لوہے کو کھینچنے کا اثر ہے، کوئی خاص وجہ اس اثر کی نہیں بتلائی جاسکتی (بس یہی کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے مقناطیس میں کشش کا یہ اثر رکھا ہے) اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اللہ والوں کی صحبت میں یہ اثر رکھا ہے کہ ان کی صحبت اثر کرہی جاتی ہے۔ واقعی خربوزہ کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔ اور شیخ کے پاس رہ کر ذکر و شغل کرنا ایسا ہے جیسا کہ کوئی مریض طبیب کے پاس رہ کے علاج کرائے، اور دوسرا دور رہ کر صرف خط و کتابت سے علاج کرائے، نفع میں زمین و آسمان کا فرق ہوگا۔ صحبتِ شیخ میں انسان بدون ارادہ غیر شعوری طور پر اس کے اخلاق کو جذب کرتا رہتا ہے جیسے شوہر اور بی بی دور دور رہ کر خط و کتابت سے محبت کرتے رہیں تو کیا اولاد ہوسکتی ہے؟ اسی طرح شیخ کے ساتھ صرف خط و کتابت رکھنے سے کوئی معتد بہ نتیجہ نہیں پیدا ہوسکتا، البتہ ایک مرتبہ ایک عرصہ تک پاس رہ لے پھر خط و کتابت سے کام چل سکتا ہے۔ پھر ثمراتِ خاصہ کے لیے گاہے گاہے صحبتِ شیخ ضروری ہے۔ (مستفاد : حسن العزیز:۱۶)

شیخ مرید کے لئے کٹ آؤٹ ہوتا ہے

جنوبی افریقہ کے ایک شیخ الحدیث حضرت حکیم اختر صاحبؒ کے خلیفہ نے براز یل میں عربوں میں حکیم اختر صاحب ؒ کے مضامین بیان کرنے پر عرب بہت متأثر ہوئے، پرتگالی زبان میں اسکا ترجمہ ہوا، اس بات کو جب حضرت والا ؒ نے سنا تو بہت خوش ہو کر فرمایا : ’’شیخ کٹ آؤٹ (Cutout) ہوتا ہے، اگر وہ ہٹ جائے تو مرید گیٹ آؤٹ (Getout) ہو جائے گا، کٹ آؤٹ چھوٹا سا ہوتا ہے مگر بڑی بڑی مشینیں اُسی سے چلتی ہیں، حضرت مولانا

شاہ ابرار الحق صاحبؒ، حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاب گڑھیؒ اور حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ ہمارے کٹ آؤٹ ہیں، جن سے ہمارا کام چل رہا ہے، سب ان بزرگوں کی برکت ہے اور ان کا فیض ہے''۔

صحبتِ صالحین نفس کی شرارت سے حفاظت کا ذریعہ ہے

''اِنَّ النَّفسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوٓءِ''تمام شرارتیں تمہارا نفس کرتا ہے، تمہارے نفس کی شرارت، حماقت، جسارت، حرارت ہے کہ انسان گناہ کرتے کرتے گناہ گار زندگی کا عاشق ہو جاتا ہے، ورنہ اگر طبیعت سلیمہ ہوتی تو گناہ سے خود بخود نفرت ہو جاتی، بچپن کی بگڑی ہوئی عادت بڑھاپے تک چلتی ہے، نفس ''اَمَّارَۃٌ بِالسُّوٓءِ'' ہے، ''اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ'' مگر جن پر رب کا سایۂ رحمت ہو جائے، سایۂ رحمت میں جو لوگ ہیں ان کی برکت سے تم نفس کی شرارت سے بچ سکتے ہو، اور جو شخص نفس سے مغلوب ہو کر گناہ سے منہ کالا کر رہا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہے، اور جس کے دن اچھے ہوتے ہیں اس کو اللہ تعالیٰ توفیقات سے مدد پہنچا دیتے ہیں۔

سن لے اے دوست جب ایام بھلے آتے ہیں
گھات ملنے کی وہ خود آپ ہی بتلاتے ہیں

اہلِ سلسلہ کے لیے تین عظیم نعمتیں

حکیم اختر صاحبؒ فرماتے ہیں: حضرت امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ سے تین دعائیں مانگیں اور فرمایا کہ ان شاء اللہ! میری تینوں دعائیں قبول ہو گئیں، میرے سلسلے میں جو داخل ہو گا اس کو ان شاء اللہ تعالیٰ! تین نعمتیں حاصل ہوں گی ا:۔روزی کی فراغت۔کسی کو فاقہ نہیں ہو گا۔ ۲۔اطمینان وجمعیتِ قلب۔ ۳۔حسنِ خاتمہ۔خاتمہ ایمان پر ہو گا اور مشاہدہ بھی ہے کہ اس سلسلے والوں کو یہ سب نعمتیں حاصل ہیں۔

اللہ والوں کے دل تقویٰ کی کانیں ہیں

اللہ والوں کے دل تقویٰ کی کانیں ہیں پس جس طرح سونا،سونے کی کان سے، چاندی، چاندی کی کان سے، نمک کو نمک کی کان سے حاصل کرتے ہیں،تقویٰ اور اللہ تعالیٰ کی محبت کے خزانے کو اللہ والوں کی صحبتوں سے حاصل ہوتا ہے،مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر تم پتھر ہو تو نا اُمید نہ ہو، اہل ِ دل کے پاس جانے سے موتی بن جاؤ گے *حضرت حکیم اختر صاحبؒ فرماتے ہیں کہ''اکثر لوگ کہتے ہیں کہ حدیثوں میں تصوف نہیں ۔اور میں کہتا ہوں کہ وہ حدیث ہی نہیں جس میں تصوف نہیں یعنی ہر حدیث میں تصوف ہے۔مگر لوگ تصوف کی حقیقت نہیں جانتے''۔(ظاہر اور باطن کو سنت اور شریعت کے مطابق رکھنے کا اہتمام)

اہل اللہ بنصِ قرآن بہترین رفیق ہیں

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ''اگر تم اہل اللہ کی صحبت میں رہو گے اور تمہیں اللہ کی محبت کی پیاس نہ بھی ہو گی تو پیاس مل جائے گی،اہل اللہ پیاس بجھانا بھی جانتے ہیں اور پیاس لگانا بھی جانتے ہیں،اللہ والے صرف اللہ کی محبت کا پانی نہیں پلاتے بلکہ جن کو اللہ کی محبت کی پیاس نہ ہو ان میں پیاس بھی پیدا کرتے ہیں ؎

گر تو طالب نیستی تو ہم بیا تا طلب یابی ازیں یارِ وفا

اگر تمہیں اللہ کی محبت کی پیاس نہیں ہے تو بھی میرے پاس آؤ،تا کہ تمہیں بھی اللہ تعالیٰ کی طلب،اللہ تعالیٰ کی تڑپ کی پیاس مل جائے،یہ ایسے باوفا دوست ہیں کہ اللہ پاک نے قیامت تک کے لیے ان کی رفاقت کے حسن کو منصوص کر دیا:"وَ حَسُنَ أُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا"،جن کی رفاقت کی اللہ تعالیٰ تعریف کرتے ہوئے حسین رفیق فرمادیں ان کو چھوڑ کر کن سے دوستی کر رہے ہو؟علامہ محمود نسفی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر خازن میں لکھتے ہیں کہ جملہ''وَحَسُنَ اُولٰئِکَ رَفِیقًا'' میں''حَسُنَ''افعالِ

تعجب میں سے ہے، یعنی ''مَا اَحۡسَنَ رِفَاقَتَہٗ'' یہ حضرات کیا ہی اچھے رفیق ہیں! کہ ہمارے بندوں کو ہماری ذات تک لے آتے ہیں، جو اچھے تک پہنچا دے کیا وہ اچھا نہیں ہے؟ شاعر کہتا ہے کہ

چاہیے اچھوں کو جتنا چاہیے　　　وہ اگر چاہیں تو پھر کیا چاہیے

☆اتباع کی برکت نے کیا سے کیا کر دیا

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں اتباع کی برکت سے غیر معصومین کو معصومین کے ساتھ عطف کر کے بیان کر دیا: ''مِنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیۡقِیۡنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیۡنَ'' انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں، صدیقین، شہداء اور صالحین معصوم نہیں ہیں لیکن انبیاء کی اتباع کی برکت سے معصومین کے ساتھ غیر معصومین کو عطف کر دیا اور ہمیں یہ بتا دیا کہ اگر تم بھی پھولوں کے ساتھ رہنا چاہتے ہو تو اپنے کانٹوں کو اللہ والوں کے پھولوں کے ساتھ ان کی اتباع کے ذریعے ملا دو، حکیم اختر صاحبؒ کا شعر ہے

ہمیں احساس ہے تیرے چمن میں خار ہے اخترؔ
مگر خاروں کا پردہ دامن گل سے نہیں بہتر

☆ حاجی امداد اللہ صاحبؒ اپنے ساتھیوں سے فرماتے ہیں کہ

جس گلستان کے تم گل تر ہو　　　خار اس بوستان کے ہم بھی ہیں

ہم اہل اللہ کے دامن سے لپٹے رہیں، اگر کانٹا اپنا منہ چھپانا چاہتا ہے تو پھولوں کے دامن میں چھپالے تو وہ بھی پھولوں کے ساتھ بک جائے گا، گناہ گار نیکوں کے ساتھ رہیں تو ان شاء اللہ! ان کے کانٹے بھی پھول بن جائیں گے یعنی فاسق بھی ولی اللہ بن جائیں گے۔

چھپا نا منہ کسی کانٹے کا دامن میں گل تر کے　　　تعجب کیا چمن خالی نہیں ہے ایسے منظر سے

دنیا والو! تعجب کیوں کرتے ہو؟ اگر چہ ہم گناہ گار ہیں مگر اللہ والوں سے تو جڑے ہوئے ہیں، تم کو کیوں تعجب ہوتا ہے؟ چمن ایسے منظر سے خالی نہیں ہے، دیکھ لو! گلاب کے پھول

کے پیچھے کانٹے بھی چھپے ہوئے ہیں، یہ کانٹے ہوتے ہوئے بھی پھولوں کی خوشبو سونگھ رہے ہیں اور باغ سے نکالے بھی نہیں جارہے ہیں، لیکن اگر یہی کانٹے پھول سے الگ ہوتے تو مالی انہیں اکھاڑ کے پھینک دیتا۔

صحبتِ شیخ کے ساتھ ذکر کا اہتمام

صحبت شیخ کے ساتھ التزامِ ذکر ہو تو ہی نفع کامل حاصل ہوتا، ذکر سے دل میں نرمی اور قبولِ اثرِ صحبت کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے، جیسے کاشت کار بیج ڈالنے سے پہلے زمین کو نرم کرتا ہے اس میں سے کنکر پتھر نکالتا ہے، اسکے بعد بیج ڈالتا ہے، اسی طرح ذکر اللہ سے غیر اللہ کے کنکر پتھر دل سے نکل جاتے ہیں، پھر دل میں صحبتِ شیخ کا اثر قبول کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے، اللہ کے نام میں میگنٹ ہے، ذکر ذاکر کو مذکور تک پہنچاتا ہے، اللہ اللہ کرنا ہمیں اللہ تک پہنچاتا ہے۔

تین چیزیں نصابِ ولایت ہیں

اگر تین چیزیں ہوں تو آدمی ولی اللہ بن جائے گا: (۱) شیخ کی صحبت: جو "وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ" سے ثابت ہے۔(۲) ذکر کا اہتمام: "یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِی" سے ثابت ہے۔(۳) اخلاص (مرید کی مراد صرف اللہ ہو): "یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ" یُرِیْدُوْنَ "مضارع ہے اس میں دو زمانے ہوتے ہیں، حال اور استقبال، کہ دل میں اس وقت بھی اللہ کی ذات مقصود ہو اللہ کے سوا کوئی غیر اللہ مراد نہ ہو اور زمانہ مستقبل میں بھی یہی ارادہ ہو کہ اللہ تعالیٰ ہم کو مل جائے، تو ان شاء اللہ! ایک دن اللہ مل جائے گا۔

بغیر صحبتِ شیخ کیفیتِ احسانیہ حاصل نہیں ہو سکتی

کتابوں سے کوئی کیفیتِ احسانیہ نہیں پاسکتا، کیفیتِ احسانیہ قلب سے قلب میں منتقل

ہوتی ہے، اخلاص اور اللہ کی حضوری یعنی اللہ تعالیٰ کو ہر وقت اپنے دل کی آنکھ سے دیکھے کہ اللہ مجھ کو دیکھ رہا ہے۔ ''اَنْ یُّشَاھِدَ رَبَّہٗ بِقَلْبِہٖ حَتّٰی کَاَنَّہٗ یَرَی اللّٰہَ تَعَالٰی شَانُہٗ بِعَیْنِہٖ'' یہ کیفیت ہے کمیت نہیں ہے، نبی کے قلبِ مبارک سے جو احسانی کیفیت صحابہ نے حاصل کی وہ اب کسی کو نہیں مل سکتی، قیامت تک کوئی صحابی نہیں ہوسکتا، البتہ اولیاء سے کیفیتِ احسانیہ منتقل ہوتی ہے تو وہ ولی ہوسکتا ہے، مگر کیفیاتِ احسانیہ کے لیے کچھ دن جا کے شیخ کے ساتھ رہنا پڑتا ہے، ورنہ کبھی کبھار وزِٹ کو تو کمپنی نہیں کہتے۔

کتاب اور صاحبِ کتاب کی مثال

حکیم اختر صاحبؒ فرماتے ہیں ''کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ'' کی ایک مثال حق تعالیٰ شانہٗ نے اپنے شیخ کی برکت سے عطا فرمائی، جس سے اہلِ علم کو وجد آجائے، کتابوں میں اگر ''آگ''، لکھی ہو اور آگ کے خواص پر بہت ہی ضخیم کتابیں بھی ہوں اور کوئی عمر بھر اس کو پڑھتا رہے تو کیا آگ کی حرارت سے استفادہ کرسکتا ہے؟ تا آنکہ خارج میں آگ کے پاس جا کر حرارت نہ حاصل کرے، بس تمام دینی انعامات صدق و یقین، خشیت و تقویٰ، محبتِ شدیدہ مع اللہ کی آگ کتابوں کے نقوش سے حاصل نہیں ہوسکتی، خارج میں جن کے سینے اس آگ کے حامل ہیں ان کی صحبت میں رہ کر ان نعمتوں کا استفادہ کرنا ہوگا، جیسا کہ حضرت عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مہر پاکاں درمیان جاں نشاں   دل مدہ اِلّا بمہر دل خوشاں

مرشد ہونے نہ ہونے کی حسّی مثال

حضرت حکیم اختر صاحبؒ فرماتے ہیں: کہ میں حضرت ہردوئی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ جارہا تھا ایک جگہ گلی میں مکانوں کے سامنے سبزہ وغیرہ لگا ہوا تھا، ایک مکان کے باغیچہ میں ہر شے مرتب و منظم تھی، جب کہ دوسرے مکان کا باغیچہ جیسے کوئی جھاڑ جھنکاڑ ہو، حضرت

ہردوئیؒ نے رُک کر احباب سے فرمایا کہ ان دونوں باغیچوں میں فرق اس لیے ہے کہ ایک کا مالی ہے ایک کا مالی نہیں ہے، یہی مثال کسی کا مرشد ہونے نہ ہونے کی ہے، مرشد کی مرید کے دل سے نفس کی جھاڑیاں اکھاڑتا رہتا ہے اور اللہ کی محبت کا باغ لگاتا رہتا ہے، جو شیخ سے اپنی اصلاحِ نفس کا تعلق رکھتے ہیں ان کے اخلاق و اعمال نہایت معتدل اور پیارے ہوتے ہیں کہ جو ان کو دیکھتا ہے ان کے اخلاقِ حمیدہ سے متأثر ہوتا ہے، لیکن حقیقی مزکی اور مصلح اللہ تعالیٰ ہیں، مگر عادت اللہ یہی ہے کہ تزکیہ کا دروازہ اور ظاہری وسیلہ رجالُ اللہ ہیں، اور جس کا کوئی مرشد نہ ہوا اسکا نفس بھی ایسے ہی پراگندہ بنا دیتا ہے۔

صحبتِ صالحین کی اہمیت

اہل اللہ کی رفاقت سوءِ قضا سے حفاظت کا ذریعہ ہے، ورنہ جو قلباً و قالباً و اعتقاداً عِبادِ صَالحین سے نہ ہوں گے انہیں ”وَ امۡتَازُوا الۡیَوۡمَ اَیُّهَا الۡمُجۡرِمُوۡنَ“ کا خطاب سننا پڑے گا، وہی مجرمین ہوں گے، اور جب حضرت یوسف علیہ السلام ”اَلحِقْنِیۡ بِالصَّالحین“ کی اللہ تعالیٰ سے درخواست کر رہے ہیں تو پھر غیر نبی کا کیا منہ ہے جو ”اِلحاق بِالصَّالحین“ کی اہمیت کا منکر ہو!

صحبتِ اہل اللہ کی برکت

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جو کسی صاحبِ نسبت کی خدمت میں جائے اور اس کے سر پر گناہوں کے پہاڑ ہوں تو اس اللہ والے کی نسبت اور تعلق مع اللہ کا نور گناہ کے پہاڑ کو ہوا میں اڑا دے گا، سارے اندھیرے چھٹ جائیں گے۔

صحابیت اور ولایت میں فرق

جیسے دس ہزار ملین پاور کا بلب کوئی دیکھ لے تو اس کی رگ رگ میں روشنی گھس جائے

گی اور اس کے بعد ساری دنیا کے بلب سے درجہ کی روشنی نہیں مل سکتی جو دس ہزار ملین پاور کے بلب میں تھی، سید الانبیاء ﷺ کا نورِ نبوت بے مثال تھا، نہ پہلے کوئی آپ جیسا پیدا ہوا، نہ آیندہ ہوگا، اس لیے جنہوں نے آپ ﷺ کو دیکھ لیا ان کے ذرّہ ذرّہ میں نور داخل ہوگیا، لہٰذا اب قیامت تک کسی بڑے سے بڑے ولی کا ایمان ویقین کسی ادنیٰ صحابی کے برابر نہیں ہوسکتا۔

صحبتِ شیخ اور نفس کشی

کارِ تو تبدیل اعیان وعطا کارِ ما سہو ست ونسیان وخطا

اعیان جمع ہے عین کی اور عین کے معنیٰ ہیں حقیقت، ماہیت، تبدیل اعیان کا مطلب ماہیت کو بدل دینا، کسی خاک کو اللہ تعالیٰ سونے میں تبدیل فرمادیتے ہیں اور کسی خاک کو انسانی پیکر میں تبدیل فرمادیتے ہیں، اسی طرح شراب حرام ہے لیکن جب شراب سرکہ بن گئی تو اس کی حقیقت بدل گئی، جو حرام تھی اب سرکہ بن کر حلال ہوگئی، جس سرکہ کو مفتی اعظم بھی پی سکتا ہے، شیخ الحدیث بھی پی سکتا ہے، شیخ المشایخ بھی پی سکتا ہے، اس مثال سے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نصیحت فرماتے ہیں کہ اگر اللہ والا بننا چاہتے ہو تو اللہ والوں کی صحبت میں اپنی ماہیت کو بدل دو، شیخ کی رائے کے مقابلے میں اپنی رائے باقی رکھو گے تو گدھے کے گدھے ہی رہیں گے "خر آمد وخر برفت" کا مصداق ہوں گے، یعنی محروم آئے اور محروم ہی گئے، شیخ جو ہدایت دے اس میں "اگر" "مگر" مت لگاؤ، اس کی رائے کو بلا دلیل تسلیم کرکے عمل کرو، پھر دیکھو کیسی تبدیل ماہیت ہوتی ہے، بزبانِ حال کہو گے کہ ؎

تو نے مجھ کو کیا سے کیا شوقِ فراواں کر دیا
پہلے جاں پھر جانِ جاں پھر جانِ جاناں کر دیا

علمِ محدود کا علمِ غیر محدود سے تعلق

قطرۂ دانش کہ بخشیدی زپیش متصل گرداں ز دریاہائے خویش

اے اللہ! علم کا وہ قطرہ جو آپ نے اپنی طرف سے مجھے بخشا ہے اس کا اتصال اپنے غیر محدود دریائے علم سے فرما دیجیے یعنی میرے محدود علم کو اپنے علمِ لامحدود سے ملا دیجیے، کیونکہ جو لوگ صرف کتب بینی سے علم کے حروف اور نقوش حاصل کرتے ہیں ان کے علم کی مثال حوض کی سی ہے جس کا پانی ایک دن ختم ہو جائے گا اور جو لوگ کتب بینی کے ساتھ قطب بینی بھی کرتے ہیں، رسمی علومِ ظاہرہ کی تحصیل کے ساتھ کسی صاحبِ نسبت کی صحبت میں رہ کر اللہ کی محبت حاصل کرتے ہیں، ان کے علم کی مثال گہرے کنویں کی ہے جہاں سے چشمہ پھوٹ جائے جسکا پانی کبھی ختم نہیں ہوگا۔ مولانا فرماتے ہیں۔

خم کہ از دریا درا و راہے شود — پیشِ او جیحونہا زانو زند

جس مٹکے کا رابطہ خفیہ طور پر سمندر سے ہو جائے تو اس کے سامنے بڑے بڑے دریائے جیحوں و فرات زانوئے ادب تہہ کرتے ہیں کیوں کہ ان دریاؤں کا پانی خشک ہو سکتا ہے لیکن اس مٹکے کا پانی کبھی خشک نہیں ہوگا کیوں کہ اس کے اندر مخفی راستے سے سمندر کا پانی آرہا ہے، جس کو کسی صاحبِ نسبت کی صحبت سے اللہ کی محبت حاصل ہوگئی اور اپنے علم پر عمل کی توفیق ہو گئی اس کو علم کی روح حاصل ہوگئی، علم کی روح عمل ہے، علم اسی وقت علم ہوتا ہے جب اس پر عمل کی توفیق ہو جائے، جس کو اپنے علم پر عمل کی توفیق نہیں وہ عالم کہلانے کا مستحق نہیں، جو علم مقرون بالعمل نہ ہو علم کہلانے کا مستحق نہیں، صرف اضافۂ معلومات اور ذہنی تعیش ہے۔

غیر صحبت یافتہ کی صحبت سے اجتناب کرنا چاہیے

حکیم اختر صاحبؒ فرماتے ہیں کہ: جو شخص بزرگوں کی صحبت نہیں اُٹھائی چاہے کوئی بھی ہو ہرگز اس کی صحبت میں نہ بیٹھیں، میں نہایت اخلاص کے ساتھ کہتا ہوں کسی تعصب کے بغیر، جس لوٹے سے پانی پینا چاہتے ہو پہلے جھانک کر دیکھو کہ اس کے اندر کیا ہے؟ کیوں کہ لوٹے میں جو کچھ ہوگا وہی ٹونٹی سے آئے گا۔ اگر صاف پانی ہے تو صاف آئے گا، اور اگر پانی میں گندگی ملی ہوئی ہے تو ٹونٹی سے بھی وہی گندا پانی آئے گا، حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ

علیہ فرماتے ہیں: یہ علم دین ہے، خوب دیکھ لو تحقیق کرلو کہ تم کس شخص سے دین حاصل کر رہے ہو؟ ”اِنَّ ہٰذَا الْعِلْمَ دِیْنٌ فَانْظُرُوْا عَمَّنْ تَاْخُذُوْنَ دِیْنَکُمْ“ ہمارے بزرگوں نے ہمیشہ اس بات کا خیال رکھا ہے کہ جس سے دین سیکھ رہے ہیں اس نے کس سے سیکھا ہے۔ ”اَلْاِسْنَادُ مِنَ الدِّیْنِ“۔ اپنے بزرگوں کی سنا رہا ہوں، ان کی للہیت شک وشبہ سے بالاتر، حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اپنے بزرگوں سے پوچھو کہ ہم کون سی کتاب پڑھیں اور کون سی نہ پڑھیں؟ اور ان بزرگوں کی کتابیں دیکھیں جنہوں نے بزرگوں کی صحبتیں اٹھائی ہیں، اگر کسی غیر تربیت یافتہ، خود ساختہ مفسر کی تفسیر یا تصنیف دیکھی تو ایمان ہی کے لالے پڑ جائیں گے، کبھی انبیاء علیہم السلام پر اس کا گستاخ قلم اُٹھ جائے گا، کبھی صحابہ پر، بہ یک قلم سب کی تنقیص کر دے گا، ایسے صاحب قلم قابل سر قلم ہیں“۔

صحبتِ اہل اللہ اور توفیق صبر

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اپنے مرض اور رنج وغم کا علاج خود نہیں ہوسکتا، یوں سمجھو کہ گدھا زخمی ہوگیا، جب مکھی بیٹھتی ہے تو وہ اس کو اُڑانے کے لیے دولتی جھاڑتا ہے، وہ مکھی اُڑانا چاہتا ہے مگر چوٹ سے زخم بڑھتا جاتا ہے، فرض کرو اگر گدھا کسی سمجھ دار سے اپنا علاج کرائے گا تو پہلے اس کے دونوں پاؤں باندھ دے جائیں گے، پھر وہ دوائی لگائی جائے گی اگر پاؤں باندھنے سے پہلے دوائی لگائی جائے تو گدھا مکھی کے ساتھ دوا کو بھی اُڑا دے گا، آہستہ آہستہ نہ مکھی بیٹھے گی، نہ زخم سے تکلیف ہوگی، یہی حال انسانوں کا ہے، اگر انسان خود اپنا علاج شروع کر دے، دشمنوں سے خود نپٹنا شروع کر دے تو عداوت اور بھڑکے گی، مرض اور بڑھے گا، مگر جب وہ کسی اللہ والے سے علاج کروائے گا تو پہلے کچھ باتوں اور کاموں پر پابندی لگے گی جو اس کے زخم اور مرض کے لیے زہر ہوگا، اوراد ووظائف بتائے گا، اللہ کی یاد دل میں گھر کر جائے گی تو اندر اندر مرض ختم ہوتا جائے گا، لوگوں کی عداوتیں ختم ہوجائیں گی، جب زخم ہی نہ رہے تو پھر مکھی کہاں بیٹھے گی۔

اپنے اندر مجنوں کی تڑپ پیدا کریں

اللہ والے قیامت تک رہیں گے، شرط صرف پیاس اور تڑپ کی ہے، مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ لیلیٰ کا جب انتقال ہوا تو مجنوں کو خبر نہیں ہوئی، بعد میں قبرستان پہنچا تو ہر قبر کی مٹی سونگھتا پھرتا رہا، لیلیٰ کی قبر کی مٹی سونگھتے ہی دیوانہ وار کہنے لگا : یہی ہے، یہی ہے، اگر ہماری روحوں میں اللہ کا عشق ہو تو اللہ والوں کے جسموں کی خوشبو سونگھ کر پہچان سکتے ہیں کہ اس کے قلب میں اللہ ہے، مگر شرط ہے کہ پہلے ہمارے اندر مجنوں کی تڑپ اور بے قراری اور حقیقت کی طلب اور پیاس ہو۔

اہل اللہ کی مثال مثل مشک کی ہے

اللہ والوں کا مزاج مثل ہرن کے نافہ کے ہے، کہ نافہ میں تمام خون بھرا ہوا ہے اور اسی کے بیچ میں مشک چھپا ہوا ہے، اسی طرح اہل اللہ کے لوازم بشریت سے دھوکا نہ کھاؤ کہ ان کو بھی بول و براز کی حاجت ہوتی ہے، وہ بھی کھانے پینے اور سونے کے محتاج، کبھی کھانسی آرہی ہے کبھی ناک کا بلغم صاف کر رہے ہیں، ان کا خون اور بلغم مت دیکھو بلکہ ان کے اندر نسبت مع اللہ کا جو مشک چھپا ہوا ہے اس کی قدر کرو، اس کی قیمت زمین و آسمان سورج و چاند اور بادشاہوں کے تخت و تاج بھی ادا نہیں کر سکتے۔

طبع ناف آہو یست ایں قوم را　　　اندروں خوں واندروں شاں مشکہا

اہل اللہ کی مثال مثل اسرافیل کے ہے

اولیاء اللہ اپنے زمانے کے اسرافیل ہوتے ہیں، جب اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے تو مردہ زندہ ہو جائیں گے، اسی طرح ان کے ملفوظات سے مردہ دل زندہ ہو جاتے ہیں، جن کے دل مردہ ہیں اللہ والوں کی صحبت سے وہ حیات پاتے ہیں۔ اور ''نما''

معنیٰ میں ارتقا کے ہے یعنی ان کی صحبت عطائے نسبت، بقائے نسبت، ارتقائے نسبت کا ذریعہ ہے۔

اسرافیل وقت انداولیاء　　　　مرد راز یشاں حیات است ونما

اہل اللہ کے باخدا ہونے پر تعجب نہ کریں

اللہ والوں کے بارے میں تعجب مت کرو کہ وہ دنیا میں رہتے ہوئے کیسے ہر وقت باخدا رہتے ہیں، کیسے ہر وقت نظر کی حفاظت کرتے ہیں؟ ہر وقت کیسے گناہ سے بچتے ہیں؟ کیونکہ جن کی رفتار آسمان پر ہے ان کو زمین پر چلنا کیا دشوار ہے؟ اللہ والے جب آسمانی اعمال یعنی اعمالِ صالحہ کی برکت سے افلاک پر پہنچ گئے، صاحب افلاک سے جن کو رابطہ وتعلق نصیب ہو گیا تو ان کو ان زمینی اعمال سے بچنا کیا مشکل ہے جو اس تعلق و رابطہ مع الحق کے لیے مضر ہیں۔

آں کہ برافلاک رفتارش بود　　　　برزمیں رفتن چہ دشوارش بود

شیخ مثل کمان کے ہے

نردبان کے معنیٰ ہیں سیڑھی یعنی پیر آسمان کی سیڑھی ہے، اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا ذریعہ اور وسیلہ ہے، آسمان سے یہاں مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، تیر کمان سے اڑتا ہے، تیر اگر ایک کروڑ روپے کا سونے کا بنا ہوا ہو مگر زمین پر دھرا رہے گا اگر کمان میں نہیں آئے گا، شیخ مثل کمان ہے، مرید جب اس کی صحبت میں آتا ہے تو عرش تک وہ اللہ والا اڑا دیتا ہے، فرشی عرشی بن جاتا ہے، غافل اللہ والا بن جاتا ہے۔

پیر باشد نردبانے آسماں　　　　تیر پراں از کہ گردد از کماں

میں بھی کسی کا بگاڑا ہوا ہوں

ایک شخص حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اپنے لڑکے کی طرف

اشارہ کرتے ہوئے کہا : حضرت! اسے بنا دیجیے، لڑکا حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہنے لگا، کچھ ہی دنوں بعد وہ اللہ والا ہوگیا، گھر آیا تو کھیتی باڑی میں جی کم لگنے لگا، نماز، قرآن کی تلاوت اور اذکار میں شغف اور انہماک بڑھ گیا، وہ شخص حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوکر شکایت کرنے لگا کہ میں نے آپ سے کہا تھا کہ میرے لڑکے کو بنا دیجیے مگر آپ نے تو اسے بگاڑ دیا، حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرما : ظالم! میرے پاس کیوں لایا تھا، میں بھی تو کسی کا بگاڑا ہوا ہوں، میری صحبت میں رہے گا تو وہ بگڑے گا ہی، گویا حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اصلاح کو بگاڑ سے تعبیر کیا، اسے بلاغت کی اصطلاح میں تَاکِیدُ المدْح بِمَا یَشْبَہُ الذَّمَ کہتے ہیں، یعنی عنوان تو بظاہر ذم اور بُرائی کا ہو مگر مقصود اس سے مدح اور تعریف میں مبالغہ ہو۔

اہل اللہ سے دوری درحقیقت اللہ سے دروی ہے

اگر اللہ والوں سے بدگمان ہوکر ان سے دور رہو گے تو ولی اللہ سے دور نہیں ہوئے اللہ سے دور ہو گئے، اگر اپنے شیخ سے دور رہو گے تو اللہ سے بھی قریب نہیں ہو سکتے، حضرت ہردوئیؒ فرماتے ہیں کہ آئس کریم فریج سے نکال کر رکھ دو پانی ہوجائے گی، ماہیت بدل جائے گی، پہچانو گے بھی نہیں کہ یہ کبھی آئس کریم تھی، کیوں کہ آئس کریم اپنے کریم سے دور ہو گئی فریج اس کے لیے کریم ہے، اسی طرح شیخ بھی کریم ہے اس سے دور نہ رہو، اگر حسی قرب حاصل نہ ہوسکے تو کم سے کم خط وکتابت سے تعلق رکھو۔

چوں شوی دور از حضورِ اولیاء   درحقیقت گشتہ دور از خدا

صحبتِ اہل اللہ اور باطنی امراض سے حفاظت

شیخ کی صحبت کا سایہ تمہاری تنہائی کے ذکر سے افضل ہے، کیوں کہ شیطان نے بھی اکیلے بڑی عبادت کی تھی، لیکن مردود ہونے سے نہ بچ سکا، عبادت سے فنائیت کے بجائے تکبر پیدا

ہو گیا، اللہ تعالیٰ کو تکبر سخت ناپسند ہے، اور شیخ کا سایہ تکبر سے حفاظت کا ذریعہ ہے اور تکبر سے حفاظت مردودیت سے حفاظت کی ضمانت ہے، اسی لیے جب صحبتِ شیخ نصیب ہو تو اس وقت تنہائی میں بیٹھ کر ذکر کرنے کے بجائے شیخ کے پاس بیٹھے رہو، کیوں کہ ذکر سے کبھی نشہ آئے گا، اپنے آپ کو بایزید بسطامی اور بابا فریدالدین عطار سمجھنے لگو گے، شیخ کا سایہ مقامِ فنا پر رکھے گا اور اللہ کو مقامِ فنا پسند ہے۔

نازِ تقویٰ سے تو اچھا ہے نیاز رندی   جاہِ زاہد سے تو اچھی مری رسوائی ہے

دوسرے مصرعہ میں فرمایا: اگر تمہارے پاس سینکڑوں قسم کی بریانیاں سینکڑوں قسم کی پلیٹوں میں رکھی ہوں لیکن اگر قناعت نہیں ہے تو تم ہائے ہائے کرتے رہو گے اس لیے ان سینکڑوں طبق کے مقابلہ میں ایک قناعت اگر تمہارے پاس ہے تو وہ کافی ہے۔ مراد یہ ہے کہ کثرتِ عبادت کے ناز سے بہتر ہے کہ شیخ کی صحبت سے تمہارے اندر ایک شکستگی آجائے جو ہزار عبادت سے افضل ہے۔

سایۂ راہ بر بہ است از ذکرِ حق   یک قناعت بہتر از صد ہا طبق

اکابر کا تصوف

اپنے چند اکابر کا تذکرہ سلوک سے متعلق حضرت مولانا عبدالقوی صاحب دامت برکاتہم کے رسالہ صحبت کاملین سے نقل کیا جا رہا ہے؛ تا کہ ہم میں جذبہ اور شوق پیدا ہو۔

حکیم الامت حضرت اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا تصوف

یہ تھانوی ؒ ہیں بڑے عالم، زبردست مفتی، مایۂ ناز خطیب، عظیم تر مصنف، مفسر قرآن اور پیر طریقت! حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی خدمت میں حاضر ہیں سراپا اطاعت ہیں، اپنی ہستی کو مٹا رہے ہیں، آخر کچھ تو پا رہے ہوں گے کچھ مل رہا ہو گا کسی کمی کی تکمیل اور تشنگی کی تسکین ہو رہی ہو گی، ورنہ آخر اتنے بڑے عالم کو کیا ضرورت پڑی تھی وہاں جانے کی؟ علم وفن کے اعتبار سے کیا کچھ نہیں تھا، عزت وشہرت میں کیا کسر تھی، پھر کسی شیخ کامل کی احتیاج کیوں محسوس کی گئی، اور پھر اس مجاہدہ وصحبت کی برکت سے کیا پایا؟ انہی سے پوچھتے وہ اعتراف کر رہے ہیں:

خودی جب تک رہی اس کو نہ پایا — جب اس کو ڈھونڈ پایا تو خود عدم تھے
تمہاری کیا حقیقت تھی میاں، آہ! — یہ سب امداد کے لطف وکرم تھے

اس نسبت وصحبت سے پہلے اور بعد کی قلبی وروحانی صورتحال کو بھی ذرا دیکھئے کس طرح مستانہ وار بیان کر رہے ہیں۔

جلا کردۂ دستِ دلدار ہوں میں — سیہ دل تھا یا اب پرنوار ہوں میں
سنوارا ہے کس درجہ بگڑے ہوئے کو — مجھے دیکھ! آئینہ یار ہوں میں

پھر خانقاہ تھانہ بھون میں بڑے بڑے علماء کی موجودگی میں علمی نکتے بیان ہو رہے ہیں، تصوف کی گرہیں کھولی جا رہی ہیں، قرآنی علوم وحکم پر سے پردے اُٹھائے جا رہے ہیں، احادیث مبارکہ کی مشکلات دور کی جا رہی ہیں، فقہی جزئیات واشگاف ہو رہی ہیں، دریں اثناء کسی صاحب علم کی زبان سے بے ساختہ دادِ تحسین وآفرین نکل جاتی ہے، اس کو سن کر ذہن اس سرچشمۂ برکات کی طرف چلا جاتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ان کے دل سیاہ کو پرانوار بنانے کیلئے اسباب کی اس دنیا میں منتخب کیا تھا۔ جواب میں زبان گویا ہوئی تو بائیں الفاظ۔

یہ سب حضرت حاجی صاحب کی برکت ہے، کسی نے آخر سوال کر ہی لیا کہ حضرت! یہ جو

علوم آپ بیان فرماتے ہیں، ہم بھی تو عالم ہیں، ہمیں کسی کتاب میں نہیں ملے۔ آخر آپ کونسی کتابوں کا مطالعہ فرماتے ہیں؟ غور سے سنئے جواب کیا ارشاد ہو رہا ہے؟

میں نے ''کتب'' تو زیادہ نہیں دیکھیں البتہ چند ''قطب'' کو دیکھا اور ان سے فیض اٹھایا ہے۔ یعنی حضرت حاجی صاحبؒ، حضرت نانوتویؒ، حضرت گنگوہیؒ، حضرت مولانا یعقوب صاحبؒ وغیرہ)

علامہ انور شاہ کشمیری کا تصوف

یہ محدث کشمیری ہیں، پورا ہندوستان جن کے علم وفضل کے چرچوں سے گونج رہا ہے کبھی عربی میں بات شروع ہوتی ہے تو پورا گھنٹہ عربی چل رہی ہے، لگتا ہے کسی قدیم عرب عالم کا درس ہے، کبھی فارسی میں تو فارسی ہی میں گویا ہیں، سبق کیا ہے؟ علم وتحقیق کی میزان پر بڑے بڑوں کو لایا اور تولا جارہا ہے، ذہانت وفطانت، عقل وفراست، علم وتحقیق اور حفظ و یادداشت میں کہا جارہا ہے کہ تاریخ، گزشتہ پانچ صدیوں میں اس شخص کی نظیر نہیں پیش کرسکی، ملک کے گوشہ گوشہ سے نہیں، اقطاع عالم سے طالبین وشائقین شرف تلمذ حاصل کرنے کے لئے کھنچے چلے آرہے ہیں، طلبہ تو طلبہ، اساتذہ جسے دیکھ کر حیران ہیں اور انھیں قدرت کی ایک نشانی، اسلام کا ایک معجزہ قرار دیا جارہا ہے، جس کے درس حدیث میں شرکت اور تبادلہ خیال و استفادہ علم کے بعد... باوجود مسلکی اختلاف بلکہ تعصب وتشدد کے۔ یمن کے ایک زبردست عالم علی یمنی دارالعلوم کی مسجد قدیم میں طلبہ مدرسہ سے خطاب کرتے ہوئے اپنے جذبات کا اظہار اس طرح کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں۔ ''لوحلفت انہ اعلم بابی حنیفۃ لما حنثت''

اور جس کی ایک مختصر تقریر کے دوران بار بار اپنی جگہ سے بے ساختہ کھڑے ہو کر مصر کے مشہور عالم عربی کے منفرد ادیب ونقاد علامہ رشید رضا۔ ''و اللہ ما رایت مثل ھذا العالم قط'' کی داد دیتے جارہے ہیں، اس سب کے باوجود دیکھنے والوں کی آنکھوں نے دیکھا اور قلم نے شہادت رقم کی کہ یہی محدث عظیم دن بھر اپنی درسگاہ میں علم وفضل کے موتی بکھیر

نے کے بعد شام کو اپنے استاذ اور شیخ ومرشد حضرت شیخ الہند کی مجلس کے ایک گوشہ میں دو زانو باادب وسراپا احترام بیٹھ کر پنکھے کی ڈوری کھینچنے میں مشغول ہے۔

آپ غور کر سکتے ہیں کہ علمی کمالات اور عرفی مراتب ہی اگر سب کچھ ہوں تو محدث کشمیری کو کونسی حاجت ان علمی وعملی سرفرازیوں اور نیک نامیوں کے باوصف بارگاہ شیخ میں پہنچا رہی اور اپنے کو مٹانے، چھوٹا بنانے، عقیدت وخدمت کا بارگراں اٹھانے پر مجبور کر رہی ہے، آخر وہ کیا چیز تھی جو انھیں کتابوں، درسگاہوں میں حاصل نہیں ہوسکی تھی جو لٹریچر کے صفحوں ولائبریری کی الماریوں میں دریافت نہ ہوسکی تھی جو عقل وخرد، ذکاوت وفراست کی جولانیوں میں مل نہ سکی تھی، جو درس وتدریس، وعظ وتصنیف کی مشغولیتوں میں بھی نصیب نہ ہوسکی تھی، اور تھی ایسی اہم اور ضروری کہ کوئی مشغولی اس کے فکر حصول میں مانع ہو سکتی تھی نہ ہی کوئی مقام ومرتبہ اس کی سعی میں حائل ہوسکتا تھا پھر یہی نہیں کہ صرف خود ہی کو اس جنون و دیوانگی میں مبتلا کرنے پر اکتفاء کر رہے ہوں بلکہ اپنے ان محبوب تلاندہ کو بھی جنھوں نے آٹھ برس کی مسلسل محنتوں، دن رات کی کاوشوں کے بعد جب علوم آلیہ وعلیہ کی تحصیل سے فراغت کی سند حاصل کی تھی، انھیں بھی دستار فضیلت عطاء کرتے ہوئے تاکید کی نصیحت اور وداعی کلمات اگر فرمائے جارہے ہیں تو اسی دیوانگی کی تلقین کے ساتھ کہ تم عالم حقیقی کہلانے کے اس وقت تک مستحق نہیں ہو سکتے جب تک کہ کسی اللہ والے کی صحبت میں چند دن رو کر جوتیاں نہ سیدھی کرلو۔

فائدہ: جوتیاں سیدھی کرنے کے جملے سے بعض ظاہر پرست دھوکہ نہ کھادیں کہ یہ کوئی عبادت اور شرعی معاملت ہے؟ بات دراصل یہ ہے کہ ''جوتیاں سیدھی کرنا'' اس زمانہ میں ایک محاورہ بن گیا تھا اور اپنے کو فنا کرنے اور نفس کو منقاد ومطیع بنانے سے تعبیر تھا۔

شیخ الاسلام حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا تصوف

ان سے ملئے! یہ مولانا مدنی ہیں، شیخ الاسلام، حجۃ الانام، دارالعلوم دیوبند کی مسند حدیث کی زینت، جمعیۃ العلماء کی آبرو، مجاہد ومرتاض، جنگ آزادی کے عظیم رہنما ہیں، جنھیں مدینہ

منورہ میں مسجد نبوی شریف میں بیٹھ کر حدیث رسول ﷺ کی تدریس کا شرف حاصل ہے، بڑے بڑے علماء، رؤساء اور شہزادے تک جن کی عقیدت کے اسیر ہیں، مدینہ منورہ سے اس زمانہ کی تمام تر سفری صعوبتوں اور مصیبتوں کو سہتے ہوئے ہندوستان پہنچتے ہیں، دیوبند سے گنگوہ تک رات کی تاریکی میں پیدل چل کر دیوانہ وار شیخ گنگوہی کی خدمت میں حاضری دیتے ہیں، ارشاد ہوتا ہے اور معلوم کیا جاتا ہے کہ حاضری کا مقصد کیا ہے؟ جواب میں بصد احترام اپنا مدعا جو عرض کیا جاتا ہے تو وہ یہ کہ میں کوئی دنیاوی مقصد یا نفسانی غرض سے نہیں آیا ہوں، میرا مقصد ذات حق سبحانہ کے سواء اور کچھ نہیں ہے۔

غور کرنے کی ضرورت ہے کہ علم وعمل کے اس پیکر مجسم کو مسجد نبوی کے مبارک ماحول میں حدیث رسول کی خدمت اور حرمین شریفین کی مقدس فضاؤں میں دین اسلام کی دعوت جیسی نعمتوں کے نصیب ہونے کے باوجود آخر وہ کیا چیز تھی جس کی کمی ''ذات حق سبحانہٗ'' تک پہنچنے کے راستے میں رکاوٹ تھی، اور جس کیلئے انہوں نے اس زمانہ کے سفر کی صعوبتوں مشقتوں کو گوارا کرتے ہوئے، اور حرمین شریفین کے قیام کی سعادتوں کو تک چھوڑتے ہوئے ہندوستان پہنچے تھے، دھیان دیا جائے کہ یہ کسی ان پڑھ جاہل کا غلونی العقیدت نہیں ہے، ایک بڑے متبحر عالم دین کا سوچا سمجھا فیصلہ ہے، ایسے عالم کا جس کی زندگی کا ہر لمحہ جہد وعمل سے تعبیر تھا اور جسے لغو لایعنی سے گویا طبعی نفرت تھی، اگر ہم اس اقدام کی وجہ انہی سے پوچھ سکتے تو وہ شاید بہادر شاہ ظفر کی زبان میں ہم کو یہ جواب دیتے

نہ ہم نے کچھ ہنس کے پایا ہے نہ کچھ رو کے پایا ہے
جو کچھ ہم نے پایا ہے، کسی کے ہو کے پایا ہے۔

علامہ بلیاوی رحمۃ اللہ علیہ کا تصوف

انہیں دیکھئے یہ علامہ بلیاوی ہیں! دارالعلوم دیوبند کے شیخ المعقولات ناظم تعلیمات، صحیح

مسلم کے استاذ اور علوم عقلیہ ونقلیہ کے گنجینہ بے مثال، اس سب کے باوجود دھیان جب تربیت وتزکیہ کی طرف جاتا ہے تو بے چین ہوا ٹھتے ہیں، چہار طرف نظر دوڑاتے ہیں، پتہ چلتا ہے کہ اکابر تو سب ایک ایک کر کے رخصت ہو گئے، بزرگوں کی تربیت گاہیں سونی ہو رہی ہیں یا خود کو ان سے مناسبت معلوم نہیں ہوتی، پھر چھوٹوں پر نظر ڈالی جاتی ہے تو نظر اپنے ہی ایک تلمیذ رشید مصلح الامت حضرت شاہ وصی اللہؒ پر جا کے رکتی ہے، ضمیر ان کے مراتب سے مطمئن، طبیعت ان کی فکر وفن سے مانوس دکھائی دیتی ہے، فوراً ایک درخواست پوری عاجزی و نیاز مندی کے اسلوب میں لکھ کر روانہ فرمائی جاتی ہے کہ اس آخری وقت میں میری دستگیری فرمائی جائے۔

اللہ اللہ! ایک ذی مرتبت و عالی مقام استاذ اپنے مصلح و مربی شاگرد کے سامنے کسی طرح زانوئے سلوک طئے کر رہا ہے۔ دیکھئے پہلے خط میں کیا لکھ رہے ہیں: ''چونکہ کوئی بیس پچیس سال سے گوناگوں اُمور میں مبتلا ہونے کی وجہ سے امر آخرت مبہم ہو گیا ہے، اس لئے بعض اوقات قلب کی حالت دگرگوں ہو جاتی ہے۔ضرورت ہے کہ آنجناب اس طرف پوری قوت سے متوجہ ہوں۔ ورنہ آپ کا یہ کبیر السن بے مایہ استاذ تباہ ہو جائے گا، کوئی ٹھکانہ ہے اس فکرِ آخرت اور اس کیلئے اپنے آپ کو کسی شیخ کامل متبع سنت مصلح و مربی کی خدمت میں سراپا لا طاعت بن کر خود سپرو ہو جانے کا؟

سوال یہ ہے کہ اتنے بڑے عالم دین، محقق و مدرس حدیث کو اس عمر میں پہنچ کر آخر وہ کونسی کی کا احساس تھا جو کھائے جا رہا تھا اور جس کیلئے اپنے کسی بڑے اور بزرگ کا بھی نہیں، چھوٹے بلکہ شاگرد کا اسیر عقیدت و اطاعت ہونے پر انھیں مجبور کر رہا تھا؟ انہی سے سنئے فرما رہے ہیں کہ (باوجود دینی مشغولی اور عملی پابندی کے بھی'' فکر آخرت مبہم'' اور'' قلب کی حالت دگرگوں'' ہو رہی تھی۔ اسی اہم صفت کی کمی اور محرومی کے احساس نے انھیں بارگاہ مصلح الامت میں پہنچایا اور پھر جب ان کی رہنمائی میں صفائے قلب کے مراحل اور فکر آخرت کی منازل

طے ہونے لگیں تو دل کو قرار و اطمینان حاصل ہوا۔

سوچئے اور بار بار سوچئے کہ اتنے بڑے فقیہ و استاذ حدیث کو بھی دل کی حالت خود بخود درست کر لینا نہیں آتا تھا؟ جاہل تو خیر جاہل ہی ٹھہرے، علماء کو بھی کیا راہ حق کے سلوک میں راہنما کی ضرورت پڑتی ہے؟ جواب ان ہی کے طرز عمل میں تلاش کیجئے، اور نہ سمجھ میں آئے تو عارف باللہ حضرت پرتابگڑھی سے معلوم کیجئے۔ وہ جواب دیں گے۔

تنہا نہ چل سکو گے محبت کی راہ میں   میں چل رہا ہوں، آپ میرے ساتھ آئیے۔

شیخ الہندؒ کا تصوف

ان سب کے استاد، استاذ الاساتذہ، شیخ المشائخ، دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس، مسند حدیث کے وقار، ہندوستانی مسلمانوں کیلئے باعث صد افتخار، پورے عالم اسلام کے ہمدرد و غمگسار، جامعہ ملیہ اسلامیہ کے محرک و بانی، زندگی کے ایک ایک لمحے کو بروئے کار لانے والی شخصیت، شیخ الہند حضرت محمود الحسن صاحبؒ کا حال بھی ملاحظہ کیجئے۔

کیسا مبارک ماحول اور کیسی عظیم و مقدس مشغولیتیں تھیں ان کی! مگر نہ ان مشاغل پر قناعت ہے اور نہ ہی ان اعمال ظاہری پر اطمینان! ہفتہ بھر خدمت علم میں مشغول رہنے کے بعد ادھر جمعہ کی چھٹی ہوئی اور اُدھر شب ہی کو اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں تلاش حق کی بے چینی لئے اور سراپا ادب و مجسمہ احترام بنے حاضر ہو جاتے تھے۔ کیا ملتا ہے حضور! آپ کو گنگوہ میں؟ دارالعلوم کے علمی عملی تحقیقی اور تدریسی و تصنیفی ماحول میں آخر کس چیز کی کمی ہے؟ پوچھنے والے جب پوچھتے تو جواب میں اپنے فقیہ محقق، عارف مِوقق شیخ کامل کی صحبت مبارکہ میں چوبیس گھنٹے تک معرفت و محبت خداوندی کی شراب سے سرشار و مخمور ہو کر آنے والے اس عالم ربانی کی زبان مبارک پر ہوتا:

لطف مئے تجھ سے کیا کہوں زاہد   ہائے کمبخت! تو نے پی ہی نہیں

یعنی تعلق مع اللہ نسبت مع اللہ اور دل کا لذت آشنائے ذکر ہونا وغیرہ وہ امور کیفیہ

ہیں جنھیں محسوس تو کیا جا سکتا ہے، ان سے لذت تو حاصل کی جا سکتی ہے لیکن انھیں بیان کیسے کیا جا سکتا ہے۔ مٹھائیوں کے نام تو بتائے جا سکتے ہیں مگر مزہ نہیں بتایا جا سکتا، یہ نعمت تو عملاً نیک ہونے اور مرشد کامل کی نگرانی میں راہ حق کی ٹھوکریں کھانے کے بعد ہی حاصل ہو سکتی ہے۔

اور یہ تو ہمارے اسلاف کرام کی باتیں ہیں، خود ہمارے زمانہ میں ایسے اہل اللہ ہوئے ہیں بلکہ موجود بھی ہیں جنھوں نے باوجود تمام ظاہری کمالات میسر ہونے کے بھی اپنے آپ کو مستقل بالذات اور فارغ الاصلاح نہیں سمجھا، بلکہ ہمیشہ اہل اللہ کی سرپرستی نگرانی و رہنمائی کے محتاج بنے رہے۔

عارف باللہ حضرت قاری صدیق احمد صاحبؒ، استاذ الاساتذہ حضرت قاری امیر حسن صاحبؒ، حضرت مولانا شاہ محمد ابرار الحق صاحبؒ وغیرہ جیسی ہستیاں آج بھی نمونہ اسلاف اور یادگار اکابر بنی ہوئی ہمارے سامنے موجود ہیں۔

محی السنہ شاہ ابرار الحق صاحبؒ کا تصوف

ان میں سے میں آپ کو حضرت ہردوئی راست برکاتہم کی خدمت میں لے چلتا ہوں! آئیے! ان کی زندگی پر ایک نظر ڈالیں، حضرت، اس وقت بزم اشرف کے واحد چراغ ہیں، الحمدللہ سالکین راہ طریقت کے مرکز نگاہ، اور بڑے بڑے علماء ومشائخ کے مرجع ومحبوب ہیں، ایک عالم ان کی رہنمائی وتربیت سے مستفید ہو رہا ہے، آپ بچپن ہی سے نہایت ذہین وفطین تھے، صرف سات سال کی عمر میں حفظ قرآن کریم مکمل فرما لیا تھا، ۱۹؍سال کی عمر میں درسیات ہی سے نہیں تخصصات سے بھی فراغت حاصل کر لی تھی، اور امتیازی درجات سے کامیاب ہوئے تھے، علمی صلاحیت میں پختگی اور عملی واخلاقی طور پر صالحیت میں عمدگی سے متاثر ہو کر خود ان کے اساتذہ نے مدرسہ مظاہر علوم میں معین مدرس رکھ لیا تھا، خاندانی اعتبار سے نہایت ہی متمول و مالدار ہونے کے ساتھ حسن و جمال بھی اعلیٰ جہ کا مقدر سے میسر تھا، اس سب کے

باوجود کھڑی جوانی میں ہی دو اپنے والد بزرگوار کی صحیح تربیت کی برکت سے مجاہد و مرتاض تہجد گزار و شب زندہ دار اور حکیم الامت حضرت تھانوی کے عاشق زار تھے، ہر جمعہ کی تعطیل تھانہ بھون ہی میں گزارتے تھے، عید بقرعید کی تعطیلات کا بھی اکثر حصہ انہی کی خدمت میں حاضر رہتے تھے، اسی مسلسل فکر و کاوش کا نتیجہ یہ تھا کہ ۲۲ سال کی عمر میں جبکہ آدمی اکثر ٹپ ٹاپ اور تقاضہ ہائے شباب کی تکمیل میں مشغول رہتا ہے توفیق الہی سے تصوف و سلوک کے تربیتی مراحل سے گزر کر اپنے شیخ حکیم الامت ؒ جیسے باریک بین و نکتہ رس مربی کی نظر میں اصلاح و تربیت، بیعت و تلقین کی اجازت کے لائق ہو چکے تھے اور خلافت کے اہل قرار پا گئے تھے، لیکن انھوں نے بزرگوں کا جو بھی ماحول دیکھا تھا، اور خانقاہ تھانہ بھون کی وابستگی میں جو فکری تربیت پائی تھی اس کی روشنی میں کبھی اپنے کو مستقل بالذات اور کاملین کی صحبت و سرپرستی کی ضرورت سے مستغنی نہیں سمجھا، چنانچہ جب حضرت حکیم الامت کا وصال ہو گیا تو، حضرت خواجہ صاحب سے وابستہ ہو گئے، ان کا بھی انتقال ہو گیا تو حضرت مصلح الامہ کو سرپرست بنالیا، وہ بھی دنیا میں نہ رہے تو حضرت پھولپوری ؒ سے سلسلہ تعلق جوڑ لیا، وہ بھی وفات پا گئے تو سلسلہ نقشبندیہ کے ایک متبع سنت و صاحب علم بزرگ حضرت مولانا محمد احمد صاحب پرتا بگڑھی دامت برکاتہم کی خدمت میں وقتاً فوقتاً حاضری دینے اور ان سے جڑے رہنے کا اہتمام آج بھی فرما رہے ہیں۔ دھیان دینے اور توجہ کرنے کی ضرورت ہے کہ عالم دین، حافظ قرآن، شیخ طریقت بلکہ شیخ المشائخ، بلا مبالغہ ہزاروں علماء اور لاکھوں مسلمانوں کے محبوب و مخدوم روحانی رہنما ہونے کے باوجود اور خلق خدا کی زبان سے عارف باللہ محی السنہ جیسے القاب و آداب سے یاد کئے جانے کے باوصف سینکڑوں مدارس دینیہ کے ناظم اور بیسیوں دینی جماعتوں کے سرپرست و سربراہ ہونے کے بعد بھی کیوں انھیں اپنے آپ پر اعتماد کی جرأت نہیں ہوتی اور کیوں کسی نہ کسی بڑے سے وابستہ اور زیر سایہ رہنے کو لازمی و ضروری سمجھتے ہیں؟ اس کے علاوہ کیا کہا جا سکتا ہے جو ان ہی کے شیخ حکیم الامت نے زندگی بھر کے تجربہ کے بعد فرمایا تھا۔

وصول الی اللہ اور نسبت مع اللہ کا حصول (پھر اس کا بقاء بھی) صحبت کاملین کے بغیر عادۃ ممکن نہیں ہے۔

حکیم اختر صاحبؒ کا تصوف

ان ہی کے ایک خلیفہ اجل عارف باللہ حضرت حکیم اختر صاحب دامت برکاتہم کا حال دیکھئے کہ پاکستان، بنگلہ دیش اور ہندوستان کے بشمول اس وقت دنیا کے تقریبا ۳۲ سے زائد ملکوں میں مریدین ومتوسلین کا سلسلہ پھیلا ہوا ہے، عرب ممالک میں تک اہل سلسلہ موجود ہیں، گویا کہ اس وقت کے شیخ العرب والعجم بنے ہوئے ہیں، مقبولیت ومحبوبیت کا یہ عالم ہے کہ کسی شہنشاہ کو کیا نصیب ہو۔ حکیم جسمانی بھی ہیں، طبیب روحانی بھی۔ مثنوی مولانا رومؒ کے شارح بھی ہیں، شیخ پھولپوریؒ کے معارف وعلوم کے وارث بھی کتنے ہی نوجوان جو بے دینی وگمراہی کی وادیوں میں بھٹکتے پھر رہے تھے ان کی رہنمائی میں راہ ہدایت کے شہوار بن گئے اور کتنے ہی علماء ومدرسین جو ملائے خشک ونا ہموار تھے، ان کی فیض صحبت سے خدارسیدہ و برگزیدہ ہو گئے، بایں ہمہ مراتب وکمالات یہ سنی سنائی بات نہیں آنکھوں سے دیکھا حال ہے کہ جب ہر دوئی تشریف لائے اور ان کے شیخ حضرت محی السنہؒ نے ان سے نماز مغرب پڑھوانے کے بعد فرمایا ''تجوید کی پختگی میں ایک آنچ کی کسر ہے تو یہ منظر میں بھول نہیں سکتا کہ بعد فجر تقریبا ایک گھنٹہ تک ہندوستان کے نامی گرامی بزرگوں اور بڑے بڑے علماء کی موجودگی میں علوم ومعارف کی بارش برسانے کے بعد حضرت حکیم صاحبؒ نورانی قاعدہ ہاتھ میں لئے درجہ قاعدہ کے طلبہ کے ساتھ ترانہ میں موجود نظر آتے تھے، اور یہ نقشہ بھی آنکھوں میں گھوم رہا ہے کہ ایک رات مہمان خانہ میں ان کے اعزاز میں ایک نورانی مجلس جمی تھی جس میں مخدوم الا کابر حضرت مولانا محمد احمد صاحب پرتا بگڈھی میر مجلس تھے، ایک طرف حضرت محی السنہ مدظلہ کی نشست تھی ایک جانب حضرت حکیم صاحب مدظلہ کی۔ سامنے حضرت حکیم صاحب سے ملاقات کے لئے تشریف لانے والے مختلف علاقوں کے علماء کرام اور دیگر حاضرین و

سامعین سخت سرما کا موسم تھا اس لئے درمیان میں ایک انگیٹھی بھی دہکا کر رکھی ہوئی تھی، کبھی حضرت ہردوئی ارشاد فرمارہے ہیں اور کبھی حضرت حکیم صاحب بیان فرمارہے ہیں، درمیان میں کسی مناسبت سے حضرت پرتابگڈھی اپنے اشعار سنارہے ہیں، کبھی کامل چائیں پوری سے فرمائش ہورہی ہے کہ وہ کوئی نظم سنائیں عجیب اور اولیاء کاملین کی محتاج بنادی گئی ہے کہ ان کی تربیت پھر ابتلاء امتحان سے گزرنے کے بعد ہی ولایت صدیقیت کے مراتب علیا تک پہنچ سکتی ہے، چنانچہ جنھوں نے تزکیہ وتربیت ابتلاء وآزمائش کی ان کٹھن منزلوں سے اپنے کو گذار لینے میں توفیق انہی سے کامیابی حاصل کرلی انھیں جینے کا مزہ اور مرنے کا لطف سب کچھ حاصل ہوگیا۔ اور آخرت کے اجر وثواب تو انشاء اللہ حسب وعدہ ملنے ہی والے ہیں۔
(صحبتِ کاملین: ۱۷تا۳۰)

یادداشت

مرتب کی کتابیں

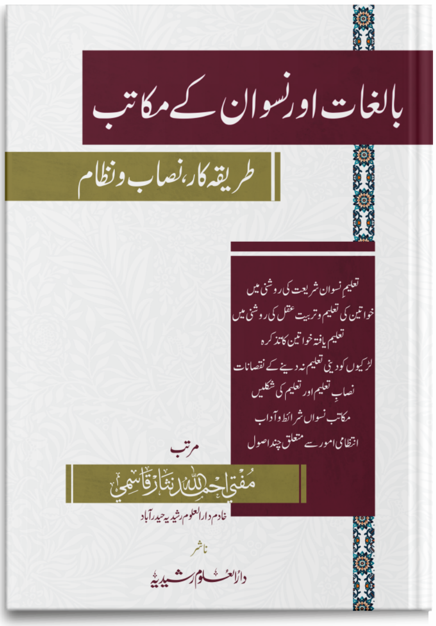
۱۔رمضان المبارک معروفات ومنکرات
۲۔اصلاحی واقعات دو جلدیں
۳۔اصلاح الرسوم (تسہیل، تعلیق وتخریج)
۴۔عصری خطبات مجلد (زیرِطبع)
۵۔جماعت اولی کی اہمیت وجماعت ثانیہ کی حیثیت
۶۔نیاسال مغرب اوراسلام کا نقطۂ نظر
۷۔کرسمس کی حقیقت عقل ونقل کی روشنی میں
۸۔ویلنٹائن ڈے تاریخ کے آئینہ میں
۹۔اپریل فول کی تاریخی حیثیت
۱۰۔خیرالبیان (مدارس کے طلبہ کے لئے)
۱۱۔ہندوستانی مسلمان آزادیٔ وطن سے تعمیرِ وطن تک (زیرِطبع)
۱۲۔نفع المفتی والسائل (عربی،تحقیق وتخریج، زیرِطبع)
۱۳۔ اللمعة اذا اجتمع العيد و الجمعة
۱۴۔کھیل کود کی تاریخی وشرعی حیثیت
۱۵۔احکام اعتکاف
۱۶۔خواتین رمضان کیسے گذاریں؟
۱۷۔یوم جمہوریہ حقیقت کے آئینہ میں
۱۸۔پتنگ بازی حقائق ونقصانات
۱۹۔وجودِ باری وتوحیدِ باری عقل کی روشنی میں
۲۰۔ضیافت فضائل ومسائل

۲۱۔عظمتِ اہلِ بیت اور مسئلہ زکوۃ
۲۲۔ارطغرل غازی سیریل حقائق اور غلط فہمیاں
۲۳۔یتیمی اور یتیموں کے کارنامے
۲۴۔لون (قرض) کے جدید مسائل (زیرِ طبع)
۲۵۔ظالموں کا انجام سچے واقعات کی روشنی میں
۲۶۔کرکٹ کی تاریخی وشرعی حیثیت
۲۷۔فروع الایمان (تسہیل، تخریج وتضمیم)
۲۸۔مسنون قربانی؛ معروفات ومنکرات
۲۹۔عصمت دری اسباب وسد باب
۳۰۔سنتِ فجر فضائل ومسائل
۳۱۔خطباتِ قاسمیہ
۳۲۔برادرانِ وطن سے تعلقات۔حدود وحقوق
۳۳۔کمیشن اور بروکری کے احکام
۳۴۔کرایہ کے جدید مسائل
۳۵۔ٹوپی کی شرعی حیثیت
۳۶۔اسلام میں تجارت کی اہمیت
۳۷۔جبر تبدیلیٔ مذہب کی حقیقت
۳۸۔اسلام میں تقسیمِ میراث کی اہمیت اور ہمارا سماج
۳۹۔مروّجہ مضاربت کے احکام
۴۰۔اولاد کے حقوق شریعت وسماج کی روشنی میں
۴۴۔لو جہاد حقیقت یا فسانہ

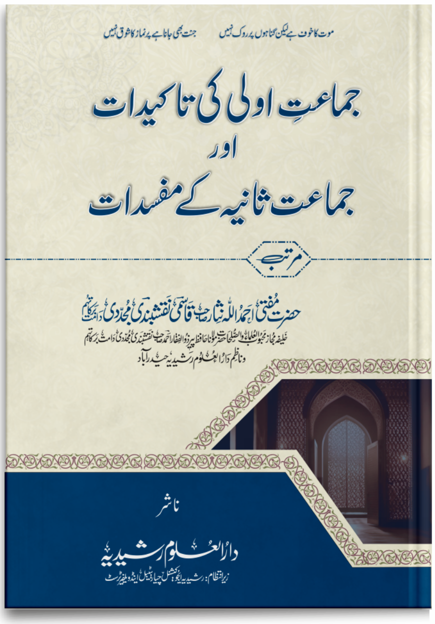
۴۵۔صحبتِ اہل اللہ کی اہمیت وضرورت
۴۶۔تیسیر المبتدی بترتیب جدید فارسی (حصہ اوّل، دوم، سوم)
۴۷۔نفقۂ مطلّقہ عقل ونقل کی روشنی میں
۴۸۔تعلیم بالغان و بزرگان۔اہمیت وضرورت
۴۹۔خواتین کے علمی کارنامے۔حافظہ وعالمہ بنانے کی ضرورت
۵۰۔مکاتب کی اہمیت وضرورت
۵۱۔منظم ومؤثر مکاتب کے اصول وآداب
۵۲۔مسنون امامت۔اصول وآداب
۵۳۔مسنون مساجد۔خادمانِ مساجد کی ذمہ داریاں
۵۴۔قتل کا گناہ اور سماج کی صورتِ حال
۵۵۔زمینات ومکانات؛احکام ومسائل
۵۶۔ملٹی لیول مارکیٹنگ۔اقسام واحکام
۵۷۔ذکرِ حبیب ﷺ کی برکات
۵۸۔ووٹر آئی ڈی۔ووٹنگ۔الیکشن
۵۹۔اسلاموفوبیا وفلمی دنیا اور فلم ہمارے ۱۲، کا پوسٹ مارٹم
۶۰۔بھارتی مذاہب کی تاریخ زوال
۶۱۔ذاتی مکان یا کرایہ کا مکان احکام وآداب
۶۲۔تعلیمِ نسوان ومکاتبِ بالغات کی اہمیت
۶۳۔سادات واہلِ بیت کی عظمت ومسئلہ زکوۃ
۶۴۔عظمتِ حفظِ قرآن ومقامِ حفّاظ
۶۵۔قربانی وگاؤکشی۔حقائق اور غلط فہمیاں

۶۶۔قصّاب اور قریشی۔احکام ومسائل
۶۷۔میلاد النبی کی حقیقت دلائل کی روشنی میں
۶۸۔مسنون قربانی؛معروفات ومنکرات
۶۹۔سونے کی تجارت کے جدید احکام
۷۰۔سرکاری اسکیموں کے احکام
۷۱۔دینی خدمات پر اُجرت عقل ونقل کی روشنی میں
۷۲۔عظماء فی طفولھم۔بڑوں کے بچپن کے تاریخی وسبق آموز واقعات

مصنف کی دیگر کتابیں









DARUL ULOOM RASHEEDIA

Door Number 12-2-823/A/28A1 Masjid E Qutub Shahi
2nd Floor, opp MS college Santosh Nagar Colony,
(Pillar No17) Mehdipatnum Hyderabad-500028 (T.S)

WWW.darululoomrasheediya.com